

L23064.

12-12-07,

Title - ~~SHAH~~ SHABISTAN ALAMGEEER

Creator - Alamgeer Mohd. Khan,

Publisher - Muzed Aam (Akbarabad).

Date - N.A.

Pages - 262

Subjects - Urdu, Sharq - Kulliyat-o-Dars-e-

أَنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمًا وَأَنَّ مِنَ اللَّسَانِ سِحْرًا

المحرقة والله له أن تذكره شعرا في رشك النور في ونظير في ومحمودة
غزليات سر رايد وشفير في غنى

عالمكيري

مرتبه جناب هان والاشان امير باوقر شاعر به نظير بيان
عالمكيري خرد خا نصاحب ام ششم

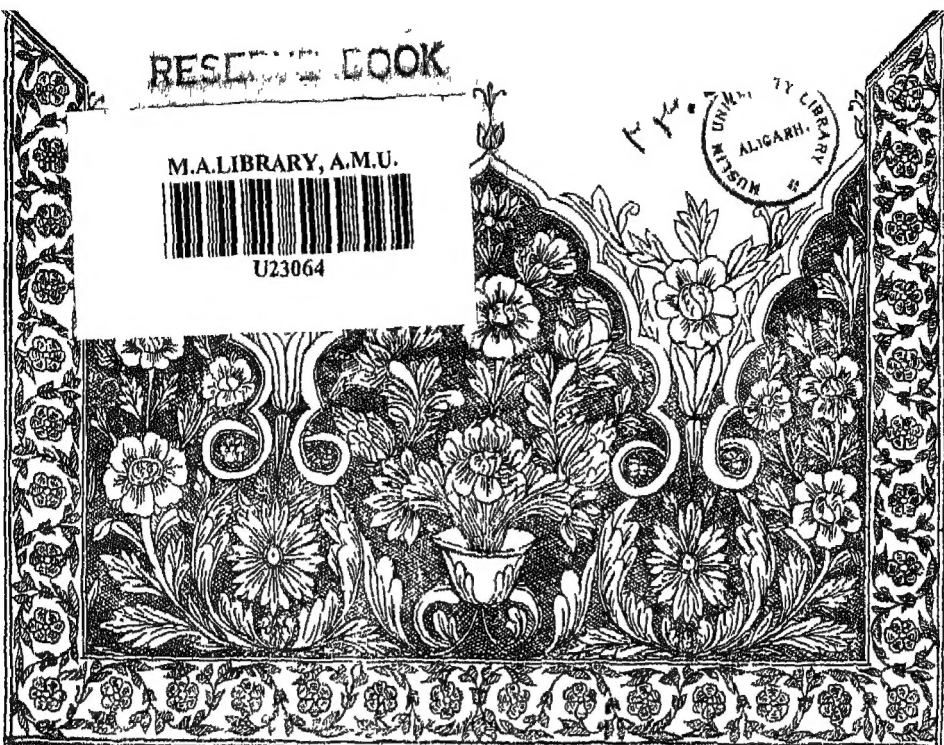
طبع في المطبع المسمى بالله في مكة المكرمة

RESERVE BOOK

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U23064



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و سپاس خالق زمان و زمین ذوالقوة العتین میں خامہ سرسجود سے صفحہ قرطاس
پر پردہ صریح میں نواسے سبحان بی الاطاعے بلند ہی فقہا سرک الله احسن الخالقین
ونعت حضرت سید المرسلین شفیع الزنبین میں کلک و دوزبان سے نعمۃ اعتراف
وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی و صدائے فحوائے
وما ارسلناک الا رحمة للعالمین زیب گوش ہوشمند رباعی

رسول شرق و غرب امام نرس ملک	کہ بر بسات شرف شمسوار کو نہیں است
زہے بلند مکانے کہ در صفت دعوی	ہمہ نشاندہ او قرب قاب تو سین است

صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین
امین اما بعد عالمگیر خان عفی عنہ تخلص نمود بن میان و ستیگر محمد خان
بن نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ الخطاب بہ نواب دولہ بہادر

LYTTON LIBRARY

ضاعف اللہ افضا لہما فی المیزان و رفع اللہ درجاتہما فی الجنان والی بھوپال بھو پال
 شعور سے سنتا اور دیکھتا ہی کہ اکثر خواص و عوام و امراء عظام و یار ہڈانے اپنی اپنی
 فراخ حوصلگی و عالی ہمتی کے موافق جلسہ ہائے مشاعرہ منعقد فرما کر سرانجام دہی میں
 کوشش تبلیغ کی با وصف اسکے کسی جگہ گروہ شعرا میں اختلاف واقع ہو کر نوبت فساد
 کی پہونچی کہیں سامعین کی دھوم و تماشائی کے جھوم کی بدولت اہل انجمن پریشان
 و سیرشتان بزرگ کاکل شمع سرگردان رہ کر خاموش ہو بیٹھے۔ اکثر بوجہ وقوع ہچھو
 اتفاقات کوئی آرزو مند شاہد مدعا سے بھگتا رہا ہوا۔ الغرض محریطوں نے بعد مدت
 حمد گوہر دریائے تاجدار سیار کیہ آرائے بارگاہ جہاندارنی فریدۃ الاتاق حمیدۃ الاحقاد
 محی مراسم عدل و داد مآجی آثار ظلم و فساد قبلہ اصحاب صفا کعبہ ارباب تنازعہ حاتم
 سرکار نوال مجسم قدردان فیض رسان حضرت نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ کروں
 آف انڈیا و رئیس دلاور عظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند و تاج ہند و ستان و رئیس
 بھوپال ادامہا اللہ بالعز و الاقبال اپنے دیوان عام میں انعقاد بزم مشاعرہ کا التزام
 کر کے بہ نظر حفظ و اتمام شرکت ایسے شعراء سخن سنچ کی مھوڑ و مد نظر رکھی
 جو زمرہ اصحاب منتقل میں داخل ہونے کا وثوق رکھتے ہیں ہر چند کہ اثر دہام شائقین
 و سامعین نیز با اوقات باریاب جلسہ ہوا کیا نظم

چنان از جوش مردم قحط حباب بود کہ نقش سایہ بردوش ہوا بود

مگر بفضلہ بعض منتظران کی حسن کارروائی سے جو اس ڈیوڈھی کے متوسلین سے
 شل غضنفر بشیہ مرواگی معاملہ دان محمد فیض اللہ خان منتظم کارخانہ بن محمد
 حبیب اللہ خان افغان - و خیر الانسا محمد سکندر خان مہتمم توشکنی نہ

بن محمد انبیار خان قوم افغان و شیخ محمد نسیر الدین صدیقی محافظ کتب و کتابی
 کے ہیں تاختم شاعرہ کوئی صورت تناقض و تخالف کی معرض ظہور میں نہ آسکی۔ جب
 غزلیات ردیف واری یعنی غزلت سے تالیف تھمتانی ختم ہو چکیں دل میں خیال
 شتمکن و جاگزین ہو کہ غزلیات مذکور بہ مزید حالات تاریخی ریاست ہذا جس سے
 سلسلہ حقیقت حال آبا ہی نامہ نگار منقطع نہ ہو بعد الطبع مطبوع طبع حقائق
 کر دیجاوین تاکہ مورخان فرخندہ خصال و شاعران نازک خیال دیار و اصصار اوس سے
 محفوظ و محفظ ہو کر زمانہ حال و استقبال میں اسماء شعراء شریک حلیہ شاعرہ کو جنھوں
 نے سنت اشتراک سے محرر سطور کو ممنون کیا ہی صفحہ روزگار پر یا دگار و کثرت
 داد و دید سے زندہ جاوید فرماوین۔ ذوق دہلوی۔

رہتا سخن سے نام قیامت تک ہرق | اولاد سے تو ہی یہی دو پشت چار پشت

محقق نے ہے کہ یہ مجموعہ مقل و دل موسوم بہ شہستان عالمگیری پانچ
 فصل پر مبنی ہو فصل اول نام نامی و اسماء عظامی فرمانروایان بھوپال پر
 سہ تلوں و تاریخ و قاتلین فصل دوم بیان میں وجہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی
 قدیم و جدید و احوال باغات و عمارات مع ملخص جغرافیہ فصل سوم ملوہ

شعراء شریک خجمن شاعرہ کے حالات اور نامہ نگار کے مراتب کی کیفیات سے جو
 منجانب علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال مرعی و مبذول بہ صنف علمی

جو ہیں شاکی تہ رون کے منظوم | او کو میری سی دے خدا تہمت

فصل چارم میں عنذلیات شاعرہ مرقوم ہیں فصل پنجم میں غزلیات و
 اشعار متفرق مصنف مع خاتمہ الطبع و قطعات تاریخ منظوم۔

فصل اول در کرامت نامی اسماعیلی فرماںرویان بھوپال بہ ترتیب سنہ جلوس تاریخ وفات

امیر دوست محمد خان بہادر سیرازی خیل جو موسس اسٹاس بھوپال
پیشوائے جماعت ارباب دولت و اقبال تھے ۱۲۸۰ھ ہجری میں بعد ملک و دارای شاہ
فرخ سیر و بروایت تاریخ بھوپال بزمانہ آغاز سلطنت بہادر شاہ بن اورنگزیب
عالمگیر بادشاہ تیراہ سے ہند میں آئے از انجا کہ یہ سبب ضعف سلطنت و ہلی
ہندوستان میں طوائف الملوکی کا عالم ہو رہا تھا انھوں نے ملک مالوہ کو فتح کیا
اور بزرگ شمشیر صاحب حکومت ہوئے ۱۲۸۰ھ ہجری کو قلعہ و شہر پناہ بھوپال بنایا اور
پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ مدبر اور بہادر تھے بھوپال کے قلعہ فتحگڑھ میں دفن
ہیں نواب یا محمد خان بہادر بن امیر دوست محمد خان بہادر انکا سنہ
پیدائش گیارہ سو پینتالیس ہجری ہے۔ قبل وفات والد اپنے کے ہمراہ نظام الملک صفت
جاہ بہادر والی حیدر آباد دکن کے دکن کو گئے جسوقت خبر وفات دوست محمد خان
کی نظام الملک نے سنی اوکو خطاب نوابی اور خلعت مع ماہی مراتب عطا فرما کر روانہ
بھوپال کیا۔ یہ بھوپال میں اگر عمر ہیچیدہ سال ۱۲۸۰ھ ہجری میں مسند امارت پر
بیٹھے اور پندرہ برس تک حکمرانی کر کے ۱۲۹۶ھ ہجری میں انتقال
کر گئے انکا مقبرہ باہر قلعہ اسلام نگر کے ہے۔ یہ جگہ بھوپال سے بفاصلہ سہ کروڑ چار
شال شہر واقع ہے۔ تاریخ ہند مولفہ رستم علی بن محمد خلیل شاہ آبادی
کے دیکھنے سے نامہ نگار کو معلوم ہوتا ہے کہ امیر دوست محمد خان بہادر
جکوبانی بہانی بھوپال و امام سبجہ مراتب جاہ و جلال جانتا چاہیے علاوہ ولیری

و بنیدار مغزی کے بڑے باذل و کریم مسافر نوازی میں جید و چھپر مومن میں ممتاز تھے

مالِ همان بہ کہ بیارانی ہی	گر نہ دای بہ کہ بجاکش نہی
زر نہ پی منفعت احمی حکیم	بہر نہادن چہ بفال و چہیم

صائب رحمہ اللہ

از چراغے می توان افروخت چندین شمع	دوستے چون رود ہزار دوستان غافل مشو
می شود ہر کس بمقدار تواضع سر بلند	قطرہ ناچیس گزدگو ہر از افتادگی

تاریخ بھوپال و تذکرہ افغانی وغیرہ میں سردار دوست محمد خان بہادر و نواب
یار محمد خان بہادر نور اللہ مراد ہما کی کیفیت ایسی شرح و ببط کے ساتھ نامہ نگار
کی نظر سے نہیں گذری جیسے مولف تاریخ ہند جو بقول خود بعد حکمرانی نواب
یار محمد خان بہادر تین سال بھوپال میں مقیم رہا حوالہ قلم عبرت رقم کرتا ہے۔
تاریخ ہند میں ریاست ہذا کی شوکت و عظمت و فرمانروایان سالف کی جودت و بطوت
آئینہ صورت نمائی مثال معلوم ہوتی ہے نامہ نگار کے نزدیک مولف متفوق کے بعض فقرات
موثر کامیاب لکھنا حسن تاریخ نگاری میں داخل اور تیرہ صدق گوئی میں شامل ہے
لہذا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

این مولف در سال یک ہزار و یکصد و پنجاہ و چہار ہجری در شہر بھوپال حرم سہا اللہ
والزوال کہ از شرفدار طرب و ہنرمندان اکثاف مالال است بہ تحسیر یک بعض
بزرگان ہوا سب نشان پائے مسافرت تا مدت سہ سال در دامن اقامت
کشیدہ فی الواقع از ان روزیکہ این مولف از بلدہ شاہجہان آباد برآمدہ رہ نور د
سافت کفرستان بودہ آن بکا نژاد ارالہ سلام دریافت و بروایتیہ بھوپال در قوتی

از اوقات راجہ بھوج شمس الدین آباد بود بعدہ بہ تقریبہ در ارکان آبادیش تھو
روداد مگر دیسے مختصر برکنارہ تالاب کہ از طول عمق سرآمد تالابہائے این دیار است
آباد بود چون دوست محمد خان افغان سیرازی خیل بحسن اتفاق از ولایت تیراہ
متوجہ ولایت ہندوستان گردیدہ نزد برادران ہم جدی در قصبہ جلال آباد رسیدہ
از انجا کہ چون ایزد مالک الملک منخواہد کہ یکے از بندگان خود را بدرجہ علیا رساند
نخستین اورا مورد محن و مشقت گردانیدہ بدرجہ مقررہ و یکا میاب میگردد اندر بیت

درین دیرکن رسمیت دیرین	کہ تہلخی نباشد عیش شیرین
------------------------	--------------------------

عارضہ متخالف و متنازع فیما بین برادران روداد تا آن خان و لالاشان تنہا و بے سہتا
ظاہری از انجا برآمدہ بصوب ولایت مالوہ رسید بہ تدبیرات صاحبہ و ترددات و فہم
پیشگیری بیشتر از بلاد آن ولایت پرداختہ و طرح عمارت آبادی شہر بھوپال در
سال پنجم محمد شاہی ۱۱۳۰ ہجری یک ہزار یکصد و سی و پنج ہجری در حسن ساعات
و اسعد اوقات انداخت و از فرط عدالتش گویا کہ شیر و بز در خوش ہمو
و در وصف سخاوت گو یا رشک حاتم طائی است بسیاری از بزرگان و
اہل ہنران برآمدہ و سہم طعام اندومی شدند

خورشہائے الوان زاندا زہ پیش	بخوانہائے زرین نہادند پیش
-----------------------------	---------------------------

و ہر کہ از بلاد اطراف میرسید از نقود و اسباب اجناس صاحب اساس میشد

درین دو ہفتہ کہ میر آب این چمن شد	ز ہنچ تشنہ جگر آب را در بلیغ مدار
-----------------------------------	-----------------------------------

و ہزار ہا مردم سپاہ پیشگی می یافتند و اہل استحقاق از دست جو دش بہرہ می بردند
چونکہ جواد و سخاوت پیشہ بود بدرجہ بختیاری ترقی و عروج فرمود و ہمایہ داد و بخش

موالیان او فراوان شدند بیت

سختاوت بود مایه دوستی	که عالی بود پایه دوستی
کسی گوی دولت ز دنیا برد	که با خود نصیب به عقبی برد
به غمخوارگی چون سرگشت من	نخار کسی در جهان پشت من

چون آوازه سماعش بمسامع کارپردازان سلطنت رسید بواسطه رسیدن حسین علیخان
به منصب طوغ و تقاره و نوبت مع خطاب مورد مراعات بادشاهی گردید از اینجا
که هر که برین خوان الوان روزگار همان است عاقبت ثمرت ناکامی از دست
فنا می چشد در ساله که یزار و یکصد و چهل و دو بر بستر مرض آخری خستید
ماه شعبان طیر رجش بشا خسار آنجهان رسید فرد

بمرد آخر و نیکنامی بسرد	ز به زندگانی که نانش نمرد
جاودان نیست عالم فانی	تو درین جلوه دان کجایانی
روے در ملک جاودانی کن	ترک گنجینه دیر فانی کن
دل بد نیای دنی ای دل نادان فروز	انچه در مصر عزیز است بکفغان فروز
دل در جهان بمند که این نهال	از بهر سرزمین دگر سبز کرده نال

بعد از ان جناب عدالت آب جلالت انتساب بپیر عالیجاه امارت و ایالت پناه
معالی صفات و اعالی سمات مورد تفضلات السلطانیه مهبط عنایات اخاقانیه حمیده
امرای رئیس الشان زبده خوانین سموء المکان موبد الاسلام و المسلمین و
نظام الدوله الدینیه و الدین

گوهر صبح شجاعت انتر ببح جلال	آفتاب اوج شمت مرجع عز و کمال
------------------------------	------------------------------

یعنی نواب یا محمد خان بہادر خلیفہ ارشدان خان عظیم الشان کہ ہم سہراہ
نظام الملک در ولایت دکن بود درین مملکت رسید درین اوقات بر سدا مارت
و دولت نشست و در جنگاں مصدر ترددات وافرہ و مظهر مساعیات متکاثرہ گردیدہ
سقطر و منصور گشت بیت

غزلے کہ جوید نہ سرد از پلنگ | شو د خاک از خون اولالہ رنگ

و درین مکان داد عدل و نصف دادہ و اکثر از گرفتار شدہ و محکوم حکم
فرمودہ - بتدابیر صائبہ خود از کنارہ دریائے نر برد تا پائین قصبہ سرونج ضبط
آورد - باوجود استیلائی جماعہ غنیمت کہ از ستارہ گدہ تا پائین دہلی عالے راغات
و تاراج کردند - از حسن تدبیر آن امیر عدالت تاثیر ساکنان آن بلدان از حواشی
ظلم آن ظالمان در اسن و امان اند چنانچہ کمال شجاعت و ضوابط مملکت مورد اطمینان
بادشاہی گردیدہ منصب پنہزاری و پنہزار سوار و ماہی مراتب اختصاص یافت
ہمان وقت جامع الفضل و کمال مفتی خیر السدازین بیت تاریخ آن مراتب شمار کرد

بوجہ جہاد و اقبال و مناصب | مبارکباد ماہی و مراتب

و بحسن نیت آن امیر باتدبیر تصدیان آن مملکت ہر یکی یا قمتی دارند کہ برائے
خود سرانجام صوبجات میتوانند داد نواب فیض محمد خان بہادر بن نواب
یا محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات ولہ
اپنے کے گیارہ برس کی عمر ۶۰ سالہ گیارہ سو ستر طہمین رئیس ہوئے او پچیس برس
تک حکومت کر کے چھتیس برس کی عمر ۹۱ سالہ گیارہ سو اکانوے مین لا ولد مر گئے
قلعہ کمنہ بھوپال مین مقبرہ انکا بنا ہوا ہی - مرد عابد پرہیزگار بے آزار تھے

چھوٹے خان چیلہ نواب کہ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۹۱ھ ہجری کو دیوان رست
 ہوا اور چھبیسویں جادی ۱۱۹۲ھ آخر ۱۱۹۳ھ ہجری کو پھل سالہ مگیا اور قلعہ فتحگڑہ میں اسکا
 مدفن ہے آدمی مدبر و عظیم تھا اور اس دیوان کی کاوش سے سولہویں جادی ولی
 ۱۱۹۳ھ ہجری کو شریف محمد خان بہرہ سردار دوست محمد خان بہادر اپنے
 بھائیوں سمیت مار گئے نواب حیات محمد خان بہادر بعد وفات فیض محمد خان
 اپنے بھائی کے ۱۱۹۳ھ لگیا رہ سوانوے ہجری میں نواب بھوپال ہوئے۔ اور
 بتیس برس حکمرانی کر کے سولہویں رمضان ۱۲۲۳ھ بارہ سو تیس ہجری میں حلیت
 کر گئے اور باغ اپنے میں مدفون ہوئے انکے عہد میں ریاست میں بہت خلل واقع
 ہوا تھی کہ وزیر محمد خان بہادر مختار ریاست ہوئے نواب غوث محمد خان
 بہادر بن نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان
 بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات نواب حیات محمد خان
 بہادر والد اپنے کے چارم شوال ۱۲۳۱ھ ہجری کو تیس ہوئے اور سترہ برس
 تک سند حکومت پر بیٹھ کر بہت وسوم محرم ۱۲۴۱ھ ہجری میں راہی ملک بقا ہوئے
 انکے عہد میں وزیر محمد خان بہادر جو ۱۲۴۱ھ ہجری میں مختار ریاست ہوئے
 تھے تمام کاروبار ملکی و مالی کو اپنی راے سے انجام کرتے تھے بہادر بے بدل
 تھے ۱۲۴۱ھ ہجری اور ۱۲۴۲ھ فضلی میں راجہ گوالیار و ناگپور کی استی ہزار فوج سے
 جسے بھوپال کا محاصرہ کیا تھا رستمانہ لڑ کر ہزیمت دی انیس برس تک با اختیار
 حکمرانی کر کے سولہویں ربیع الآخر ۱۲۴۳ھ ہجری میں انتقال کر گئے شہر کے باہر
 وزیر باغ میں مقبرہ انکا واقع ہے نواب نظر محمد خان بہادر بعد وفات

وزیر محمد خان بہادر والد اپنے کے ۱۱۳۵ ہجری میں بس بھوپال اور بانیوں
 ربیع الآخر ۱۱۳۵ ہجری کو نواب بیگم صاحبہ قدسیہ دختر نواب غوث محمد خان
 کے ساتھ لکھنؤ ہوئے اور بیسویں ربیع الآخر ۱۱۳۵ ہجری کو عہد نامہ سرکار کبھنی
 سے حاصل کیا اور تین برس نو مہینے چھ روز حکومت کر کے اٹھائیس برس کی عمر
 میں ۱۱۳۵ ہجری کو انتقال کر گئے انکا مقبرہ بھی وزیر باغ میں ہے نواب بیگم صاحبہ
 قدسیہ تاریخ ولادت نہم رجب ۱۱۲۵ و سنہ جلوس ۱۱۳۵ ہجری۔
 بعد وفات نواب نظر محمد خان کے مختار ریاست ہوئیں انکے عہد میں نواب
 منیر محمد خان پسر میان محمد خان نیر میان وزیر محمد خان بہادر
 تین روز بطور خاندانگی کے بھوپال میں رہے حکیم شہزاد مسیح نواب ریاست کہ
 آدم مدبر و نیک نام تھے چوبیس جادی الآخر ۱۱۳۵ ہجری کو انکے عہد میں مر گئے اور
 ۱۱۳۵ ہجری میں بمقام آشتیہ غفران آباد نواب جہانگیر محمد خان بہادر
 جد بزرگوار نامہ نگار پر فوج کشی کر کے لڑیں اور غزہ رمضان ۱۱۳۵ ہجری کو بوسطہ
 سرکار انگریزی جاگیر تاحیات مقدار صاف اپنی ریاست سے لیکر گوشہ عافیت اختیار
 کیا اور ۱۱۳۹ ہجری میں انتقال کر گئے نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
 جد بزرگوار نامہ نگار سنہ پیدائش جادی الاولیٰ ۱۱۳۵ اور سنہ جلوس عشرہ
 رمضان ۱۱۳۵ ہجری ہستی بہادر شہسوار خوشرو باخلاق مسافر نواز باذل غبار پرو
 قدردان اہل ہنر نوشت خواندین ماہر بلکہ شاعر بھی تھے بہت و ہشتم ذیقعد ۱۱۳۵
 ہجری کو سند حکومت ریاست بھوپال چھوڑ کر سرمد خلد برین چلے گئے ہوئے
 نواب سکندر بیگم صاحبہ تاریخ پیدائش بہت و ہشتم شوال ۱۱۳۳ ہجری مہر

پانزدہم محرم ۱۲۳۳ھ ہجری کو مختار ریاست اور نہم شوال ۱۲۳۳ھ ہجری میں والیہ
 بھوپال ہوئیں۔ منظم اور عاقل تھیں جلد سے خیر خواہی ایام صدر سرکار انگریزی
 سے سوم رجب ۱۲۳۳ھ ہجری کو جیل پور جا کر دربار گورنری میں برگنہ سپریمٹ پائا
 اور چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۳۳ھ ہجری کو الہ آباد جا کر دربار گورنری میں تغا و خطاب
 نیٹی حاصل کیا۔ اور ۱۲۳۳ھ ہجری میں مکہ معظمہ کو گئیں اور اوائل ۱۲۳۳ھ ہجری میں
 واپس آئیں اور سیزدہم رجب ۱۲۳۳ھ ہجری کو انتقال کر گئیں۔ باغ فرحت افزا
 میں مدفون ہوئیں اور انکی قبر پر حجرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے نواب شاہجہان سکیم صحت
 والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا و عمر با۔ تاریخ ولادت باکر است ششم جمادی الاول
 ۱۲۳۳ھ اور سنہ جلوس معینت مانوس غرہ شعبان ۱۲۳۳ھ ہجری ہی پانزدہم
 محرم ۱۲۳۳ھ ہجری کو سرکار انگریزی سے خلعت ریاست بھوپال حاصل مندرمایا
 اور نہم شوال ۱۲۳۳ھ ہجری کو اپنی خوشی سے منصب ولیعہدی کو قبول فرمایا
 اور روز صدر نشینی سے انتظام ریاست میں ہمہ تن کوشش فرمائی۔ مسرت و شہرت
 سرکار انگریزی ہوئیں اور چہار دہم رمضان ۱۲۳۳ھ ہجری کو بمقام بندہ بئی دربار
 گورنری میں خطاب درجہ اول نیٹی اور تمنای اسٹار اور نشان شاہی پائا
 اور ۱۲۳۳ھ ہجری کو دربار قیسری میں بمقام ولی خطاب کروں آف انڈیا
 ونس دلاور عظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند حاصل فرمایا الغرض
 سرکار عالیہ دام اقبالہا کی قدردانی نے وجود دارباب کمال سے جو ہر ایک آفتاب
 پیغمبر و ہنر ہو گلزمین بھوپال کو رشک آسمان بنا دیا۔ اور اصابت رائے
 عالم آرا سے حضور مدوحہ سے رعایا آباد خلق خدا شاد اہل علم آہستہ صاحب تسلیم

پیراستہ ہیں مخفی نہ رہے کہ عہد شاہجہانی کے محاسن تاریخ بھوپال و ترک افغانی وغیرہ میں مفصل مذکور ہیں۔ ادا اللہ ظلال عدالتہا و جلال حکومتہا علی مفارق توابعہا و لواحقہا الیوم الدین آمین۔
فصل دوم وجہ تسمیہ بھوپال ذکر آبادی قدیم و جدید و احوال باغات و عمارات میں مختص جسرافیہ ریاست ہذا۔

یہ شہر قدیم دوم صوبہ مالوہ ملک ہند میں خط استوا سے ایک سو گیارہ درجہ طولاً اور تیس درجہ عرضاً جیسا کہ غیاث اللغات کی جدول میں بھی لکھا ہے۔ ایک چھوٹے سے پہاڑ پر آباد ہے کہتے ہیں کہ راجہ بھوج والی دہار انگری نے جو اب شہر پیران ہا مشہور ہو دو پہاڑ کے درمیان جو ایک دوسرے سے قریب تر واقع ہے تھوڑے ایک پستہ بلند و مستحکم لمبا چوڑا باندہ کرتا لاپ تیار کیا اوس پستہ پر قلعہ بنایا بھوج پال اوس کا نام رکھا پال زبان ہندی میں پل کو کہتے ہیں جیم کثرت تلفظ سے جو زبان پر بھاری تھا سا قحط ہو کر بھوج پال بھوپال مشہور ہوا بعدہ رانی سال ملی زوجہ راجہ اودیات نے قریب قلعہ ایک بڑا مندر سنگین بنام سبھا منڈل بنایا جسکی تعمیر سن ۱۲ میں شروع ہوئی تھی اور سن ۱۲ کا تک بدی تیج روز و شنبہ تمام ہوئی تھی۔ یہ تاریخ بنا و اختتام اوس مندر پر لکھی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ رانی اور راجہ نے پالنہ برہمن اس جی مقرر کئے تھے تا وہ عبادت و ریاضت کریں اور چار بید۔ چھ شاستر۔ اٹھارہ پران۔ اور پگل وغیرہ علوم کو زبان سنسکرت طالب علم کو پڑھاویں۔ اور جاننا چاہیے کہ چار بید چار کتاب تصنیف حکیم بیاس سے مراد ہے جو بنام سیام بید۔ اتھروں بید۔ رک بید۔ یوج بید۔

موسوم ہیں اور چھ شاستر مراد چھ علم سے ہی بیا کر ن یعنی نحو و صرف و دھرم شاستر
 یعنی فقہ نیای شاستر منطق۔ جوتش۔ علم نجوم۔ ویدانت علم تصوف۔ بیدک
 علم طب۔ اور اٹھارہ پران بجاگوٹ اور شیو پران وغیرہ اٹھارہ کتاب سے مراد
 ہی جو ہندوؤں کے نزدیک بہت متبرک ہیں اور پگل علم عروض و قافیہ کا نام ہی المختصر
 انقلاب زمانہ سے مدت دراز کے بعد بسھا منڈل ویران ہو گیا اور بستی بھوپال
 کی ایک چھوٹے گاؤں کی برابر رہ گئی۔ ہمارے جد اعلیٰ سردار دوست محمد خان
 بہادر اسلام گڑ سے اکثر بڑ و مرغابی قاز و کلنگ و سرخاب و حوٹل و ماہی وغیرہ
 جانوران دریائی کے شکار کھیلنے کو تالاب میں آیا کرتے اور کو تالاب اور پھاڑ اور
 جنگل کی فضا پسند آئی۔ نہم ذیحجہ روز جمعہ ۱۱۷۰ھ یکہزار کھید و چیل جہری اوٹھون نے
 راجہ بھوج کے قلعہ سے جواب یہ قلعہ کہنہ معروف ہی بناصلہ زد گولہ توپ کلان ایک
 قلعہ مضبوط بنایا اور نام اوسکا فتح گڑ رکھا۔ اور قلعہ نو سے تا قلعہ کہنہ اور کستور
 اوس سے بھی آگے بڑھا کر فیصل نگیں شہر کی تعمیر کر کے شہر بسایا اور خاص اپنی جائے
 سکونت مقرر کر کے آبادی میں بہت کوشش کی تھوڑے عرصے میں شہر آباد
 ہو گیا۔ اور بعد اونکے نواب یار محمد خان نے اسلام گڑ میں رہنا اختیار کیا مگر
 نواب فیض محمد خان جب رئیس ہوئے تو اوٹھون نے قلعہ کہنہ بھوپال میں
 سکونت اختیار کی بعد اونکے نواب حیات محمد خان کا زمانہ ہوا اونکے نائب
 دیوان چھوٹے خان نے قلعہ فتح گڑ کو جا بجا سے مضبوط بنایا۔ شہر
 خوب آباد ہو گیا اور دیوان چھوٹے خان نے ایک پل تین شوگر لبنا
 تیس گز چوڑا بہت مضبوط پختہ تعمیر کروا کر دوسرا تالاب دوسری طرف قلعہ کہنہ کے

بنایا بعد ازاں ۱۲۹۰ھ ہجری میں ناگیور و گوالیار کی فوج نے دس مہینے تک
 محاصرہ کیا رعایا بھوپال جلا وطن ہو گئی اور گولون کے صدر سے شہر
 سمار اور ویران ہو گیا کہ مفصل یہ قصہ دفتر اول تاریخ بھوپال میں لکھا ہی ہے۔
 واقعہ کے بعد نواب نذیر الدلہ نظر محمد خان بہادر کے زمانہ ریاست
 میں از سر نو آبادی ہوئی لوگوں نے چھپر اور کھپریل کے مکانات اکثر بد قطع بجا
 نواب بیگ صاحبہ قدسیہ کے زمانہ مختاری تک بیشتر قوم افغان ساکنان بھوپال
 سپاہ گری کی طرف مائل تھی۔ ہتیار گھوڑا۔ اچھا رکھتے تھے زینت ظاہری و سامان
 عشرت کی طرف امیر و غریب کیسے تو تہہ تیہ تھی جب میرے جد بزرگوار غفران تاب
 نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ والی ریاست ہوئے اوکے
 عہد میں منہ اغت معاش و اطمینان خاطر کا غلبہ ہوا نواب صاحب غفران
 نے بیرون شہر متصل چھاوونی انگریزی ایک چھاوونی جہانگیر آباد نام بسائی
 اور وہاں کنارہ تالاب دیوان چھوٹے خان کے باغ و کوٹھی بنوا کر اپنا مسکن مقرر کیا
 اور ہزار ہار و پیہ رعایا و سپاہ کو عنایت فرمایا تاکانات تعمیر کرے اہل سلیقہ
 و متمیز و ارباب علم فضل کا مجمع ہوا ہر طرح کی انسانیت طبائع میں پیدا ہوئی اہل بھوپال
 نے اچھی پوشاک پہنا اور اچھا کھانا اور اچھے مکانات میں رہنا اختیار کیا عسائ
 شہر نے سبب تہل و آرائش کی افزایش میں کوشش کی اوکے بعد نواب
 سکندر بیگ صاحبہ غلہ نشین کی جب حکومت ہوئی سکین تمام شہر میں تعمیر ہوئیں
 فانوسین روشنی کی دور و یہ راستون پر نصب ہوئیں صدائے مکانات نچتہ بن گئے
 پیشہ ور ہر شہر سے آکر آباد ہوئے اور عہد شاہجہانی میں فضل آئی سے اوس

سب آبادی در آرایش شهر کی خوب تکمیل ہوئی اور ہوتی جاتی ہی اور سڑکوں کو ذرا
چوڑا کیا جاتا ہی اور ہر دور رخ بازار و پیر حکم تعمیر پختہ اور ممانعت تعمیر خاتم کا ہی اور
طول و عمق ہر دو تالاب مذکور سال حال میں سرکار عالیہ دام اقبالہ مانے جو پیمائش
کرایا بموجب تفصیل ذیل معلوم ہوا ہے

تالاب کلان

طول شمالی	طول جنوبی	عرض شرقی	عرض غربی
۳۳۳۴ فٹ	۳۰۷۳ فٹ	۸۲ ونیم فٹ	۱۱۸ ونیم فٹ
عمق اعلیٰ	عمق اوسط	عمق ادنیٰ	حلقہ کل
۱۸ فٹ	۱۲ فٹ ۶ انچ	۶ فٹ	۹۲۹ فٹ
آراضی غرق آب تالاب			
۱۲ لکھ ۱۲ سو			

تالاب خورد

طول شرقی	طول جنوبی	عرض شمالی	عرض جنوبی
۶۳۲۶ فٹ	۸۴۸۸ فٹ	۱۲۷۰ ونیم فٹ	۳۷۹۵ فٹ
عمق اعلیٰ	عمق اوسط	عمق ادنیٰ	حلقہ کل
۳۷ فٹ	۳۳ فٹ ۶ انچ	۳۰ فٹ	۱۲۷۷ فٹ
آراضی غرق آب تالاب			
۱۱ لکھ			

در میان ان ہر دو تالاب کے جو راجہ بھوج کا بندہ ہو اور اوسے قطعہ بنا ہوا
ہو اوسکی زمین کی پیمائش اٹھارہ بگیہ بارہ سوہ ہو اور اس شہر کے آس پاس
تہتر باغ ازرا بجلہ بارہ نامی باغ یہ ہیں عیش باغ۔ نواب گیم صاحبہ قدسیہ کا
ورے چار دیواری پختہ و چند چاہ پختہ و اشجار سیوہ و گلہاے خوشبو گرد باوکی کے
ایک مکان سنگین و گچ کا وسیع اور خوش وضع اور ایک مسجد مختصر اور چند بنگلے

اسمین بین فرحت افزا۔ نواب بکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کا باغ ہی اسمین سوا
 اشجار و اشمار و ازہار و روش بندہ و چاہ ہاے پختہ و حصار ایک سبب عالی شان
 اور باولی کے گرد ایک بڑا وسیع مکان ہے اور سرچوبہ ترہ سنگین محجرہ سنگ مر مر خباب
 ممدوحہ کے مزار پر بہت خوشنما بنا ہوا ہے دلکش ادار المہام صاحب بہادر
 مرحوم کا باغ ہے۔ وراے چاہ ہاے پختہ و حصار و روش بندہ و کثرت اشجار
 ایک بارہ درمی نہایت مکلف بنی ہوئی ہے اور تحفہ و نفیس آم کے درخت اور انگور
 کی منڈوی اس باغ میں بہت ہیں۔ نور افشان معتمد المہام راجہ شن رام
 متوفی کا باغ اشجار سیوہ جات و ریاحین سے سرسبز ہے حصار اور کوئین اس
 باغ کے بھی پختہ ہیں نور بلغ نامہ نگار کے جد بزرگوار نواب بہانگیر محمد خان صاحب
 مغفور کا باغ ہی اسمین سواے اقسام اشجار پر سیوہ و گلہاے رنگارنگ و چار دیواری
 پختہ و روشہاے خوش ترکیب تہ نواب صاحب بہادر مغفور کا محجرہ سنگ رخام و
 سنگ مر مر اور میان امیر محمد خان صاحب مرحوم کا مقبرہ پختہ کچکا اور سلیمان جان
 بیگم کا محجرہ سنگ مر مر کا اور مسجد عمارت عالی و عمدہ سے ہیں۔ اس باغ کی جانب
 مغرب تالاب کی فضا بہت اچھی ہے اور جانب شمال جنگلی فوج کی زمین ہاے پختہ
 اور طرف جنوب کوٹھی نواب صاحب مغفور اور سمت مشرق میدان و وسیع قواعد
 فوج کا صاف و ہموار ہے اس بہت سے یہ باغ بہت دلچسپ ہے راحت افزا
 میان فوجدار محمد خان صاحب کا باغ حقیقی چھوٹے مامون نواب بکندر بیگم صاحبہ
 کے تھے ان کا انتقال شانزدہم ماہ فیحجہ ۱۲۸۱ ہجری میں ہوا مکانات پختہ منہدم پڑے
 ہیں اور گلزار مرغزار ہی نشاط افزا۔ یہ باغ علیہ حضرت سرکار عالیہ والیہ

بجو پال ہی بہت وسیع وسیع آراستہ اور سپر استہ ہی وراے چار دیواریں پختہ و البواب
 عالی و کثرت انواع و اقسام اشجار اسمین چند مکانات نو طرز پر کثیف ہیں نو آب
 اہر او دولہ صاحب کا باغ اسمین عمارات سنگین و پختہ قابل دیدن ہیں ریلو
 ٹرک نے خراب ہوسا کر دیا نو آب صاحب موصوف کا مزار بھی اسی باغ میں ہے
 نانہ نگار کا باغ جو نو آب منیر محمد خان کا باغ مشہور ہے۔ یہ باغ بیرون دروازہ
 گنوری متصل شہر برب تالاب ہی بہت خوشنما چار دیواری کے اندر واقع ہے قبر نو آب
 منیر محمد خان بہادر مرحوم بھی اسی باغ میں جانب مشرق اس باغ کے ایک باغ مختصر
 اور بھی نامہ نگار کا ہے کہ بغایت خوشنما طرہ دار تیار ہوا ہے۔ چاہ مسجد کے علاوہ ایک
 سنگین و پختہ بارہ دری برب تالاب واقع ہے۔ راجہ خوشوقت رای کا باغ
 اسمین راجہ مذکور کی چھتری سنگین بنی ہوئی ہے اور باغ کی وضع بھی اچھی ہے۔ نو آب
 مرحوم محمد خاں صاحب کا باغ جو حقیقی بڑے مامون نو آب سکندر یکم صاحبہ کے
 تھے اور ان کا انتقال بہت و نہتم جادی الآخر ۱۲۸۵ھ ہجری میں ہوا۔ اس باغ میں
 ایک بولی کہنہ ہوگر دوا کے ایک پختہ مکان لداؤ کا بنا ہوا ہے اور مقبرہ نو آب غوث محمد خان مرحوم کا
 اور مزار نو آب مرحوم محمد خان میان فوجدار محمد خان کی وزیر باغ میان وزیر محمد خان بہادر
 مرحوم کا باغ اسمین ایک مسجد ہے اور مقبرہ میان وزیر محمد خان صاحب و نو آب فخر محمد خان
 مرحوم کا اور ایک باولی ہوگر دباولی کے ایک مکان سنگین منقش نہایت دلکش ہے اور
 بھی چند کونین سنگین حوالی باغ میں ہیں۔ اور اس شہر میں عمارات عالی سے چند
 مکان نشینی لائق توصیف ہیں از انجملہ ایک سرکاری محل دوسرا موتی محل خلد نشین کی عمارت
 تیسرا نو آب یکم صاحبہ قدسیہ محل چوتھا نو آب مرحوم محمد خان کا محل پانچواں میان فوجدار محمد خان کی

کوٹھی چھٹا نواب امر اودو لہ صاحب کا محل ساٹھین بادل محل آٹھویں ہوا محل نوین غفران کا نواب
 جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مغفور کی کوٹھی دسٹویں مدرسہ سلیمانی گیارہویں مدرسہ
 وکٹوریہ بارہویں مدرسہ پرنس آف ولیم جو عہد شاہجہانی میں تعمیر ہوا اور اس شہر میں
 اکیسویں مسجد غنیمتین از انجملہ جامع مسجد جو نواب قدس بیگم صاحبہ نے بصرہ
 پانچ لاکھ ساٹھ ہزار پانسواکیس وپید و آندہ ساٹھ پاؤں بالاتعمیر کی ہی اور اس مسجد کی
 بنیاد ۱۱۸۰ھ ہجری میں اور ۱۱۸۱ھ ہجری میں پوری ہوئی اور موتی مسجد جو غلشن
 نے سنگ مرمر سنگ سرخ سے بوجہ نقشہ جامع مسجد دہلی تعمیر کی ہے عہدہ
 و عالیشان ہی بڑے بڑے شہروں میں ان دونوں مسجدوں کے مثل مسجد نہیں
 ہے۔ اور چھ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف کر کے نواب بیگم صاحبہ قدسیہ نے
 نہ تمام شہر میں معرفت صاحبان عالیشان بجا در بنوائی ہے۔ سوائے اسکے اور بھی
 بہت مکانات ذیقہ و رعایا کے نہتہ اور چوٹی منقش اور سادہ کار خوش طرح
 وسیع و بلند ہیں کہ ذکر او کا موجب طول کلام کا ہی اور قلعہ فتحگڑہ میں مکان توپ خانہ
 و سگیزین و غلہ خانہ اور محل بالا قلعہ کا اور قلعہ کہنہ میں مقبرہ نواب فیض محمد خان او
 مکان قید خانہ و کہنہ محل راجہ کیسری سنگم بہت اچھا ہی اور چند گھاٹ سنگین
 لب تالاب ہندو کے بنائے ہوئے بھی مضبوط نفیس و سنگین ہیں۔ اور سوائے
 اسکے عہد شاہجہانی میں بیرون شہر بھوپال جانب گوشہ شمال و مغرب ایک عمارت
 عالیشان و قصر حیات نشان الموسوم بتلج محل و پل شاہجہانی و مدرسہ
 و بنگلہ جات قصیدہ سرگنج وغیرہ واقع شاہجہان آباد تیار ہوئے ہیں۔
 اسکی تشریف بیرون از حوصلہ تحریر و تقریر ہے۔

ملخص حب افیہ بھوپال

رقبہ اس ریاست کا چھ ہزار سات سو چونتیس میل مربع مکرہی محال ہیرسیہ اس سے
مستثنیٰ ہے جو بعد رفع تزلزل زمانہ غدر بجلد و حسن خدمات و ثابت قدمی
نواب سکندر بیگ صاحبہ غلہ نشین سرکار انگریزی سے عطا ہو کر متحدہ و شامل غلات
ریاست ہذا ہوا۔ رقبہ اس کا چار سو اٹھتر میل مربع ہے جملہ سات ہزار دو سو بیالیس
میل مربع ہوا۔ ریاست ہذا میں باستانداردار حکومت میں ہزار تین سو چونتیس موضع
و قصبات ہیں چھ قلعہ نو سو تینتالیس اندر تین سو تتر مسجد ایک سو چار اسی تالاب
نو ہزار تین سو چھ کوئین ہیں۔ دو ہزار تین سو تتر ہین باغ ایک سو اٹھانوے تکیے اٹھ لاکھ
نواسی ہزار سات سو ستتر آدمی ہین ملک چار نظامت پر منقسم چونتیس پرگنہ چار
ہاٹم تینتیس تحصیلدارینتیس تھانہ دارنقر ہین شہر من چتیس محلے چتیس دفتر تین قیاد
چار مطبع و س مدرسے اٹھ شفا خانے ہین۔ مضامات میں چونتیس مدرسے تینتیس
شفا خانے معمور۔ آمدنی خالصہ کی چوبیس لاکھ پچتر ہزار چھ سو اٹھاون روپہ چار آنہ
سال کی ہی جاگیرات علیحدہ ہین۔



فصل سوم در حالات شعرا و شریک انجمن شاعرہ و کیفیت
مراتب نامہ نگار کہ بجانب علیا حضرت سرکار عالیہ الیہ بھوپال
دام اقبالہ امرعی و بندول است

لمنود تخلص ہی ہچچان ژولیدہ بیان نامہ نگار کا جس نے حداثت سن سے چتر

ظل عافیت و شفقت شاہجہانی رشک اکلیل کلل فرق سلطانی کو اپنے سر پر
 سایہ افکن پایا۔ اگر نامہ نگار و سکو اس سرزمین و اکلہ بسیط کا آسمان محیط کہے
 تو بجا ہی کہ جہان جاتا ہو چرخ دوار کی طرح سر پر پاتا ہو۔ جواہر محبت مادی
 بزرگ گوہر شہوار او سپر نثار۔ پدر بزرگوار کی سر پستی ان مراعات و حسن التفات
 کے حضور دراز دستی ہوزبان میں اتنی طلاقت بیان میں ایسی بلاغت تقریر
 میں اتنی وسعت تحریر میں ایسی فصاحت کمان ہو کہ جناب بچھو پی صاحبہ معظمہ عینی
 سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا و حفظہا اللہ تعالیٰ عن احوادث الدنیا
 و نوازل الدین الی یوم الدین کے مراحم خسرانہ و مکارم بزرگانہ معرض اظہار
 میں آسکیں۔ الغرض اس وابستہ دامن دولت کو سرکار عالیہ دام اقبالہا نے
 ہمد آغوش میں پالاجب کسین ہوش سنبھالا بواسطہ حضرات فضائل آیات مولوی
 نور الحسن صاحب مغفور و مولوی بخاری صاحب مبرور و مولوی عبدالرشید صاحب
 کشمیری مرحوم نور اللہ مراد ہم و مولوی وسیم احمد صاحب رامپوری و مولوی
 مفتی عبدالحق صاحب کابلی و مولوی محمد ہادی صاحب عمری سندیلوی ظلہم
 تقلید گنجینہ علم عربی و فارسی نامہ نگار کے ہاتھ آئے۔ اور سلک مستحکوگی میں کمر
 شرعے روزگار حضرت استاد ی بیان عنایت محمد خاں صاحب مد مجدہ
 نے رہنمائی فرمائی۔ سرانجام امور تدبیر منزل و مطالعہ کتب عربیہ و فارسیہ
 و انگریزی و تواریخ و غیرہ کا تادن مشغلہ ہو واقعی یہ سخت مرحلہ ہے
 کار دنیا کسی تمام نکرد

عالم بالاست جانی این نہال بارور	رشید خود در زمین عاریت محکم کن
---------------------------------	--------------------------------

کہ سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا	ترا در بوته گل به آن دادند این مهلت
مواضع جاگیر بقدر کفایت نامہ نگار و برادر عزیز القدر حلیم الطبع مستقیم الوضع میان صدر محمد خان صاحب طال عمرہ جنگی طینت سے صلاحیت مربوط اور طبیعت سعادت طویت سے ثقاہیت منوط ہو چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کے بجانب علیا حضرت والیہ بھوپال دام اقبالہا بطور تملیک سواہر باغ میں سوادمقرر ہیں اسطرح کیفیت اعزاز و اکرام کی اسلحہ بندی مواقع دربار و نشست ہائے کرسی درجہ اعلیٰ تعیین مراسم سلامی برابالی افواج ریاست و اعطائے تہذیبی بتقریب دربار کلکتہ منعقدہ ۱۲۹۹ھ ہجری وارد دلی سواران وغیرہ سے ظاہر ہو۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالہ جی من السہاء نزول ہستال و حلول اجلال فرماتے ہیں انہیں الفاظ القاب مع لفظ حسب یون مرقوم ہوتے ہیں قرۃ العین کامکاری فروغ جہت نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسطرح برادر کہیں طوعمرہ یاد فرمائے جاتے ہیں گلزار امتداد حیات بے ثبات میں نامہ نگار چھبیس برس سے گلشت کر رہا ہو احمد لہ ثم احمد لہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہو مصنف عفی عنہ ہوں دلاحد فرامض سے میں کیونکر باہر موت آئے جو حرم سے ہو کہو تر باہر از رباط تن جو بگذشتی دگر معنویت	۱۲۹۹ھ ہجری وارد دلی سواران وغیرہ سے ظاہر ہو۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالہ جی من السہاء نزول ہستال و حلول اجلال فرماتے ہیں انہیں الفاظ القاب مع لفظ حسب یون مرقوم ہوتے ہیں قرۃ العین کامکاری فروغ جہت نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسطرح برادر کہیں طوعمرہ یاد فرمائے جاتے ہیں گلزار امتداد حیات بے ثبات میں نامہ نگار چھبیس برس سے گلشت کر رہا ہو احمد لہ ثم احمد لہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہو مصنف عفی عنہ ہوں دلاحد فرامض سے میں کیونکر باہر موت آئے جو حرم سے ہو کہو تر باہر از رباط تن جو بگذشتی دگر معنویت
۱۲۹۹ھ ہجری وارد دلی سواران وغیرہ سے ظاہر ہو۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالہ جی من السہاء نزول ہستال و حلول اجلال فرماتے ہیں انہیں الفاظ القاب مع لفظ حسب یون مرقوم ہوتے ہیں قرۃ العین کامکاری فروغ جہت نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسطرح برادر کہیں طوعمرہ یاد فرمائے جاتے ہیں گلزار امتداد حیات بے ثبات میں نامہ نگار چھبیس برس سے گلشت کر رہا ہو احمد لہ ثم احمد لہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہو مصنف عفی عنہ ہوں دلاحد فرامض سے میں کیونکر باہر موت آئے جو حرم سے ہو کہو تر باہر از رباط تن جو بگذشتی دگر معنویت	۱۲۹۹ھ ہجری وارد دلی سواران وغیرہ سے ظاہر ہو۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالہ جی من السہاء نزول ہستال و حلول اجلال فرماتے ہیں انہیں الفاظ القاب مع لفظ حسب یون مرقوم ہوتے ہیں قرۃ العین کامکاری فروغ جہت نامداری فرزند رشید و فرزند حمید اسطرح برادر کہیں طوعمرہ یاد فرمائے جاتے ہیں گلزار امتداد حیات بے ثبات میں نامہ نگار چھبیس برس سے گلشت کر رہا ہو احمد لہ ثم احمد لہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہو مصنف عفی عنہ ہوں دلاحد فرامض سے میں کیونکر باہر موت آئے جو حرم سے ہو کہو تر باہر از رباط تن جو بگذشتی دگر معنویت

راسخ تخلص نیر سپہ فضل و کمال جناب استاد دی میان عنایت محمد خان صاحب بن محمد عادل شاہ خان بن نور محمد خان بن محمد عمر خان اکوڑی ہنیر وال

بلاسپوری مضاف دارالریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور رہو سیکینڈ و خاص
 نبیسہ داماد نواب غوث محمد خان بہادر نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب
 یا محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر جنکا ذکر فیصل فرما کر وایان بھوپال
 میں گذرا۔ اگر نامہ نگار انکی شان میں مستغنی عن المحامد والالتباب کہے تو زیبا ہی لہذا
 انکشاف حالات واقعی پر اکتفا کر لکھا جائے کہ محمول بہ بالغہ نہ ہو درست و بجا۔ انھوں نے
 بزماؤ اول خاص اپنے وطن میں مولوی سید آل حسن و مولوی سید عثمان علی
 عثمان تخلص و مولوی حکیم محمد یوسف خان یوسف بلاسپوری سے کتب درسیہ فارسی
 کو پڑھا زان بعد حسب ایما والد ماجد خود رامپور آکر اسوہ کلا و روز گاشیخ احمد علی
 صاحب احمد کی شاگردی سے نامور ہو کر تا بہر سی استعداد معقول محلہ چاہ شور کہ ایک
 محلہ محلات مشہورہ رامپور سے ہی اپنی ہمیشہ مرحومہ کے گھر مقیم رہے۔ نامہ نگار
 سبیل اذکار کبھی فرمایا ہو کہ یہ ہمیشہ سیری باعتبار شفقت مادر شفقت سے کم نہ تھی۔
 اسی طرح حسن التفات کے بارہ میں اپنے اخوی احمد حسین خان برادر کبیر
 علی حسین خان کے جو محلہ مذکورہ میں کوٹھی والے مشہور ہیں شکر گزار پائے۔
 انکی طبیعت خیر طو تیت آغاز سن شعور سے مال سبج ہی کلام مجید نظام میر احمد علی رسا
 رامپوری شاگرد شیخ علی بخش بیمار و سید سمیع حسین بنیر مرحوم شکوہ آبادی شاگرد
 شیخ امام بخش ناسخ کو دکھایا ہی۔ اور نیز خاص جلسہ ہائے شاعرہ سرکار رامپور
 میں شریک ہوتے رہے جان پڑے پڑے شعراے نامی مثل منشی مظفر علی
 اسیر شاگرد مصحفی منشی امیر احمد شاگرد اسیر و نواب مرزا خان داغ شاگرد ذوق
 الخاطب بہ خاقانی ہند و خواجہ ارشد علیخان قلق و شیخ امداد علی جسر و میر

ضامن علی جلال وغیرہم جو تلامذہ شیخ ابام بخش ناسخ سے مشہور آفاق ہیں اور
 جنکا وطن نواب صاحب بہادر والی رام پور کی قدر دانی نے اوس خطہ
 گلزمین کو بنادیا ہو موجود ہوتے۔ غرض بتانچ پنجم رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ ہجری
 حسب اہل اپنے خسر میان فاجر محمد خان صاحب جاگیر دار کے جو اخوان الہیہ
 میں بڑے صحیح النسب اور دودمان والا سے میرا زخمی خیل کے شمار میں فرد واحد
 تھے بعد ازیں مدارج نسبی و محضر نامہ مختوم حسین موہر شرفار بلا سپور و امرا و امیر
 محبوبان حسین کی افشان و نجیب کمکشان کا حسن دکھاتی تھیں قصبہ بلا سپور
 بھوپال آئے انکے خسر نے بڑی عالی ہستی کو کام فرما کر نکاح انکا صرف زخیر
 اپنی دختر خاص کے ساتھ جو موسومہ بضیہ زکیم بنت صاحب بگیم بنت نواب
 غوث محمد خان بھادر تھی کر دیا۔ تا بحیات اپنی الہیہ کے کہ اوس مغفور
 کے نام موضع جاگیر کی سند تھی اور تین چار ہزار روپیہ آمدنی کا سالانہ ملتا تھا بہر صورت
 فارغ البال رہے۔ جب انکی الہیہ نے بعض اکملہ انتقال کیا اور اپنے فرزند
 معصوم مرحوم کے داغ کو خانہ گورتار کار روشنی کے لئے چراغ بنایا۔ سرکار
 عالیہ دام اقبالانے کہ بیشک سرزمین ہند کے آسمان سخاوت کی آفتاب ہیں انکو
 بدستور قدیم حکمہ مناصب میں بزمہ اخوان الہیہ منعم و نامور رکھا۔ مرد مذہب
 و متین و خوش خلق و خلوت گزین صاف باطن پاک نہاد مجمع محاسن گرامی نژاد
 ہیں عابد و زاہد ہیں خیر خواہ کافہ الامام بھی یقینی ہیں۔ انکی تصنیف منیف سے
 رسالہ واجب العمل مطبوعہ مطبع نظامی ۱۲۸۱ھ ہجری میں جو شائع ہو چکا ہے وہ
 عام خلق اللہ کی ہمدردی پر دال اور انکی نیک نیتی کا شاہد ہی متانت اور بلاغت

اوس مقل و دُل کی محتاج زبان ناطقہ نہیں قلمِ طبع نے مواظف و مضامین
کے دریائے متلاطم بہاے ہیں باعتبار شمار سالِ سینتیس برس کی عمر ہی اور بوثوق
خصائل و فضائل و اطوار و کردار و تجربات سرد و گرم روزگار یہ جوان بیدار
گویا پیرِ منتقادِ سالہ ہیں۔ مدت سے طبعِ مبارک کاشفِ اسرار اندرز و انداز
ہی فکرِ اشعار سے انکار ہی۔ انکا یہ قول ہے کہ جو شخص رفاہیتِ کوشِ خلق اللہ ہی
فضل ہی اور جو کلام مفید عام نہیں مہل۔ چونکہ انھوں نے رسالہ واجبِ عمل
کے ۴۷ و ۴۸ صفحہ میں شاعری کی جو ملیح کی ہی لہذا جہتِ اندراج نامہ انکی غزلیات
کے لینے میں ادھر سے اصرار اور ادھر سے دینے میں انکار رہا۔ ہر آئینہ بسی
نامہ نگار جو دو تین غزلیں بہم پہنچیں تبرکاً و تمیناً دلفِ حرفِ الف میں نہ بیاہ کین۔



عاقِل تخلصِ سخن پوید شیریں مقالِ فارس مضار جاہ و جلال میانِ عاقل محمد خان

صاحبِ بین میانِ شیر محمد خان صاحبِ بین میانِ امیر محمد خان صاحب۔ نامہ نگار
کے عمِ بزرگوار اخوانِ الٰہیست میں اعلیٰ درجہ کے ذی اعتبار و باوقار ہیں
اصنافِ سخن پر قدرت اور انواعِ کلام میں مہارت رکھتے ہیں اور اخلاق
معنوی کو آپکی شمائلِ صوری پر ترجیح ہی۔ اور تو تیاے مروت آپکی چشمِ شرم گین
و دیدہ حق بین میں طرفہ سرمہ منظور نظر ہی۔ اور شعرا جوابِ نوازی و دشنام
و مسازی بصدا سلوبِ رعنائی زیب بر۔ سرمایہ علم و فضل آپکے بختِ اسعد کی
ایک دولتِ لازوال ہی اور رضاعتِ حلم آپکے سینہ بے کینہ میں امانت بے قبل و کمال

نفسانیت سے خالی صلاحیت سے مملو ہیں وصف انسانیت سے موصوف
 ثقاہیت سے دو بد وہیں تواضع عجز نعمت قسام ازل نے آپ کو عطا فرمائی
 وضع داری ایک مرغوب چیز دنیا میں آپ کے ہاتھ آئی اوصاف صفائی دل اگر
 لکھے جائیں کیوسے دوا اوصاف آئینہ کا جلوہ دکھائیں روئے مداد لبان
 جو ہر سیلاب سفید ہو جائے ہر سطر بزرگ عصائے سمین غلطان نظر آئے
 آپ کا چراغ زندگی چالیس برس سے کاشانہ عالم میں روشن ہوا ورفن
 شعرین محمد عزیز اللہ خان عزیز مرزے استفاد فرماتے ہیں۔

عزیز تخلص منشی جاد و تقریر مبدع معنی دل پذیر صاحب علم و حیا جامع محاسن
 تسلیم و رضا محمد عزیز اللہ خان بن محمد فیض اللہ خان بن منگل خان بن
 ماہ علیخان عالی دو دمان قوم بگلش سے منسوب متوطن بلدہ بھوبال۔ اس عزیز
 مصر و لہا سے اہل سخن کا گوہر ذاتی و جوہر صفاتی معنی طراز لفظ یوسفی و مطلع
 نور افزا سے ماہ کفانی ہی۔ ہلال اسکی طبع روشن سے اپنی اسناد اقتباس
 انوار کو مستند پاکر لفظ انبساط و سرت یہ سجود بالیدہ ہوا کہ ہر مستنیر شام گاہ خجالت
 و زرد روی سے عرق تشو و ظلمت شب میں ڈوب ڈوب جاتا ہی اصداف
 طبع رنگین طبعان معنی آفرین نے اسکے قطرات نسیان فیض سے وہ وہ گوہر
 ضیا پر و رحا مل کے ہیں کہ جنکے رشک صفا سے لولی فلک گوشوارہ عقد پروین
 و پرین کو پا انداز چرخ پر پھینک پھینک دیتی ہی۔ جہان او سکاشا ہنگین و وقار
 کرسی نشین ہو وہاں ذرہ غبار باد پہا با فراط ثقات دوش سرج عادیروہ گران

سنگ ہو کہ قلعہ قاف سے لفلک فرساؤ کی تاب برداشت سے غبارِ زیدہ نیستی
 و تو تیا چشمِ عدم ہو جائے۔ اب کلیدِ طلسمِ چیل سا لگی سیر گاہِ طورستان
 عالمِ ایجاد و تکوین کا پرہیز ازانِ طلسمِ بندِ قدرت نے اس فاتحِ بابِ طلسم کو عطا
 کی ہے۔ مردِ بامروت متوسلینِ ریاست سے ہین فی الحال محکمہ سائر کل ہین بعد
 سرشتہ داری مامور اور وضع داری کے ساتھ نزدیکی و دور مشہور ہین۔
 جیسی انکی صفاتِ باطنی سببِ نازشِ اخلاقِ حسنہ ہین ویسی ہی صفاتِ ظاہری
 خلعتِ علومِ عربی و فارسی سے محلی ہین۔ زلہ ربائی خوانِ فیضِ علومِ جنابِ مولوی
 نظام الدین صاحب و مولوی پناہ محمد صاحب و مولوی عبداللہ خان صاحب کے
 سیر و پرماندہ ہین عالمِ طفولیت سے طبعِ رسا مائل سخن ہو خندے میسان
 ایا ز محمد خان صاحب بھوپالی نے انکے کلامِ شیرین کو قندِ مکر کیانی زمانتا
 بطورِ خوشِ شمع سخن ہے۔ جواہرِ مضامین نگین و دلفریب و لالی اشعارِ ابد ازیب
 بساطِ اوراق ہین

تمیزِ تخلص صاحبِ کربوب و ادائے مرغوبِ رطبِ اللسان علیہ السلام
 جو ان ذہینِ ظرفیتینِ عاملِ علمِ یقینِ منشی شیخ منیر الدین بن شیخ سنون
 بن شیخ کمال الدین - الصدیقی - یہ مردِ سنجیدہ شعرا و اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ
 اور لباسِ اطوارِ پسندیدہ سے پیراستہ ہے۔ سینہ اس صاحبِ صوم و صلوات کا
 جواہرِ زواہر معانی کا سفینہ ہے اور طبعِ رسا نقومضامین کا گنجینہ و وطنِ قدیم
 اماجد منیر الدین موشمس آباد عرصہ صد سال سے والد ماجد اس ذلی شعور کے

وارد سواد خوش بنیاد ریاست ہذا ہوئے اور گلزمین قصبہ باری کو جو مضافات
ریاست ہذا ہی شیمین سکون بنا کر ملازمین نواب بیگم صاحبہ قدسیہ میں اہل
اور زمرہ متوسلین حضرت مغفورہ میں شامل رہے۔ منیر الدین نے بعد تحصیل
علم ہندی و فارسی بصلوات سرانجام خدمات لائقہ دولت سرفرازی و نقد نیکی
سے کلک سہی و عرق ریزی کو کنوز تحسین و آفرین بنایا۔ عرصہ ہشت سال سے
ملازمین راقم اور اہل کے شمار میں بعہدہ مائے مختلفہ مثل داروعلی کوٹھہ و باوچرخا
و کارخانہ و صطبل وغیرہ مامور ہو کر احوال محافظت کتب خانہ و روکاری نامہ نگار رہے
اور شعر و سخن میں نسبت تلمذ نامہ نگار و پیچدان کلیل اللسان کی طرف منسوب۔
بیوت عمر کے خانہ چہلم میں فروکش ہو کر ہر اشعار آبدار کا ہر مصراع جرتیبہ مکمل و آید

اور قابل دید

اخلاص تخلص صاحب سیم و ذہن قویم زبدہ جوانان ستقیم الوضع شیخ
نور الحسن خلف شیخ کرم حسین شمعہ آفتاب ہدایت و لمعہ شمع بنجابت و شرافت
قاضی داؤد انصاری درہل ہرات وطن تھانی احوال قصبہ جلال پور
عرف دہی ضلع رائے بریلی سکون ہی۔ ابجیات شیخ کرم حسین سند عالی مضامین
ریاست ہذا کو تخت فریدون و سندجم ہر ناز رہا اور بعد انتقال پدر خود
اخلاص نے بھی اسی ریاست میں بعہدہ مائے مختلف سرفرازی حاصل کی زبان
اوس گروہ حق پڑوہ میں شامل ہو کر محرر کارخانہ جات رستم راجو بنجابت العباد
نامہ نگار کے سپرد ہے اخلاص کو خوش سلیقگی و نیک طبعیتی سے وہی نسبت ہے

جو گل کو رنگ و شک کو بو سے تلامذہ مرزا آقا حسن امانت لکھنوی میں
 سر بر آوردہ ہیں اب بشق سخن بطور خود کرتے ہیں۔ گو بظاہر شاہان مضامین
 و لفریب و رنگین ادا و بیگانہ مزاج اس خوش فکر و رنگین طبع کے فیض و امانت
 سے بے بہرہ و نا آشنا ہیں مگر اسکی بندش تازہ و ترکیب چست کی آرزو و اشتیاق
 باطناً انکو بھی بے چین کیے ہوئے ہے اکثر بزم آریان شعر و سخن سے اتحاد
 قائم و خصوصیت مستحکم ہی۔ بتیس برس سے اس عالی خاندان کی ببل روح گلزار
 قالب کو نشیمن جانکر باغ باغ ہو رہی ہی بہار طبع رنگین اخلاص سے اور اق
 نامہ رنگ و دامن گلچین و غیرت گلزار ریاضین ہیں *

عیش تخلص صاحب طبع وقاد و ذہن نقاد شاعر بمیشل و نظیر شیر برنا و ہیر
 مورد مرادم سرکار عرش سریشی محمد شاہ میر خان ساکن بھوپال۔ مرد کامل
 بیگانہ و نیک نہاد فرزانہ خیر اندیش ہر خوش بیگانہ محافظ جواہر خانہ سرکار
 ابد قرار دام اقبالما۔ بڑے محقق و مدق عباد زما سے ہیں و ج طبع جواہر
 زواہر علوم عربی و فارسی سے ملور کہتے ہیں اور افتخار باریابی دربار دربار کل
 ابد قرار و شرف حضوری حضار فلک اقتدار سے خود کو سرخرو اس مرد سعادت
 منش و پاکیزہ روش کی تعریف احاطہ تقریر سے بیرون و حوصلہ تحریر سے
 افزون ہی۔ روح انکی چالیس برس سے خانہ تن و مکان بدن میں بمنزلہ رنگین
 جاگزمین ہی باقی کیفیت تلمذ و غیرہ افسوس کہ نامہ نگار کے حیطہ علم سے باہر رہی
 فلمذات شریح حالات مابقی میں ناگزیر۔ مداد مجبورہ صریح نامہ کے لئے سہمہ گلو گیر

گلشن افکار کی بہار گلمائے اوراق پر غیرت صحن جنان و رشک باغ رضوان ہے۔

عاشقِ تخلص صاحبِ کر بلند و طبعِ ارجمند عندلیبِ نواسنج گلستانِ جاد و بیانی
 نرند بانِ زمزمہ سحرِ بوستانِ خوش اکائی آوارہ مزاجِ ظرافتِ استراجم
 ماہرِ اسلوب و بھونے۔ عزیزِ مصرِ خوبروئی یوسفِ صاحبِ عجبِ دولائے
 صاحبِ ابنِ کپتان بانوک صاحبِ قومِ فرانسیس منجمہ متوسلینِ ریاست ہذا
 معزز و محترم۔ درس و تدریس میں کماہمتِ چست و عزمِ سخنِ سنجی درست رکھتے ہیں
 تفنگ اندازی میں طاق۔ آہو پستی میں شہرہ آفاق مردِ شجاع و دلیر ہیں
 خوال آسا کی نظروں میں شیر ہیں اسکے انفاس اگر نسیمِ سحری کا دم بھریں تو
 جاسے شگفت و محلِ تکلم نہیں کہ افسردگانِ سرد مہر ہیاے رنج و لقب و خاموش
 نشینانِ بزمِ تہذیب و ادب کو گو غنچہ واردل گرفتہ و لب بستہ ہوں انکی گرمیِ صحبت
 و مجاہدت سے گل خندانِ کھلی طرح کھلکھلانا پڑتا ہے۔ بظاہر ترکیبِ انسان و بیاطن
 خاصہ کشتِ زعفران رکھتے ہیں۔ بیستیس سال کا عرصہ ہوا کہ انھوں نے کتمِ عدم
 سے جلوہ گاہِ ظہور میں قدم رکھ کر آبِ یاری باغبانِ کائنات و سیرِ آبیِ تھلکِ چمنستان
 موجوداتِ اپنے نہال قامت کو گلشنِ عالم میں سیراب و شاداب پایا۔ مولد داراللا
 بھوپال ہی انکی طبع نگین کے گلمائے نتایجِ بساطِ اوراق پر چسپیدہ ہیں *

حافظِ تخلص شیرین زبان فصیح بیان اشرفِ خاندانِ سیادتِ امجد و دودمان

شرافت سرو بستان مجد و بہا جامع مزایا سے فہم و ذکا صاحب تصنیف و تالیف
حافظ سید ممتاز علی بن میر اعجاز علی حسینی جعفری بھوپالی روبر کار نویس محکمہ
نیابت ریاست ہذا خلق و مروت توام رکھتے ہیں اور سرمایہ علم بقدر ضرورت
فراہم۔ اگر یہ شنا و بھر لطافت و سعادت فکر رسا کو دریائے نواج معانی میں
غواص بنا کر کلک جواہر سلک اوٹھائے۔ گو ہر مقصود سے درج طبع کو صدف
کا غد کو درفشانی خامہ سے سفینہ مروارید بناے۔ غنچہ سخن کی تنگشکی کے لئے
اس گلشن پر سے احدیقہ رشد و سعادت کی فکر پر بہار نسیم سحر کا جھوکا ہی۔ اور گونہ
مضامین کی تازگی کے لئے اس چمن پر اسے روضہ نقابت کی طبع رنگین باد بہار
کا گلگونہ۔ ازراہ ہیر معانی کی شادابی اس بلبل گلزار فصاحت کے دم سے رونق تازہ
دکھاتی ہی گویا کہ نسیم صبح دم غنچوں کے گلے سے جھوم جھوم جاتی ہی۔ اوائل میں
انکے چمن افکار کے نہالان نتایج بنخلندی شیخ محمد عسکری موزون ہوتے
تھے۔ اب بولوی قدا علی صاحب فارغ مراد آبادی سے انکے ایسے تعلقات
ہیں جیسے خسرو خاور سے شاہ انجم کے

بعد نو میدی بے امیدات	در پس ظلمت بے خورشیدات
-----------------------	------------------------

شیخ جعفر تانیخ ولادت ہو جس سے درجات عمر کا چونتیسواں درجہ ثابت ہوا
انکی افکار گہر بار کے نتایج سے سفائن اشعار رشک اصدا ف مروارید ہیں ۔

عسکری تخلص تافلہ سالار سخن سخاں رونق افزاے انجمن شاعران کمن ۔
سیکدہ آشام بزم سخنوری شیخ محمد عسکری خلیف شیخ غلام ضامن صاحب جوم

برادر مامون زاد مدار المہام نشی محمد جمال الدین خان صاحب بہاؤ منفقور
 متوطن خاک شاہجان آباد عرف دلی نزیل دارالاقبال بھوپال - یہ ایک عجیب
 بزرگ شخص ہیں انکے اشعار انکے اسرار و ادات دل کے انکشاف و عقدہ کشائی
 میں ناخن گرہ کشا کا کام کرتے ہیں بندش الفاظ ہر ایک سے نرالی اور انداز شاعری
 سب سے جداگانہ ہی دیکھیے تو ہر شعر ماجراے قلب و سرگزشت مضمر کا فسانہ ہی
 بزم سخن انکی شرکت سے رونق پذیر مگر داد سخن میں قوت ناطقہ انکی سرسہ گلو گیر
 دیار ہند میں جہاں کہیں بزم شعر قرار پائے غیر ممکن ہے کہ انکا شوق خضر آسار نہائی
 کر کے کشان کشان اکو وہاں نہ پہنچائے باوصف اس ضعف و ناتوانی کے
 کہ (کی پیری صد آرا) ہجوم امراض میں یہ حضرت نگین وار جلوہ گر ہیں - مگر ولولہ ہا
 غریبخوانی عالم نوجوانی سے زیادہ غوغائے قیامت زاسے افزون تر - بزم
 سخن میں انکے جوش و خروش سے شمع محفل کو باوصف آتش زبانی انکے مقابل
 اکثر خاموش ہوتے بنی - اشعار فی البدیہہ لکھنے میں انکے قلم کا نیا انداز ہوتا ہی
 گویا کہ سرگرم خرام ناز شاہ طراز ہوتا ہی مگر بار دیکھا کہ انکے ہر دو مصرع شعر
 شواہد معانی کی مفارقت سے صفحہ قرطاس پر او داس مانند آغوش یاسس ہیں
 بعض محاورات اساتذہ جیسے یہ لفظ - ہیگا اور ہیگی - وغیرہ جو فی زمانہ متروک ہیں
 اس نادر الوجود بزرگ کے نزدیک ناجائز و غیر فصیح نہیں بدین وجوہ انکے اکثر
 اشعار ناخن بدل زان کا بھی ایسے ہی الفاظ سے قافیہ مضمون تنگ نظر آتا ہی
 پھر باوجود اسکے اگر یہ عجوبہ روزگار کو چہ شاعری میں قدم تعلی اوٹھائے
 فلک الافلاک کو باطن میں و حنیض ما وطن کی طرح فرش پا انداز نہائے

انکی وضع خاص کے اشعار اگر درج نامہ ہوتے ناطرین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے مگر قال اللہ تعالیٰ فَلْيَصْنَعُوْا قَلِيْلًا وَلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا قصہ مختصر چالیس برس سے ریاست ہذا میں خدمات شایستہ پر مقرر رہے چندے نامہ نگار کے ہاں بعدہ جلیلہ کا مداری جو پچتر روپیہ ماہوار مستقل طور پر بین قایم مقام رکھ زمرہ متوسلین مناصب میں شامل ہوئے مراحل شین جادہ زندگانی سے ساٹھویں منزل میں نازل منزلہ ہیں اور کوس اقامت پر شادیانون کی طرح متواتر ڈکالگا رہے ہیں

در کمن سالی زمرگ ناگمان غافل مشو | برگ چون شد زرد از باد خزان غافل مشو
خداے عز وجل انکے انفاس میں برکت عطا فرماوے اور انجام بخیر۔ شق شعر
والد ماجد اپنے سے ہم پہنچائی ہوا انکے چین افکار پر بہار کے نوخل نتاج بعد قطع و بڑ
اغصان بچا و افنان نازیبا نا طورستان نامہ کو سر آئینہ موزون کرنا پڑا۔



فصل چہارم در غریبہات شعرا ی شریک انجمن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ردیف الالیت

غزل نمود

ہو تصور سخت مجھ کو اک بت بے پیر کا | سنگ پر گھاہی کیا نامہ مری تقدیر کا

ہر دلا دیوانہ کی چاند سی تصویر کا
 تھا دمِ تصدیک کیا انداز اوس کے تیر کا
 ہی جو فندق سے برنگ شمع ہر گشت یا
 کیونہن کرتا ہی اسی ظالم شہیدِ رؤفید
 تیرہ ہو جائے شبِ مہِ شل شبہا ہی محنت
 رات کو وہ غیرت شمشاد آیا خواب میں
 جسکو دیکھا اک نظر تو نے وہ تیرا ہو گیا
 سیری حیرانی کی یاد آنے سے حیرت ہوئی
 دفن ہو گشتہ جہان اوس سیمت کے عشق کا
 سمجھا میں دریا کو دیوانہ ترا ای حیرن
 اک پریر کو سخت جہبہ سائی سے کیا
 دمِ خفا قاتل کا میری سخت جانی سے ہوا
 دیکھتا ہی چشمِ مہر و ماہ سے پیہرِ فلک
 جو مقدر میں لکھا ہی ہو وہ نقش کا کھجڑا
 میخنی انی میں ہوں حالِ صنم کامِ قرین
 باہ کا ہالہ ہی ہر حلقہ مری زنجیر کا
 ہی جو اک عالم تماثانی دلِ نچسپ کا
 محکومِ ناخنِ گیسر پر دہو کا ہوا گلگیر کا
 کیا مرا بخت بسیہ ہی میان اس شمشیر کا
 رنگ دکھلاؤں جو دودنالاہ شہگیر کا
 قمریوں سے حال پوچھا چاہیے تعبیر کا
 کام آنکھوں سے ارے ظالم لیا تسخیر کا
 حال جب اوس گل نے دیکھا ببل تصویر کا
 جانتے ہیں ڈھیر اکسیری اوسے اکسیر کا
 شبہ حبِ محکومِ طلاطم پر ہوا زنجیر کا
 داغ پیشانی نہیں انسون ہی ہمتِ تسخیر کا
 روح جب نکلی تو پھر جو ہر کھلا شمشیر کا
 جلوہ اپنے نوجوان کے حسن عالمگیر کا
 پھر عبث ہی ادعا تہیر اور تحریک کا
 مہل یار کس سے چاہوں سبت بی پر کا

مشتعل ہو ای نمود اب صورت تیر شہاب

ہو گیا عالم یہ سوز نالاہ شہگیر کا

دیگر

کہ چھپ بس چل سکا ناوِ گلن کے زور بازو کا
 نکالا پر نہ نکلا جذبِ دل سے تیر ہیلو کا

<p>تن نازک پہ ہو موعج ہوا سے کام آتو کا بقدر مجھ پہ سایہ پڑ گیا ہی اوس پریرد کا اشارہ کیجئے مجھ پر سیم جان پر تیغ ابرو کا یہ عالم سینہ پر نور پر ہی اوکے جنگو کا سلیمان سے لکھا کر لادے اک تو نیز بازو کا تصور ہر گھبر ایبت ہی تیرے طاق ابرو کا بنایا ہی پر پروانہ کو لتو نیز بازو کا برا جبر بطر سے ہو ہر اک پلہ ترازو کا اثر یہ بعد مردن بھی ہی عشق چشم جادو کا کہ قتل عام کرتا ہی اشارہ تیغ ابرو کا زمر د سانظر آنے لگا ہر قطرہ آنسو کا دماغ اپنا بنا ہی آشنا جس گل کی شوق کا</p>	<p>بزرگ گل جو عیان ہو بدن س سرود بھوکا اوڑا تا ہی جنون بے پر مجھے صحرائی وحشت میں اسیر زلف ہو کر ہون زندون میں مرد و نہیں کیسے جس طرح تارے جڑے ہوں پاگل میں چُنا کرتا ہی تنکے او پریرتو سیراد یوانہ لیے پھرتے ہیں بیت اللہ کو ہمراہ دنیا میں وہ دیوانہ ہوں جب آسیب ہجر شمع رو دکھیا سر باز اریو قاتل نے دو ٹکڑے کیا مجھ کو سمجھتا ہوں حصار افسون کرونگا کُنج مرقد کو طبعی مشق ستم یا تک اب اوس سفاک عالم کا مجھے رو نہیں سیرہ گوش جان کا جو یاد آیا عفوت کہتے ہیں ان نکست گلزار عالم کو</p>
---	--

رجب کا چاند ہی یہ مصحف رخسار پر دکھوں
 کہ دیکھا تھا صفر میں منہ ملو داؤں آئینہ رو

غزل راسخ

<p>برگ نخل طور ہو کا غم زمی تصویر کا شور ہی چرخ چارم تک مری زنجیر کا چشم جادو میں ہی عالم سر تنہا طوق بھی گردن میں ڈالے آہن گلگیر کا</p>	<p>ہو جوا کی مانی تصویر یا کی تنویر کا ہو گیا مجنون میں اک عیسیٰ نفس کے عشق میں سر نہ تسخیر تنگوار ہی پری کیا چاہے دیکھ لے قد کو ترے قمری اگر اشمی سرو</p>
---	---

آیا گوارہ سے طفلی میں جنازہ کا خیال	ہو گئی یاد من عالم جو دیکھا شیر کا
وصل اک خورشید رو سے ہو گیا ہی خواہش	کس معبوسے میں پوچھو حال اب تعبیر کا

راسخ اوس ناوک فکن کا گوشوارہ کیجئے
لعل پیکانی ہی میرے خونے پیکان تیر کا

دیگر

ہندائے غیب گر عالم مری تقریر کا	لوح ناخواندہ لقب ہی صفحہ تحریر کا
ہی فلک پر شور اپنی آہ بے تاثیر کا	نشر طائر تک نشانہ بن گیا اس تیر کا
صحبت کج طینتان ہی راست باز و کوضر	ہی کمان کا ربط خاک آغشتہ ہونا تیر کا
گل ہوئے ساکت یہ تیرا رخندان دیکھ کر	ہو گیا گلشن میں عالم گلشن تصویر کا
تشنگی جان کنی ہو آب آہن سے شہید	ہوں دم تسلیم گزشتہ تری شیر کا
حکس کس شعلہ رو کے شمع ہی ہر شاخ گل	دست گلچین مجھے دھوکا دیا گلگیر کا
سمجھے ہم وحشی تری آنکھوں میں رنے دیکھ کر	دام گسترده ہی یہ صیاد آہو گیر کا
مانگیئے اوصل جانان کی دعا پڑھ کر قنوت	استخارہ کیجئے تدبیر سے تفتیر کا
باعث سوز و رن شعلہ میں شرکائین شرک	کام ہر نوک مشرہ دیتی ہی تم شگیر کا
نطق کا تیرے اگر محوشنیدن ہی مسج	منتظر ہی طور پر موسیٰ تری تصویر کا
چھوٹ کر یا نئے ہوا حور و نکی زلفون میں اسیر	سلسلہ فردوس میں بھی ہی مری زنجیر کا
شرک کہتا ہی کہ جب خطا نکا بھیجا چاہیئے	چشم قاصد میں ہو عالم دیدہ تصویر کا

حضرت شاہ جهان کا عہد اب بھوپال میں
لطف دکھلاتا ہی راسخ عہد عالمگیر کا

دیگر

تصور رہی جو رو نہیں مجھے اک قد و بگو کا
 تسلیم خم ہر کا فرو دیندار رکھتا ہی
 جو میزان خردین کیا کمی ہی او کو دولت کی
 نظر آتے ہیں ساکت صورت تصور کیوں نام
 پھونکا جاتا ہوں میں تیری دل سوزا کی گرتی
 کیا مجھ کوں مجھو عشق غزال چشم جانان نے
 اگر نامہ میں اوس محبوب زون طبع کو بھون
 نہیں مل میں خیال اوس یہ میں رخ کا سلیکا
 گمان شہر پر واز ہوگا آستینوں پر
 حرم کی پردہ کلین ہیں شریف کعبہ مردم میں
 غبار آنکھوں دیکھے ابلق لیس و نثار اوسکا
 ستھر ایک دم میں ساحران چاہ بابل ہوں
 میں گریان گھڑن ہوں غن مشوی سر و چراغ

تصور اوس غزال چشم کا گھڑن جو ہر راسخ
 بنا ہر روزن دیوار حلقہ چشم آہو کا

دیگر غلط سیرج

بیان ہو کیا دلا اب آرزو سے تیغ قاتل کا
 دمان خم پانی مانگتے ہیں تیغ قاتل کا
 ستم ہو طائر جان پر پنا مرغ سہل کا
 تن مجروح سے شاید ملا ہو خون سائل کا

نفاق کے ساتھ ہر دم جانتا ہوں جان نکلتی ہے نظر آتا نہیں وہ گل مجھے گلزار عالم میں سحر جیتے تی بگوش میں غنچ قتل ہوتے ہیں مشابہتیں دگر گس سے چشم زلف ہی لیکن وہ کہ یان ہوں کہ آب شک سمجھا آب دیا کو ہجوم یاس جب ٹھیرا قاسم گاہ پہلو میں	ملا مجھ سے کہ کو خلق بریدہ نیم بسمل کا بدلنا چشم سے مجھ کو پڑا چشم عنادل کا نیم صبح سے پوچھوں ٹھکانا کو سے قاتل کا تفاوت ہی سر سوسین فرق او سیمین ہی اک تل کا وہ مجنون ہوں گمان معراج ہوا پر ہی سلاسل کا میں سمجھا قافلہ آیا ہی مجھ مایوس کے دل کا
---	---

دیاد دل بے طلب بل نے کب گش میں یں رخ
کہ دست شاخ گلبن میں ہی گل کج بول سائل کا

غزل عاقل

دل جو ہفتون تبسم ہو بت بے پیر کا دیکھتے ہی رہے نگین اوس بت بے پیر کا پند پر کس کو عمل قائل ہوں کب تیر کا وار جیسے چل گیا قاتل ترشی شیر کا سر کو دیکھو کاٹ کر ظالم نے رکھا دار پر شور و غل ہو یہ یہ کہتی نہیں ہی دم بدم رتبہ اپنا اب زمین پر آسمان سے کم نہیں جو کہ ظالم ہیں جز اسے ظلم سے بچتے نہیں	مضحکہ ہوتا ہی مجھ پر ہر جوان و پیر کا ہو غضب ن ہو گیا صد ہا جوان و پیر کا ناصحا ہو گا وہی لکھا ہی جو تقدیر کا گور ہی سکھ ہوا اوس عاشق و گمیر کا تھایہ عراج و فاحصہ مری تقدیر کا کر دیا دل رخنہ رخنہ زلف نے زنجیر کا دل میں نقشہ کہنچ گیا ہی چاند سی تصویر کا شمع کا سر کاٹ کر کالہ ہی منہ گلگیر کا
--	---

تیر پہلو میں لگا اوس ترک کا عاقل اگر
مرغ دل اوڑ جائیگا شہر لگا کر تیر کا

ولہ

پریشان جیسا کیوں شکین میرے گلرو کا
 ذرہ چھوئیے سیر آپ کیوں کھلا جاتے ہیں
 کیا تسخیر تو نے سامری کو اک اشارہ میں
 جو چہرہ مہر شہر تو قیامت اک قیامت ہی
 سطر ہو گیا عالم ہو یہ جوش خوشبو کا
 اثر پیدا کیا کیا جسم نازک نے بحالو کا
 اثر ہی تیری آنکھوں میں ستارہ بتو جادو کا
 بلا او سپر ہی اٹری تک لٹکنا یہ گیسو کا

ذرہ تو برین آکر تھام لو اس وحشت دل کو
 کبھی تو نخت چمکا دو بھلا عاقل کے پہلو کا

غزل عزیز

توڑ کیا تیری نگہ سے بڑھ کے ہوگا تیر کا
 آپ وہ گھر آئے جب چھوڑا عمل تسخیر کا
 اوسکے آتے ہی ہرے سب خم دل پی ہو
 گرد باد دشت وحشت سرد قد اوٹھنے لگے
 کام بن تدبیر بنتا ہی سد القدر کا
 سبزہ خط کیا نوشتہ تھامری تقدیر کا
 عاشق قیامت کا تیرے شور ہی تو تیر کا
 کیا جواب صاف پاسخ تھامری تحریر کا
 طوق ہو گردن کو میری آہن گلگیر کا
 فرش رہ کو چہ میں ہی دل ہر جوانی پیر کا
 دیکھیے کیونکر بچے دل عاشق و گلگیر کا
 چال آفت حشر قیامت فتنہ آنکھیں تل غضب

اپنے اس ہم عمر مدوح معظم سے غزل
 نام زندہ ہو گیا دنیا میں عالمگیر کا

ولہ

<p>کمان میں بند کر کے بل نکالیں شاخ آہو کا چبائے ہوٹھ غنچون نے گلوں نے نہ نہ غنچوں کا اثر ہی تیری آنکھوں میں سنگمرا بتو جادو کا اکڑنا دیکھتی ہیں قمریان سرو لب جو کا طرہی تلوار باز ہونے پر بھلا ہو دست بازو کا نیا یا جب اثر گھر و ہتھاری رنگ اور پو کا نہیں جز کار لا حاصل نتیجہ کچھہ تگا پو کا عنادل ڈھونڈتے ہیں آشیانہ انہی پہلو کا</p>	<p>اشار چشم شوق فتنہ گر سے ہی یہ ابرو کا غضب تھا باغ میں کھلا لب رنگین گلہ رو کا چمن میں مست زگر دشت میں جوشی بنے آہو چلا ہوتن کے رشک غیرت شمشاد گلشن میں سبکدوشی ہوئی کیا بار سے مجھ کو ای قاتل جلایا باغ میں مجھ کو گلوں نے داغ دیکر ازل سے جو تقدیر ہی جہان ہم ہو گئے پہنچ گیا وہ گل کھلے ہیں چھلون کے بنا ہون غیر گلشن</p>
--	---

ملک ہشت سے تھرائے عزم نر افلاک چکرے
اوٹھا ہی دشت میں جب شورل سے اپنے یاہو کا

عزل تینہ

<p>صدہ پر صدہ اوٹھایا نالہ شبگیر کا سہل پھر ہو جائے لانا مجھ کو جوئے شیر کا زور کا زر کا فغان کا نالہ شبگیر کا حوصلہ نکلا بڑا حسیلہ ہوا پنجیسر کا نقشہ سیلے پھرتے ہیں لڑکے مری تصویر کا بن گیا گرداب ہر حلقہ مری زنجیر کا</p>	<p>ہو گیا شیدا لا تو اس بت بے پیر کا گرب شیرین کا بوسہ ہو عطا مجھ نے ارکو بے نیازی ہو غضب او کی نکمچہ پایا اثر کاٹ کر فتر اک سے باندھا جو سروس شوح بعد مردن بھی رہی سرگشتگی ماند قیس ہجر میں سیلاب مجھ مجھون کی آنکھوں نے ہا</p>
--	---

ہو گیا کشتہ بزمیں اس سیمتن کے عشق میں
کیون نہ اپنی خاک پر عالم ہواب اکسیر کا

دیکر

مین ہون لوانہ سایہ پڑ گیا ہی اوس پر پرو کا	کوئی گھوا کے لادوا ب مجھے تعویذ بازو کا
چمن میں حشر برپا ہو گیا ز قمار گلہ و سے	بزنک صوز اسرافیل ہی ہر پھول شبو کا
سکندر رنجت ہی وہ شاہ خوبی کب چلے اوس پر	کوئی حکمت فلاطون کی کوئی قابو ار سطو کا
ہوے ہرنی فن ہو کر سرخرو گنج شہید انہیں	چبا کر باق قاتل نے ہاری قبر پر تھو کا

متیر اب مانگتا ہوں یہ دعا بارسی نکاسے
گران ہو نیکیوں سے حشر میں تلہ ترازو کا

غزل اخلاص

نقش دل پر ہرے اس سرمہ کی تحریر کا	کام آنکھوں سے ارے ظالم لیا تسخیر کا
ہی عجب پرواز اسی صیاد تیرے تیر کا	کوئی پہلو بھی نہ چھوڑا زخم سے نچھیر کا
اوس رخ پر نور کا یوں نقش ہی دل پر مرے	آئینہ میں عکس ہو جیسے عیان تصویر کا
قتل کرنا ہو تو کیجئے تیغ ابرو سے صنم	اور قیدی کیجیگا زلف کی زنجیر کا
ضبط کرتا ہوں خدا جانے میں کیا کیا سوچ کر	توڑ وں تھروہ اثر ہی نالہ شبگیر کا
سوز حیران سے ہوی ہیں خاک میری ہڈیاں	ضبط کی تاثیر سے پتلا بنا اکسیر کا

باغ عالم میں نہیں اوسکا پتہ اخلاص ہاں
ہوں ازل سے شیقہ جس گل کی میں تصویر کا

ولہ

خدا جانے اوٹھا کیوں دیکھتے ہی درد پہلو کا	نہیں زخمی ہوا میں تیر شرکان تیغ ابرو کا
امید زلیست ہوتی ہی ادھر جہنم کچھ لیتے ہو	پھر احب منہ تو دل رہتا نہیں سپر کبر قابو کا

لب مجنباں سے اپنے کچھ تو آپ فرمائیں حسین ہی حسین ہی اور پھر سیرت بھی اچھی ہاں	بہت شتاق ہوں میں آپ کی گفتار سے کہو کا نہ ہوں کیونکہ میں بندہ ایسے خوشرو اور خوشخو کا
--	--

خدا دیتا ہی چھپ چھپ کر رزق اپنے بند و نکو مگر تاج نہو اخلاص اپنے نفس بد خو کا
--

غزل عیش

آئینہ ہی دل مرا اوس چاند سی تصویر کا باتیں کرتے ہیں نگاہوں میں ہم بخون و بال یہ اشارہ ہی کہ ہوں دیوانہ عاشق مزاج سائے مظلوم کے ظالم ذلیل و خواہی ہی تصور تیغ ابرو کا یہاں تک آپ کے ہو اثر مجھ بندہ اللہ کی الفت کا بھہ	اسیئے عالم مرے سائے میں ہی تصویر کا دیکھتے ہیں جب وہ ہم موقع نہیں تقریر کا اسیئے قیدی بنائیں زلف کی زنجیر کا شمع کے زیر قدم رہتا ہوں گلگیر کا بنگیا قالب مرا بھی بیان اس شمشیر کا عش پر ہی جو دماغ اب اوس بت بلی پر کا
---	---

پیش قسمت ہے سچ ہی انسان کی تدبیر عیش سعی لا حاصل ہو اوس میں جو نہیں لقتیر کا

ولہ

نہیں میں قیدی و زنجی کسی زلف و ابرو کا نہیں آتا سمجھ میں بیچ در بیچ اونکے گیسو کا نہ مرتے بیس تو کو کاٹ کر شیریں کو لے لیتے ہوا ہوا شک کا فوارہ میرے سر با وجہ لیا سیری تحریر کیا تسخیر کا بھی کام کرتی ہے	ولے حیرت زدہ ہوں آپ کے آئینہ رو کا بلائے جان پھر ادھر ہی خمیا زہ ہر اک مو کا دکھاتے ہم اگر نہ ماؤ بنکر زور بازو کا فلک پر کیا عجب چڑھ جائے قطرہ قطرہ لہو کا بنایا یا رنے خط پڑھ کے جو تعویذ بازو کا
--	---

نرگھون تاج شاہی سرزمین اوسکے مقابل میں جو مرجاؤن تو یار و یاد رکھنا اس نصیت کو	اگر مجھ کو میسر آئے تکیہ اوسکے زانو کا ہماری قبر پر تعویذ رکھنا اوسکے بازو کا
کمان ہوتا ب یہ پہلے پڑا ہو عکس چہرے کا	چمک پر تیری جگہنی کے گمان ہی ہو جگو جگنو کا

سنا و صف و کا جتنا جس نے اوس بڑھکے دیکھا ہو
بیان اسی عیش کیا ہو مجھ سے اپنے یار دجو کا

غزل عاشق

تھا ازل سے یوں ہی لکھا کا تب تقدیر کا محو نظارہ ہوا کسی نظر کے تیسر کا	صاف ہی انکار خط یا رسے تحریر کا طاہر دل پر گمان ہو طائر تصویر کا
یہ ہوا ناوک نلکوں کی چشم میگوں کا اثر یار کی چین چین کے عشق میں گشتہ ہوں	بوسے صہبادے رہا ہی خون ہر پنجیر کا دوستو مارا ہوا ہوں گردش تقدیر کا
اشک کے دریا بہے بھیا دزل یار میں دبا آج میخانے پہ واعظ بن کے پتے ہیں اب	ہو گمان اب سو سر پر دام ماہی گیر کا شیخ جی قابل ہوں میں اس کی تدبیر کا
مصحف رخ کے تصور میں بیٹل سی پارہ ہو کوئے قاتل میں کیا جسے کچھ پاس ادب	میں بھی حافظ ہوں اسی قرآن کی تفسیر کا جسترنک وہ بے گنہ مور دہنیں تقدیر کا
ایک بوسہ لیکے میں سنتا ہوں لاکھوں گارین	ہو عوض اس پیار کی تو قصیر میں تحقیر کا

صورت فرما د عاشق پھوڑے پتھر سے سر
نگ سے بھی سخت ہو دل اوس بت بے پیر کا

ولہ

کوئی سبیل ہو ابرو کا کوئی مارا ہی گیسو کا	میں گشتہ ہوں فقط اوسکی نگاہ چشم ہادو کا
---	---

<p>اوتھا یا دل نے طوفان مجھ پر چھینٹ چھینٹ کر وہ دلبر اوتھ گیا پہلو سے میں بیٹھا رانشتہ بنا کر مجھ کو جی اور اب آنکھیں دکھاتے ہو سیاہی رات شگون کی مری آنکھوں میں چھائی ہی نہیں کچھ آسمان پر ابرین یہ برق تاباں چھوٹا ہی کوئی میرے جگہ میں لڑکھنڈ کی لبوں میں سرخی پان دکھ کر تھوکا لبوں پر</p>	<p>ابھی قطرہ تلک پکا نہیں آنکھوں سے آنسو کا وہ کیا اوتھا کہ اوتھا بیٹھے بیٹھے درد پہلو کا لڑانا خوب تھو یا دہی آہو سے آہو کا گمان ہوتا ہی خورشید فلک پر دن کو گلہ کا چکنا ہی ڈو پٹہ میں ترا سو بات گیسو کا اشارہ یاد آتا ہی جب اس قاتل کے ابرو کا ہوا ہی اور اب سودا کیسی یاد گیسو کا</p>
---	---

انتر میری سیمختی کا ہی عاشق پس مردن
حد پر کھونا اونکو پڑا پھرا اپنے گیسو کا

غزل حافظ

<p>جہنشا برو سے دل بچا نہیں لگیر کا حشر میں بیجا جب ہنگامہ دار و گیر کا مجھ پہ اول وار قاتل نے کیا شمشیر کا یہاں تک آنا ہی مشکل اس بت بے پیر کا مجھ کو ہینا مہبت ہی چارہ گر مخمیر کا کوٹنا ابرو کمان ناوک فلن یا رب ہوا خاک پائے یا رکیا اکسیر سے بہتر نہیں سینہ کا وی غم میں ہی شیریں لبونکے اب ہینا دل تو کیا اس بت کا پتھر میں بھی ہوتا ہی اثر</p>	<p>ہاتھ اچھا صاف ہو قاتل تجھے شمشیر کا کیا سبب کہو گیا تو بے جرم کی تقدیر کا کیا نصیب اللہ اکبر ہو مری تقدیر کا کیا اثر جاتا رہا ہی آہ کی تاشیر کا ہون میں سودا کی سیکی کا کل شگیر کا دل میں میرے ہو گیا سوراخ کسکے تیر کا میں سیم عیث طالب ہوا اکسیر کا کوہ کن سا میں کروں کیا قصد جوے شیر کا تا فلک پہونچے ہی نالہ صاحب تاثیر کا</p>
---	--

شمع کا سر کاٹ پروانو کو دیتا ہے جلا زلف برہم کیوں ہوئی سمیں ہی کیا سیر ^{خطا} ریشک کہتا ہونہ دیکھے تاکبھی صورت کوئی بھگتے پیر و جوان ہیں ای پر پرو دیکھنا	رحم کا شیوہ نہیں ہرگز کسی گلگیر کا شور پہنچے دور ہی ہاں نالہ شہگیر کا ہنسنے کھینچا دل پہ ہی نقشہ تری تصویر کا غل اوٹھا ہر سمت سے دیوانہ کی زنجیر کا
--	--

تارک الدنیا نے کیا ترک دین یا رب کیا
عشق حافظ کو ہوا ہوا وس بت بے پیر کا

ولہ

شاہو غیر عاشق ہو گیا اوس شوخ دجھو کا کیا ہو جسے قتل عام تو نے ای جفا گستر بتھاری چشم شہلا کو بھلا تشبیہ دین کس سی رخ روشن پہ چھوڑی زلف کا فر کیلئے متنے گلوں کے ذکر سے بھی دل کو ہوتی ہی ریشانی کرین سینہ سپر کی پھنسنے ہیں دو کے جھگڑا نہیں اثر تریاق کا ہوتا نہیں ہی او سکے کاٹے پر	اوٹھا یگا ستم دیکھنے کیوں کر ایسے بھوکا جہان میں ہو گیا شہرہ بھارے زور بازو کا بھٹی آنکھیں میں زگر کی کھلا دیدہ ہو آہو کا بڑھایا حسن نے رتبہ بھارے خوب ہندو کا ہوا ہی شیفٹہ جسے کسی شوخ سمن رو کا رکے تیر فرہ تو وارہی پھر تیغ ابرو کا زمانے میں نہیں منتر ہو او سکے مار گیسو کا
---	--

بتان سنگدل کو دید یا دل بل بے نادانی
خدا یا تو بچانا اسکو یہ حافظ بہت چوکا

غزل عسکری

غم الفت کی کاہش سے بدن یا تنگ مر کا اثر آفسونگر دن کی کچھ نہیں ہوتا ہی چھوچھو کا	کہان کا خون آنکھوں میں نہیں اک قطرہ آنسو کا زمانے میں نہیں ہو منتر او سکے مار گیسو کا
---	--

بجز یاد آہی یاں بسر ہوگی نہ عمر اپنی موت کو مانع ہو حاجت ہو تمھارے در کا دربان کو	کہ یہ صحرائے وحشت ناک اک میدان ہے ہر خلاف وضع ہو کیا دن جواب او سکومین تو تو کا
کنارے گور کے پہنچے ہیں شوق بہکنار سے جفا و جور سے برپا ہوا ہے فتنہ عالم بین	دل نادان ہمارا یہ تو اک دشمن ہے پہلو کا لیا ہوا ہے ستگر تو نے کیوں شیوہ ہلا کو کا
نشان نام خدا بعد فنا ہو کس قدر باقی	ترسے خوشی کی تربت پر ہوا ہے مکن آہو کا

نہ بے مہری تمھاری عسکری کو تھے کھینچ کر
نہیں پروا زرا و سکومگر الفت کا ہی بھوکا

ردیف بارہ صودہ

غزل نمود

بیوچہ زیر زلف پریشان ہیں خال کب سجھان کو میرے سانے تاب مقابل کب	بے دانہ کے بچھاتے ہیں صیاد جال کب حسان کو نصیب ہوا رست جال کب
عافل ہیں اس خیال سے اہل کمال کب اعجاز سے ہو سا غمزدست یار میں	بے کسب تو رہ رہ بنے گا ہلال کب ورنہ ہو آفتاب کے نیچے ہلال کب
غم کو بھی جھنے ساتھ ملایا ہی خاک میں ٹپکا ہی لعل چشمہ خورشید سے کوئی	آلودہ غبار ہی گرد ملاں کب اوس مہر کے دہن سے گرا ہی او گال کب
قسمت دل دو نیم کی پٹیا کیا جگر ابر بدن سے میرے یہ رحمت بستی ہو	اس زخم کو نصیب ہوا اند مال کب فرط گنہ سے ہو عرق انفال کب
بہلاتا ہوں یو ہیں دل صحرایہ کو	ہوں ای نمود عاشق چشم غزال کب

ولہ

<p>تیسرا کب شش بہت میں ایسے ہمسرا کا جواب طول مضمون سے ہوا ہی نامہ دفتر کا جواب جیسے گرد و نیر نہیں مہر منور کا جواب سوز غم سے دل ہی پہلو میں سمندر کا جواب ہی غزال چشم باناں بھی غضنفر کا جواب ختم جہدم ہوگا مکتوب دلبر کا جواب گلشن تن میں نہیں دیکھے صنوبر کا جواب مرغ مضمون کے لیے کاغذ شہیر کا جواب ابرو و مژگان بھی ہیں شیر و خنجر کا جواب کالبد اپنا تھا کیا سدا سکندر کا جواب باغ جنت بھی نہیں ہو کوئے دلبر کا جواب</p>	<p>آئینہ میں عکس رخ ہو روئے دلبر کا جواب لکھتے ہیں اک عمر سے ہم خط دلبر کا جواب باغ عالم میں نہیں یوں اوس گل ترک کا جواب سینہ ہو آتشکدہ اوس شعلہ رو کے عشق میں ہو قضا کا سامنا اوس کی نگاہ تیر میں اوڑ گیا مثل کبوتر خود ہواے شوق میں یاد اوس سر وہی کی ہی بہار بخیزان قاصدی کے واسطے پروا کبوتر کی نہیں تیر سے کچھ کم نہیں اوس ترک کا تیر نگاہ جیتے جی پہنچا نہ میں اوس شاہ ملک حسیں مانے کیونکر حشر میں یہ آرزو بر آئیگی</p>
---	--

سایہ ختم رسل معدوم تھا جو ای نمود

یہ اشارہ تھا نہیں ہو اس پیہر کا جواب

غزل عاقل

<p>آتا ہو بلبلوں کا گلون کو خیال کب روشن فلک پہ ہوتا ہی ایسا ہلال کب اک جانور اوڑھے ہمارا کمال کب جو بن پائے دیکھے وہ نونہال کب</p>	<p>پوچھے ہی اسی نسیم وہ گل میرا حال کب ناخن اوٹھالیا ہی ترے پا کا ماہر و بیل ہمارے نالوں کی کیا نقل کر سکے ہاتھ آئے دیکھو کب مگر خنسل آرزو</p>
--	---

پھانسا ہو طرفہ دام میں صیاد نے ہرن	پھیلا ہو چشم یار پہ زلفون کا جال کب
بیوجہ این جواب مگر چہ را ز ما	ایجان کیا ہو وصل کا ہمنے سوال کب
ہمنے ہنسا دیا ہو پر یزاد دلربا	انداز و ناز تہی یہ ترے خوشحال کب
بعد فنا بھی سر پہ او ٹھاتا جو آسمان	بیٹھا غبار کلفت رنج و ملال کب
حسرت گواہ خون شہیدان جاہی ہم	مدھی سے ماتھے پاؤں پتھار سے ہین لال کب

عاقل ہمارا یار سراپا ہی نور کا
یوسف میں تھا عزیز جیہ حسن و جمال کب

ولہ

سرخِ یاقوت لب ہو سہل احمر کا جواب	زلفِ مشکین مشک چین و سنبل تر کا جواب
عارض تا بائج اونکا مہر انور کا جواب	خال روشن ای فلک ہو صاف اختر کا جواب
نالہ پر سوز اپنا ہے قیامت ای فلک	صور اسرافیل کا ہو یہ برابر کا جواب
ہو شبستان میں حسنین کی وہ ماہِ چاند	ایک جادو کھلا رہا ہو بدر و اختر کا جواب
تیرے روئے آتشین کی حسرت دیدار میں	داغ دل ہو آفتاب روزِ محشر کا جواب
عشق اک محبوب لاشانی کا تھا تقدیر میں	کون ازل میں دلیکا میرے مقدّر کا جواب
تشنگی اپنے فدائی کی مجھ دیتا ہو صاف	تیرا آب تیغ ای قاتل ہو کوثر کا جواب
لاکھ برسے اور اُمڈے پر گھٹے گا ای فلک	ابر باران نہ ہو گا دیدہ تر کا جواب
یا آلہی کیا ہو اکٹے نہیں کتنا یہ دن	روزِ فرقت ہو گیا کیا روزِ محشر کا جواب

ہی عقیدہ اپنا یہ اور اسمین عاقل نہ کنین
ہی نہ ہو گا حشر تک دین ہمیں کب جواب

غزل عزیز

<p>آتش کو روک لے ہو دھوئیں کی مجال کب ہوتا ہو آفتاب سپرک زوال کب تلوار کی صفت نہ چلے آپ چال کب لاویگا ایسی سروچمن چال ڈھال کب جڑبستہ تیری ہوگی ہرن سے مثال کب سرسبز خطر رخ میں ہوا آکے خال کب آتا ہی سوئے بیشہ شیران شغال کب پاوین گے میرے گل کی بھلا بول چال کب عارض ہر خط سبز میں وہ لال لال کب قاتل نے ابرو و نہ ملا ہو گلال کب لب کھول کوئی بول اوٹھے ہی مجال کب بے عیب چھوڑے کا سہ چینی کو بال کب</p>	<p>چھپتا ہی زلف سے ترا حسن مجال کب ناقص کو غم ہو صورت اہل کمال کب کس دن سرو نکے در پہ نہ تو دے لگا دے سانچے میں ہی ڈھلا قد بالائے گلزار یہ چال یہ ادا یہ بناوٹ بھلا کمان رنگ ازل نہ صحبت رنگین سے ہو بدل تاب عدو نہیں کہ یہاں پاؤں رکھ سکے طاؤس و کبک کو نہیں گلچین مناسبت میناے سبز ساغیا قوت پر ہوا بڑ اوڑ کر جا ہی خون شہیدان عشق یہ پیمثل بے نظیر ہو بیشک ترا دہن عارض کا حسن آمد خط سے نکلیں ہو کم</p>
---	--

ہم بھی تو بال باندھی اوڑاتے وہیں عزیز
 اونکی کمر کا پر نطرتا ہی بال کب

ولہ

<p>باغ عالم میں نہیں ہر اوس سمن بر کا جواب اور لب لعلیں ہو گیا لعل احمر کا جواب جسم لاغر ہو گیا گویا کہ مسطر کا جواب</p>	<p>چشم نر گس زلف سنبھل قد صنوبر کا جواب در وندان گوہر غلطان سے ہیں بھکر کین خوش قد و ن کے عشق میں ہیں ستر کا بکشل</p>
--	---

ہو گیا مدہوش عالم تیری پڑتے ہی نظر	ہیں مگر حیرت چشم سیکو ن جام و ساغر کا جواب
ہو نگاہ نازناوک بر چھپان مو سے مٹ رہ	ابرو سے پیوستہ ہیں تیغ و دو سیکر کا جواب
گم کیا قسمت سے دست نامہ بزرگ کی	ہو گیا نامہ مرے خط مقدر کا جواب
صورت ہر ہر مگر یہ لے اور گیا خط شوق	ہو ہمارا مرغ دل گویا کبوتر کا جواب

الفت مو سے قرہ میں سر بھرا ہیں غریب
بال بال اپنا ہوتن پر خار و نشتر کا جواب

غزل تمیز

سنتا ہو میرے صدمہ فرقت کا حال کب	پھر اوس صنم سے ہو گا الہی وصال کب
عالم میں حشر ہوتا ہی رقتا رہے بیا	ہل چل پڑے نہ چلتے ہیں وہ ایسی جا کب
زند و نکو مردے مرد و نکو زندہ کر دے تم	کم بجز دن سے ہو گا تھرا انتقال کب
ہر دم جو احسن جو کہتے ہیں مجھ کو آپ	پورا کیا ہی بوسون کا میرے سوا کب
ابرو جو چاند رات کو تنے دکھا دیے	ہو گا فلک پہ آج منایا ن ہلال کب
قاتل کی تیغ کاٹے گی دل سے جگر تک	روکے گی اوسکے وار کو سینہ کی ڈال کب
آر شاع لیکے جو حاضر ہو آفتاب	ہو رشک ماہتاب کو شوق خلا کب
بہکانے سے رقیب کے بدن ہو اہی یار	ورنہ مری طرف سے ہو اوسکو ملا کب
دفتر شکایتوں کا وہ کھولیں گے صل میں	میرا سینے قصہ ماضی و حال کب

مغلس غریب عاجز و عاشق تمیز ہے
اب وصل سے کر دے اسے تم نہال کب

ولہ

<p>ماہ تا بان کب ہی اوس روئے منو کا جواب او کی جنبش سے سر جا بناڑہوتے ہیں جدا آب حیوان کر نہیں سکتا ہی اوس ہم سری نالہ زنجیر پاشل صدائے صور و عشق میں آنکھوں کے سودا ہو مجھے گرجا رہ قطرہ ناچیز دریا سے کرے کیا ہم سری ہی لطافت موج زن اوسکے نہانکے سبب ہو ادھر مرثگان صف آرا اور جو خطا و فوج مرثگان کی صفیں آئے ترک بے اٹھتین</p>	<p>داغ ہوا وسین و گرنہ ہی برابر کا جواب اسی تنگہ کیا تری ابرو ہی خنجر کا جواب ہیں لب جان بخش جام حوض کوثر کا جواب داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب فصد کو موسے ثرہ بنجائے نشتر کا جواب ابر باران کب ہی میرے دیدہ تر کا جواب نہر کا پانی ہی آب حوض کوثر کا جواب دیکھئے کیا خوب لشکر ہی یشکر کا جواب تیری ہر دو چشم ہیں کپتان مسیح کا جواب</p>
---	--

پڑ گیا ہی اسی تمیز اوس عارض نگین کا عکس
 کان کا موتی بسا ہو لعل اہم کا جواب

غزل اخلاص

<p>دیکھیں نصیب ہو ہمیں اوسکا وصال کب لے بوسہ اوسکے لب کا کسی کی مجال کب گھبرا رہی ہو روح کہ ہوا انتقال کب فرقت میں اوسکی تلخ ہوئی محکوز زندگی</p>	<p>رہتا ہی اوس پر کیو ہمارا خیال کب عیسیٰ کو بھی ملا ہی دہن کا اوگا کب میرے کریم حورون سے ہوگا وصال کب یارب یلگا مجھ سے وہ شیریں انتقال کب</p>
--	---

قالب کا گرچہ روح سے اخلاص بہت
 لیکن یہ شست خاک ہوئی لازوال کب

ولہ

کون کہتا ہی ترے روئے منور کا جواب	اور مجھے عاشق و رنجور و لاغر کا جواب
صاف ظاہر ہو گیا مجھ پر کہ خط آنے لگا	نامہ برآیا جو لیکر خط دلبر کا جواب
سینہ زخمی ہوئے کیا گلزار قاتل نے تو کیا	ہاتھ آیا شکر کو مشق شکر کا جواب
اک اشارہ میں بنی ہی عاشقوں کی جان پر	یہ وہی ابرو ہیں جو رکھتے ہیں خنجر کا جواب
دونوں زلفیں دونوں جھڑکھڑکھتے ہیں	اسی صنم ہی پاس تیرے ہفت کشور کا جواب
کوئے بدنامی سے گزرا ہوں کیسے عشق میں	کوئی کہنے کا نہیں اب میرے محضر کا جواب

کرتے تھے اخلاص قسمت آزمائی رات دن
سن لیا آخر مگر تنہا مقدر کا جواب

غزل عیش

رنجیدہ تم ہو مجھ کو ہر تے ملال کب	میرا ہی آپ کا سا غم آلودہ حال کب
پا یا کسی نے آپ سا حسن جمال کب	دیکھا کس نے ایسا خط و زلف و خال کب
جب تک یہ یاد تیری مرے تن میں جا جا	رہتا ہوں زندہ تیرے بغیر از خیال کب
دہو کا وہ دیکے باد میں تو پہچان لین نہیں	ہم سے ہزار میں بھی چھپے اونکی چال کب
جو بن پر آپ اپنے عبت کرتے ہو غور	رہتا ہی نور بدر کا دائم کمال کب
آگینے چھپے وہ شب تار یک میرے گھر	بتا ہی بدر دیکھئے گھٹ کر ہلال کب
قد کو جھکا کے دیوین وہ بوسہ تو لطف ہی	دیتا ہی دیکھیں یہ شہزاد کا نہال کب
دل کو جگر کو آنکھوں کو ان سب کو دیکھئے	ہم منتظر ہیں کرتے ہیں وہ با سال کب

ای عیش صبح و شام ہم دونوں ایک ہیں
زلفوں کے اونکے چہرے پہ کھیرے ہیں بال ہیں

ولہ

<p>دیدہ تر د و لون ہین تسنیم و کوثر کا جواب قطر ہاؤ خون ہین ہر اک او سکے جوہر کا جواب دل ہمارا ہو گیا ہو آپ کے گھر کا جواب تاکہ لیجاوے صبا مکتوب دلبر کا جواب ہم نہیں دشمن کو بھی دیتے ہر اک کا جواب سخت چھری طرح ہو اوس سنگمر کا جواب</p>	<p>داغ دل ہو آفتاب روز محشر کا جواب زخم تن میرا بنا ہو صاف خنجر کا جواب خاطر محزون میں جسے تم ہوئے رونق فرا کاغذ بادی پہ ہمنے ایسے لکھا ہو خط منہ سے کب نکلی ہو گالی دوست کی شام پہ ہو گئے صدر سے اوسکے دل کے کڑے سیرکوں</p>
---	---

صانع و مصنوع کب ای عیش و لون ایک ہیں
 ہونہیں سکتا ہو آئینہ سکنہ رک کا جواب

غزل عاشق

<p>ایسے ہوئے تھے جان کو میری بال کب مینے کیا تھا بوسہ کا تے سوال کب یارب ملیگا مجکو وہ رعنا غزال کب چھپ گیا تجھے وہ سری فرقت کا حال کب ظاہر میں سچ ہو رکھتے ہیں صیاد جال کب مینے کہا تھا ابرو کو اوں کے ہلال کب</p>	<p>رہتے ہیں منتشر تری زلفوں کے بال کب جسکے عوض میں گالیان دیتے ہو بر ملا وحشت میں جسکے عشق کے آہوں کی شکل ہوں قاصد سنبھل کے جایو قاتل کے روبرو ہو خال رخ عیان تو نہان زلف یا رہی خنجر دکھاتے ہیں کبھی شمشیر کھچتی ہے</p>
--	---

بدنام کر دے مفت میں عاشق کو یونہی
 اہکو ہوا نصیب کسی کا وصال کب

ولہ

اشک کا ہر ایک قطرہ ہی سمندر کا جواب ہیرے دندان ہین ہین لب لعلِ عمر کا جواب نوکرِ شرکان مے رہی ہی تیر و نشتر کا جواب ماہِ ہجرہ ترا ابرو ہلالِ عیب رہی رحم آتا ہی مجھے دنیا میں دکھلاؤں کسے خط کی پیشانی میں لکھا یا رنے اگا رِ وصل	ابرِ نسیان کب ہی میرے دیدہ ترکا جواب دست و پا بلور ہین سرخ ماہِ انور کا جواب دونوں ابرو ہین ترے شمشیر و خنجر کا جواب ہی یہ افشانِ حسین ہر ایک اختر کا جواب داغِ دل ہی آفتابِ روزِ محشر کا جواب اس اشاریے دیا میرے مقدر کا جواب
--	---

حق ہی عاشقِ رحمتِ نواب عالمگیر خان
دیکھو عالم میں کمان ہی اس سخنور کا جواب

غزلِ حافظ

ہی ماہِ چارِ دہ ترے رنجیِ مثال کب جینا جو ناگوار مرا ہے حضور کو تازیتِ سوزِ غم سے جلو کو بزرگِ شمع بے مانگے بوسہ دیتے ہیں سچ ہیہ ہر شل	ہین او میں شیمِ وزلف و رخِ خط و خال کب دل لیکے جان کا مجھ سے کیا تھا سوال کب میری زبان پہ ہے ہی یہ عجب کو مجال کب ہوتی نہیں نصتیر کی صورت سوال کب
---	--

حافظِ درد کو مان شکایتِ نکرِ عیش
ہی ہر خصال تیرا بتِ خوش خصال کب

ولہ

دے رہا ہوں یا ر کو خط میں برابر کا جواب میرے سینہ میں بھرا کس مہر تا باکی ہی لو مجھ کو کیا ڈر ہی نبی میرا شفیع اللہ بین	کسی قسمت ہی جو ہو میرے مقدر کا جواب داغِ دل جو بن گیا خورشیدِ محشر کا جواب بیدِ صحرانِ دو گسا سوالِ روزِ محشر کا جواب
---	---

دولت عشق نبی کا ہو خزانہ حب کا دل | پھر بھلا کھلے کمان ایسے تو نگر کا جواب

اوس نبی کی زلف و عارض کا اگر دھوون ملے

کیون نہ سمجھے اوس کو حافظ عطر و عنبر کا جواب

غزل عسکری

یوسف نے تیرا پایا ہی حسن و چال کب
کبک درمی چلے گا متھاری ہی چال کب
ہو دام زلف طائر جان کو و بال کب
عیسیٰ نے تیرا پایا ہی یہ قیل و قال کب
بھولے ہی ہجرین کوئی لطف وصال کب
وہ بدگمان ہی اور ہی اوس کو گمان ہے
بس بس معاف کیجیے گستاخیوں کو اب
نرگس کمان ہی اور کمان چشم شوخ شوخ

اس حسن لازوال کا ہو گا زوال کب
کب ہی خرام ناز یہ غنچ و دلال کب
بیوجہ زیب چہرہ ہی یہ خط و خال کب
یہ پیاری پیاری باتیں ہیں بیہ چال کب
کھود تیا ہی وہ لطف یہ رنج و ملال کب
یار بکر گیا میرا وہ قتل و قتال کب
بے بوسہ و کنار ہی لطف وصال کب
عین خطا ہو حسین وہ دینگے مثال کب

باشندگان دہلی سے اور وٹو کیا مثال

یہ بول چال عسکری یہ قیل و قال کب

ولہ

ابروئے قاتل نبی ہر صاف خنجر کا جواب
سک دندان ہیں کیسے سک گوہر کا جواب
نخت دل بیشک ہی یہ یاقوت احمر کا جواب
داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب

لنوک مرگان سے عیان ہی لنوک نشتر کا جواب
اور لب لعین بنا ہی لعل آسمر کا جواب
اشک غلطان ہی ہمارا صاف گوہر کا جواب
دود افغان ہی ہمارا سپر رخ خضر کا جواب

بزم میں گو بادہ گلزنگ ساقی ہو نہ ہو	چشم کینچی ہو کیسی جام و ساغر کا جواب
ہو وے کیا یا جو جسے اعدا سے ہکو فکر کچھ	آہ پر درد اپنی ہے سہ سکندر کا جواب
حق سے کیا بطلان ہوا ہی صاف باطل کا عیاں	کوئی کافر دے رکا جنگ ہمیں کا جواب

کوئی حاسد کوئی اعدا ہینگے یہ اعدا تمام
عسکری کس کس کا دون میں قول اتبر کا جواب

ردیف باریاری

غزل منو

چشم گریان میں ہوے اشک گہرا پسے آپ	رنگ اصدا ف بنے دیدہ تر آپسے آپ
ہیں جلو میں جو یہ رحمت کے فرشتے حاضر	مجھ کو بھیجا مرے مولانے کدھر آپسے آپ
کہتا ہوں میں نل پرداغ کو اپنے ہر بار	آئے ہیں نخل متنا میں فخر آپسے آپ
خود ہوے موئے سیر روز کی مانند سفید	شام میں مل گئی یان آکے سحر آپسے آپ
خط پیشانی میں لکھا ہی کوئی ماہ جبین	مثل گردون نہیں پھر تا مرا سر آپسے آپ

نہ کوئی عرش برین ہی نہ یہ کعبہ ہی کوئی
دل منو د اپنا ہی اللہ کا گھر آپسے آپ

ولہ

کیا احتراز کرتے ہیں غیر و نکلے گھر سے آپ	ڈرتے ہیں میری آہ سہیلج الاثر سے آپ
ایسے ہیں آپ میرے سچا جنگجو	مر جاؤں تو لڑائی کے قضا و قدر سے آپ
کیا ذکر ہی جو تار تصور کا ٹوٹ جائے	گو یا کہ بندھ گئے مرے تار نظر سے آپ

گدڑی شب وصال گذرتا ہوں جانے	دلو ایسے کفن مجھے جیب سحر سے آپ
ہنستے ہو روٹھنے میں مری آہ سرد بر	کھلتے ہو غنچہ بن کے نسیم سحر سے آپ
خود نازکی سے اپنی پریشان ہو گئے	مانند زلف او بجھے ہیں موٹے کمر سے آپ

دنیا سے ہم گذر کے یہ کہتے ہیں ای ملو
جنت میں آسے ہیں نکلا کر سقر سے آپ

غزل عاقل

جد بہ عشق دکھا دیگا اثر آپ سے آپ	دیکھ لینا وہ چلے آئینگے گھر آپ سے آپ
خون عقبی کا نہ تنگی لہر کی کچھ نہ کر	اسنٹھے جاتے ہیں عبث صاحب زرہ آپ سے
ہوتا جس سمت کو ہو قبلہ حاجات مرا	پھرتا دل قبلہ نما سا ہی او دھڑلے آپ
اثر تا نظر بھی نہیں پہنچا اوس تک	کسیلے لکھی ہی اوس گل کی کمر آپ سے آپ
رکھ کے وہ ہاتھ مکر پر بھی چلا ناز سے کب	دل مراد ہڑکے ہی کیوں دو دو پہر آپ سے
محفل غم میں جانا نہیں اچھا جانا	دل مراد کھینا کر دیکھا خبر آپ سے آپ
بیٹھے بھلاے پھنسا زلف میں کیوں دل	تو نے سودائی بلالی ہی یہ سر آپ سے آپ

پیش آیا نہ ابھی حرف فغان ای عاقل
ہوتے افلاک ہیں کیوں زیر و زبر آپ سے آپ

ولہ

مچو چھوڑا کے ناصحا اوس فتنہ گر سے آپ	کرتے جدا ہیں جان کو جسم و جگر سے آپ
کشتہ کریں ابھی مجھے تیرے نظر سے آپ	دھمکتے ہر گھڑی جو ہیں تیغ و تبر سے آپ
حسرت برس رہی ہی جو دیوار و در سے آپ	نکلے ہیں کیا بگڑ کے مزاجان گھر سے آپ

بجلی گراتی پھرنی ہر سارے جہان پر دوری میں بحر حسن کی روئے جو ہم فلک فرماؤ جان من کہ یہ حاضر ہی بیس گناہ او ترک آغسہ تری شرکان کے عشق میں	خالی نہ سمجھیں آہ کو سیری اثر سے آپ طوفان اٹھیں گے دیکھنا اس شہم تر سے آپ کیا حال پوچھتے تھے مرے نامہ بر سے آپ برجھی سی پار ہوتی ہو دل سے جگر سے آپ
---	--

وصف کر میں لکھتے ہو مضمون جو عاقل
خامہ کوئی بنائے غنا کے پر سے آپ

غزل عزیز

وہ چلے آئیں الہی مرے گھر آپ سے آپ ضبط گر لاکھ کروں سوز نہ اقا جانان دل کو روکا جو ترے کوچہ میں جانیسے صنم زلف کو رچھہ ترے دیکھ کے کہتے ہیں سبھی خلعت شب کو ترے رخ نے کیا ہو کافور	جذبہ دل مراد کھلاے اثر آپ سے آپ آہ کے ساتھ میں آتے ہیں شر آپ سے آپ بہہ کے آنکھوں سے چلے نخت جگر آپ سے آپ ملتے ہیں خوب یہاں شام و سحر آپ سے آپ یون ادھٹاتے نہ صنم مرغ سحر آپ سے آپ
---	---

اتنی تاثیر ہی آہوں میں نہیں اپنی عزیز
اونکو ہو درد و الم کی جو خبر آپ سے آپ

ولہ

تشریف لیچے ہیں کسان میرے گھر سے آپ دل میں ہر بھونک دوں جس خاشاک سا جانا رو پوشی ایک بھی تو چلے گی نہ آپ کی کہ دو کا قطع جامہ ہستی کو میں بھی آج	میں توڑتا ہوں سر کو ترے سنگ سے آپ واقع نہیں ابھی مرے سوز جگر سے آپ ملجائیگی دعا مری جا کر اثر سے آپ کتر کے کیوں چلے ہیں مری رہنڈر سے آپ
--	--

نظروں سے کیا گراؤ گے گرد و نہر دیکھ کر
بڑھ کر کہیں ہیں حسن میں شمس قمر سے آپ

کیون یاس وصل یار سے دگوا ی عزیز
واقف ہیں کیا امور قضا و قدر سے آپ

غزل تمیز

تیغ قاتل تری چمکی اگر آپ سے آپ
آہ و نالہ مرا دکھلائے اثر آپ سے آپ
کیون دلا عشق کی تاثیر سے کہتے ہیں
ببلو باغ میں کیا رشک چمن کیا ہے
کمر با کا ترے ناوک میں اثر ہوت تل
موتیوں کو ترے دانتوں سے ہر نسبت بجا
دین و ایمان بھی لیا دل بھی لیا جان بھی لی
جان بلب ہی ترا عاشق یہ زبانی کمیو
پاؤں تک پڑتے ہیں پھر نیکو قدم و حشمتین
سینہ ہو جائیگا پھر میرا سپر آپ سے آپ
وہ چلے آئیں الہی مرے گھر آپ سے آپ
جب میں جاتا ہوں تو کھل جاتے ہیں آپ کے
بہر تسلیم جھکے برگ و شجر آپ سے آپ
مثل خس و خوار کے لپٹے ہو گھر آپ سے آپ
ہونگے قربان جو دیکھیں گے گھر آپ سے آپ
اب پھری جاتی ہو کیون تیری نظر آپ سے آپ
قاصد ا پوچھے مری جب وہ خبر آپ سے آپ
ایجنون کیون نہ پھر گیا مرا سر آپ سے آپ

کچھ خطا اپنی نہیں بال برابر ہی تمیز
زلف بل کھاتی ہو تا مو سے کراپے آپ

ولہ

عاشق کو قتل کرتے ہو تیغ نظر سے آپ
مدت کے بعد آج جو نکلی ادھر سے آپ
لاغر یہ ہوں کہ دیدہ مردم سے ہوں نہان
قاتل یہ گھات سیکھے ہو کس غصہ گر سے آپ
آئے ہو میری آہ کے شاید اثر سے آپ
منظور ہو تو دیکھیں ملا کے کمر سے آپ

جائو ابھی نہ اوٹھ کے سحر کے خطر سے آپ	حسرت سے کہہ رہا ہوں نہ سب صلیب پر
دنرات بحث کرتے ہیں شمس و قمر سے آپ	اس معرکہ میں ہوں کہ میں روز و شب شہید

مجلس میں شاہ کرتے ہو غیر و نکرے رو برو
واقع ہوئے تمیز کے شاید ہنر سے آپ

غزل اخلاص

وہ چلے آئیں الہی مرے گھر آپ سے آپ	لین ہمارے دل مضطر کی خبر آپ سے آپ
پہنچی سینہ پر مرے او کی نظر آپ سے آپ	کچھ ہوا اوس کو محبت کا اثر آپ سے آپ
کر لیا میں نے بھی سینہ کو سپر آپ سے آپ	اوس نے پھینکا جو ادھر تیرے نظر آپ سے آپ
آپ کیون قتل پہ باندھے ہیں کراپے آپ	میں تو حاضر ہوں لیئے ہاتھ میں سر آپ سے آپ
چاندنی پر نکل آیا وہ ستر آپ سے آپ	تھا کچھ نہ لالہ شبگیر کا سیر سے یہ اثر
نہند آئی نہ مجھے تابعدار آپ سے آپ	رخ جانان پہ جو زلفیں تھیں پریشان شبکو
کیا لڑائی ہی ادھر اور او دہر آپ سے آپ	دانت وہ پسین ہیں اور ہم بھی اچھنک رہیں ہیں
آج گھر سے نکل آئے ہو کہ دہر آپ سے آپ	مادر خانہ نہ آتے تھے مری حنا طر سے
کھینچ لیتا ہی مجھے تار نظر آپ سے آپ	ادھری کچھ تو نقاب رخ گلگون کو ہٹا

اک غزل اور بھی اس طرز میں کہدے اخلاص
سب کی ہی تیری طرف مد نظر آپ سے آپ

ولہ

کیا پوچھتے تھے حال مرے نامہ بر سے آپ	غافل تو ہو کے بیٹھے تھے میری خبر سے آپ
کب ہو اخیال جو آئے ادھر سے آپ	الفت یہ دل میں آپ کے آئی کہ دھر سے آپ

<p>کیونکر نہ مثل آئینہ حیرت زدہ ہونہیں بندہ ہوں اک نگاہ محبت کا آپکی سر سے عدو کے رشک کے شعلے نکل گئے جابین نکل مرے دل مضطر کی حسرتیں رکھے کچھ التفات تو باتیں ہوں رات دن خامہ ہمارا تیشہ منہ ما د بن گیا دنیا کا کچھ لحاظ نہ عقبی کا فکری ہے</p>	<p>جلوہ دکھا کے ہوتے ہیں غائب نظر سے زخمی نہ کیجیے مجھے تیرے نظر سے آپ مہدی لگا کے پاؤں میں نکلے جو گھر سے آپ دیکھیں باتفات اگر اک نظر سے آپ جابین جو ہم ادھر سے تو آئین اودھڑ آپ شیریں ہر ایک شعر ہی شہد و شکر سے آپ آنے نظر ہو مجھ کو تو کچھ پیغمبر سے آپ</p>
---	---

نوک مرہ کی چاہیے اخلاص کو غلش

نکلے ہیں آبلے مرے باہر بگرے آپ

غزل عیش

<p>بے سبب یہ نہیں پھرتا مرا سر آپ سے آپ تھا کمان پہلے یہ روشن مرا گھر آپ سے آپ کوئی جانبر نہ ہوا سبزہ خط سے اونکے حسن اونکا نہیں پیری میں بھی زائل ہوگا قتل کیا ہیکو کر دگے جو تھارا ہی ہیرا مال دل میں ہو درد مرے اسلیئے بھرتا ہوں آہ سچ تو یہ کہ فن عشق میں جو ہی مشاق باغ جادو کا اوگاتا ہی جو وہ شعبہ باز لشکر ای عیش کیلئے نہیں ہم احساند</p>	<p>بالیقین کرتے ہیں وہ گشت سفر آپ سے آپ اور کا جلوہ ہی جو تم آئے اویہر آپ سے آپ زہر یہ کرتا ہی بے کھائے ضرر آپ سے آپ شمع یہ وہ نہیں جو گل ہو سحر آپ سے آپ زلف کو دیکھ کے تم جاتے ہو ڈر آپ سے آپ نکلے کب سنگ سے بے صدمہ شر آپ سے آپ او سکو آجاتا ہی ہر ایک ہنر آپ سے آپ خود شجر بڑھتے ہیں پھلتے ہیں ثمر آپ سے آپ عیش و عشرت میں ہوئی عمر بسر آپ سے آپ</p>
--	--

ولہ

فرماتے لطف مجھ پہ نہیں زور و زبر سے آپ مکھ پر پٹلائی رنگ کی ہی خوش نما بہار گھائل کیا تھا کیون مجھے اور رحم کھا کے اب ہر سو خیال آپ کے لیجاتے ہیں مجھے آگاہ ہو گئے میری بُرائی کی کہ نہ سے چاہا اگر خدا نے دکھا دوں گا حشر میں شوخی و خوش خرامی و نادر ادا کے ساتھ میں خاکسار در پہ پھتار سے فتادہ ہوں	میرے ہوئے ہو عشق کے میرے اثر سے آپ با ابر و سدا رہیں اس اپنے زر سے آپ سیتے ہیں زخم دل مرا تا نظر سے آپ واقع نہ ہونگے اس مرے مخفی سفر سے آپ سمجھیں گے عیب کو میرے ہر ہنر سے آپ لینے کو میرے آؤ گے جنت کے در سے آپ خوب آئے بن سنور کے یہاں اپنی گھر سے آپ کھائیں نہ ٹھوکرین مرے اس خستہ سر سے آپ
---	---

در پردہ ساتھ پیش کے ہی ایسی چھٹی چھاڑ
وہ جانے بیخبر ہیں ہنوز اپنے سر سے آپ

غزل عاشق

کیون کشیدہ ہوتی تیغ نظر آپ سے آپ عشق نے جسکے کیا سینہ میں گھر آپ سے آپ ہنستے ہنستے چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ گو کہ اوس شوخ کماندار نے دیکھا نہ مجھے کب نخل قد محبوب میں پستان نکلے کیا ہوا کسنے کے دل کے جگر کے ٹکڑے تنے افشان جبین اپنی دکھائی نہ اگر	اب تو ٹکڑے ہوا جاتا ہوں جگر آپ سے آپ وہ بھی آجایگا آنکھوں میں نظر آپ سے آپ میرے گریہ نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ چمکے گئے دل میں مرے تیر نظر آپ سے آپ سرو میں ہو گئے پیدا یہ ثمر آپ سے آپ خون روتا ہوں مراد دیدہ تر آپ سے آپ ہم بھی مر جائیں گے اب بھوڑ کے سر آپ سے آپ
---	--

شب صلیت تو منائے سے نہیں آتی ہے
سر عاشق پہ بھی اک دن یہ بلا لائے گی
ہو غضب ہجر کی ہوتی ہو سحر آپ سے آپ
دلفن بل کھاتی ہو شانے پہ اگر آپ سے آپ

بند آنکھوں کو جو دنیا سے کرونگا عاشق
دل میں آجائیگا میرے وہ نظر آپ سے آپ

ولہ

کیون بھاگتے ہیں عاشق خستہ جگر سے آپ
دریا پہ کچھ نہیں ہو نہانے سے فائدہ
واقع نہیں ہیں نالہ دل کے اثر سے آپ
فرما میں غسل آج مری چشم تر سے آپ
آئے ہیں راہ بھول کے صاحب کدھر آپ
بچتے ہی رہیے یار کی ترچھی نظر سے آپ
آہو نکار کرتے ہیں تیر نظر سے آپ
آتا ہوں میں ادھر سے جو آئیں دھڑک آپ
شمشیر لیجے ماتھے میں یاں سر کف ہو نہیں
اب تو غزال چشم کے وحشی ہیں سیکڑوں
عاشق ہوئے ہو حضرت دل چشم سرخ پر
شاید ہمارے جذبہ دل کا ہو یہ اثر

عاشق کے قتل کا کوئی مضمون ہو مگر

کیا پوچھتے ہیں حال مرانا میرے آپ

غزل حافظ

بی طرح جوش پہن دیدہ تراپے آپ
آج جنبش نہیں پر شوق سے ہر کہٹ پر
ہو گئے رشک شہر داغ جگر آپ سے آپ
آنکھیں بھرتی ہیں مٹا جانے داپے آپ
دل دھڑکتا ہو مرا آٹھ پہر آپ سے آپ
خشک ہونے لگے جو دیدہ تراپے آپ
چاک کرتا ہی قبا کیون گل تراپے آپ
سرد مہرٹی پریر کی ہو شاید تاثیر
کیا کوئی غنچہ دہن باغ سے ہو نکلا ہے

<p>بچھا بچا نس لئے طائر جانِ عشاق دے اشک کی طرح سے باقی نہ رہا مطلق ضبط مختلف طور سے دلبر کا سراپا باندھو سوزِ شہرِ دل تو ترقی پہ ہی پھر کیا باعث رام ہو جائیگا گردون بھی ہمارا حافظ</p>	<p>زلف پر پیچنے پیدا کیے شراپے آپ اب نکلتے ہیں مرے نخت جگر آپے آپ ہاتھ آجائیگا مضمونِ کس آپ سے آپ کچھ گھٹا پاتا ہوں نالوں کا اثر آپ مہربان ہو گا جو وہ رشکِ قرآپ سے آپ</p>
--	--

نخت و اثر و ن مراجدن کہ پھر گایا حافظ
 وہ چلے آئنگے سید سے مرے گھر آپ

ولہ

<p>کیا شب کو کر رہے تھے مری یاد گھر آپ کا ہیدہ مثل تارِ لفظ ہوں میں غم سے خود میں خود غریقِ بحرِ نداشت ہوں چاہن ہو حکمِ سرِ سبھی کاٹ دوں کیا مال مال ہی ہر آئینہ میں پھرتے ہیں تیرے غزالِ شہم نکلے مریضِ جنس کی حسرتِ شب وصال فانی سے جاودانی میں ایدل کر نیکی سیر ہوں تنگ عشقِ شیرین لبان سے کہ اپنا سر سینہ مرا تھا صدرِ یہ جس کا وہ اب نہیں</p>	<p>آتی تھی دہم دم مجھے چکی سحر سے آپ کیوں روٹھتے ہو عاشقِ مدِ نظر سے آپ تر ہو رہا ہی جامہ تلک اشک تر سے آپ خود تنک ہو رہا ہوں میں اس باہر آپ کیا گور کو پھنساتے ہیں تارِ نظر سے آپ گر دیکھ لو تم آکے مجھے اکِ نظر سے آپ آئے جو اوس طرف سے تو جاؤ ادھر سے آپ فرما دو وار کاٹ لون تیغ و تبر سے آپ دل خود تڑپتا ہی مراد و دو پھر سے آپ</p>
--	---

دین تو گیا ہی حافظا دشمن نہ جانکے ہو
 کرتے ہو ربط کیوں بت بیدا گر سے آپ

غزل عسکری

نالہ دکھلائیگا جب اپنا اثر آپ سے آپ
 نکلی پڑتی ہی جو وہ تیغ دوسرا آپ سے آپ
 آبپاری تری اے سرور وان چاہتا ہوں
 چھوڑنا بال کا تو اوس پہ سراسر ہوں بال
 ہو جو منطو نظر آپ کے تو ہی کچھ لطف ہے
 نارستان عیان تیری ہوا ہی ہم صن
 بے خبر گو کہ ہو وہ اسی دل نادان کیا غم
 میرے رونے پہ وہ کہتے ہیں غضب منہ شکر
 صرصر باد صبا کیا کہ بگو لاہو ہوا
 چرخ کی دیکھیں گے اس چرخ و مہتاب ہم
 جان سے جائیں گدرد شوق شہادتیں ہم

وہ بت سنگدل آویگا دھڑپے آپ
 ملکر ٹپے ہوتے ہیں یہاں سخت جگر آپ سے
 ورنہ سو سکھے گا یہ الفت کا شجر آپ سے
 پیچ کھاتی ہی میشان تیری کمر آپ سے
 نذر دل لاسے ہیں سب اہل نظر آپ سے
 نخل قد لایا ہو یہ تیرا اثر آپ سے
 میرے مرنے کی نہ ہوا کو خبر آپ سے
 خوب بہتے ہیں ترے اشک گہر آپ سے
 شوق جسوقت لگا لیا کہ یہ پر آپ سے
 سوزش دل سے جو نکلیں گے شر آپ سے
 اکوچہ یا رمن ہوتا ہو گذر آپ سے آپ

دشمنو عسکری کا دوست بڑا ہیگا قومی

خیر سے آپ نکالو نہ یہ شہر آپ سے آپ

ولہ

چھوٹو گے فن کہ بخیمہ زخم جگر سے آپ
 ابرو کمان ہی تیر مژہ نیزہ ہی نظر
 مست شراب ناز ہو ذوق کباب میں
 ہی ظلم و جور کا جو گلہ دل سے ہر زمان

دیکھو گے حال میرا جو تار نظر سے آپ
 کرتے ہیں صید دلو وہ کس کس ہنر سے آپ
 اب ربط کیجئے دل حستہ جگر سے آپ
 اٹکے ہو عسکری کسی بیدا کر سے آپ

رویت تافوتانی

غزل بنود

<p>گر ان ہو قبر میں مردے پہ جیسے رسی آ تو نسل روز کئی بلبلون کو ساری آ ہو روز عید سے افزون مجھے پیاری آ وہ خضر ہیں رہ ظلمات ہی ہماری رات حق کی تری زلف سے پہ واری رات مجھے عروس سے افزون بنی پیاری آ مگر نبا کے پی شیشہ میں اوتاری رات کہ دن ہمارا ہر زیر فلک بھٹاری آ</p>	<p>ہوئی یہ ہجر کی مجھ نیم جان کو بھاری آ جو آئی باغ میں اوس مہر کی سواری آ جو رہتے ہیں وہ ہم آغوش شام سے تہج سحر ہر صبح کی آب حیات فرقت میں نثار بدر ہوا و روز روئی روشن پر گمان ستار و نہ زلیور کا ہوتا ہر شبیل خیال کا کل شب بنگل میں رہتا ہی میں ہوشیاری میں کتا ہوں اہل غفلت</p>
--	--

چراغ مہ سے ملو واپ ڈھونڈ لا لگی
ہمارے واسطے فرقت میں بقیاری رات

ولہ

<p>چو متا حزن مدعا قسمت لائی اورنگ و بوریا قسمت تھا مگر او کا نقش پا قسمت مول لیکے باٹتا قسمت مانگتے ہیں مری گد قسمت</p>	<p>لنا تیرا اگر کھا قسمت وصف شاہون کا مجھ فقیر میں وہ جو آئے تو یان نصیب کھلے ہی یہ سودا مجھے کہ ملتی اگر اوس میں خوبی وہ ہر کہ عاریتاً</p>
--	---

	اپنا لکھا تو ہی دکھا قسمت	کھو دیا نامہ برنے خط کا جواب	
	جوہن شاکی مقدر وں کے منور اؤ کو سیری سی دے خدا قسم		
	غزل عاقل		
تو چنے ہجرت رور کے گائی ساری رات کہ شل شعلہ رہی سوز غم سے ساری رات فلک سے مانگ کے تھی لکشا نکو واری رات پڑی جو بام سے وہ تاب رخ بھاری رات عجب شگفتہ یہ دن ہیں عجب ہی پاری رات خیال مصحف عارض سے ہی ہزاری رات اندھیری مردم بیا رکو ہی بھاری رات		جو تھے نرم ہیں منہ کے وہان گزارے ات بھاری لومین یوں ہی شمع رو گزارے ات بھاری زلفون میں دیکھی جو ماہ نے افشان گمان مہر ہوا چاندنی ہو سیلی باز تصور گل عارض سے باغ باغ ہیں ہم بھارے نام سے ہر دن ہیں بکھو لاکھوں کو صبا اوڑا کے نہ لکائے چشم پر گلیو	
	نہ بھولا تا بس سیریا زلف ای عاقل پری کو شیشہ دل میں ہی کیا اوتاری ات		
	ولہ		
ہوتا ہوں تجھ میں خدا قسم ہکو تجھے نہیں گلا قسم ہو گئی اپنی کیا قسم اکیباراوس سے پھر ملا قسم ہی عجب تیرا ما جرم قسم		بکھو دلبر سے اب ملا قسم اپنے ہاتھوں سے اوکو کھو بیٹھنے سیم تن رات کو ملا سے جان جاتی ہی دم نکلتا ہی کیسے فتنہ پہ دل ہو مفتون	

	تجسے کیا ہو مجھے گلا مٹمت	حرف پشانی پیش آیا ہی	
	خوب چھنوائی خاک عاقل سے جو کہ ہونا تھا بس ہوا مٹمت		
<p>نثار چرخ نے اختر کیے تھے ساری رات غضب کی طائر دل پر چلی کٹاری رات جو دیکھے چاند سی صورت قمر تھاری رات کٹی ستارہ شماری مین سب ہماری رات گذرتی روز ہی سولی کی اب ہماری رات ہی آج صبح سے برہم جو زلف ہماری رات ہنیں تھی چادر مہتاب تھی عباری رات بناتھا گیسو سے پیمان عجب شکاری رات</p>		<p>وہ زلف شوخ نے افشانے جب نواہی آ نگاہ ناز نے بل کو دم میں قتل کیا نکل کے ابر سے تا صبح منہ نہ کھلائے خیال خال و غم زلف کیا و بال ہوا فراق قاست بالا مین راست کتنا ہون نکالا چشم فسونہ کرنے بال بال سے بل فروغ رخ سے پڑی گرد غم ہوا اندھیر اوجھ کے مولیو او مین نہ مرغ دل سلجھا</p>	
	<p>غم مژہ خلش جان روز و شب ہر غمیز جگر پہ اترہ چلا دن کو دل پہ آری رات</p>		
<p>اونسے مل یا نصیب یا مٹمت گرچہ یاور ہوئی ذر مٹمت کیا بلا کی ہونا رسا قسمت آزمین شہ و گدا مٹمت</p>		<p>آج ایدل تو آزمائے مٹمت وصل جانان نصیب ہو لگیا ہاتھ آئی کبھی نہ زلف رسا دیکھیں کچھ کس کو وہ بلاتے ہیں</p>	

جلوہ فرما ہی بام پر وہ ماہ وصل کی لاکھ کی ہین تدبیرین ساتھ چھوڑا ہی تیرا وشت مین	آج چکی کمین خد قسمت نہ مٹا پر ترا لکھا قسمت ہو گئی اونپہ مبتلا قسمت
--	---

نکرے غیر سے وہ پیار عزیز شکل ایسی کوئی بتا قسمت
--

غزل تمیز

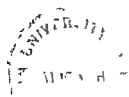
جو ساتھ غیر کے اوشنوخ نے گزار لی آ نہو یہ زلف پریشان و بال چشم صنم چھپایا ابر میں منہ ماہ نے خجل ہو کر	چلا کی سینہ عاشق کے یان کناری رات نشل یہ سچ ہو کہ بیمار کو ہی بھاری رات کہ جلوہ گر وہ رہی چاندنی یہ ساری رات
--	--

فراق میں دل مضطر کا ہی تمیز یہ حال نہ دن میں چین ہو دن بھر نہ نیند ساری آ
--

ولہ

عشق میں ہو کے مبتلا قسمت نہ تو مرتا ہوں اور نہ جیتا ہوں یا نصیب کا وصل ہو مجھ کو کیا ہنسنا تھا جواب میں روتا ہوں ہو رقابت نہ کیوں نصیب مجھے	کوہ ساسر پہ غم لیا قسمت یا رجب سے ہوا جد قسمت ور نہ آجائے اب قضا قسمت تو ہی انصاف کر بھلا قسمت سنئے ہیں اونپہ ہو فد قسمت
---	--

لاکھ عاشق تمیز ہوں اونکے تو بھی دل دیکے آزما قسمت	
--	--



غزل خلاص

<p>کیکی یاد میں تھی دل کو بقیارہی رات کل اوسنے دیکھ لیا تھا نقاب اوٹھکا کے ادھر سحر تک مرے سینہ پہ سانپ لہرائے نشہ میں چو کر کیا مدعی کو سہمنے آج</p>	<p>مثال ماہی بے آب تھا میں ساری رات چلی تھیں سینہ پہ سیرے چھری کٹاری آت صنم نے زلف دو تا اپنی جب سنواری رات مڑہ دکھائیگی جھکو وہ بادہ خواری رات</p>
---	---

کیا ہو وعدہ وصل اوسنے آج ای خلاص
خدا کرے ہو مبارک تمھیں بھکاری رات

ولہ

<p>دے بہت خوب یا خدا قسمت دست قدرت سے اپنے امی لبت دل ہو مدت سے بتلائے قرب ہوں مریض نظارہ جانان ہو مجھے خار خار سیر چین کبھی ہو دوست اور کبھی دشمن</p>	<p>کس سے لگون میں تجھے قسمت گہڑی بن جائے وہ بنا قسمت اب تو اوس سے مجھے ملا قسمت کبھی دیدار تو دکھا قسمت جب سے وہ گل ہوا جہا قسمت ہی عجب تیرا ماجرا قسمت</p>
--	---

کیون نہ ہو شاد شاد یہ خلاص
مہربان ہو جو ملت قسمت

غزل عیش

<p>جو نور رخ سے شب قدر ہو بھکاری رات اوٹھوں بچہ کھری ہو زلف جو سنواری رات</p>	<p>تو داغ دل کی چپک سے ہو دن ہار رات ایسے میں وصل کی صدف سب سد ہاری رات</p>
---	---

ہمیں بلائیں وہ جس روز یا وہ جس شب آئیں	عزیز ہو ہی دن اور وہی ہی پیاری رات
بغیر یا تھا محفل میں قتل کا سامان	چمکتی شمع کی ہر لو میں تھی کٹاری رات
شب فراق کا چھیڑو نہ ذکر رنج مروہ	جو ہم پہ گزری اویسی طرح سے گزاری رات
لگا رہے ہو جو تحریر سہ پر کا جل	ستم ہی کرتے ہو آنکھوں میں تم بھاری رات

لیا ہوا تڑے کا کام ہر مژدہ سے ہنسنے عیش
جب اونکے ہجر میں آنکھوں میں کاٹی ساری آ

ولہ

اور کا دیگا بدل خدا تمہارا	چاہیگی میرا اگر بڑا قسمت
آتے آتے پھرے وہ کتر کے	کیا چلی چال رہنا قسمت
ایسی میری مزاجدان ہی تو	تھا جو بھیاں دلیں کہ قسمت
شکر ہی پھر گئی دعا سے مری	ورنہ لے آئی تھی بلا قسمت
فضل خالق سے ہم نہیں باور	کیون کہیں بار بار قسمت
خوب لیتا خبر بجائے مزاج	غیر آتا میں پوچھتا قسمت
آپ اچھے ہیں خوش نصیب بھی ہیں	میں ہوں کیا اور میری قسمت

عیش جانے خدا ہی اسکو کیا
ہی ہر اک کی جہد اجد قسمت

غزل عاشق

رہی خموشی قیامت کی ہکو ساری رات	یہ تیرے عشق کی کی ہنسنے رازداری رات
تمام دن مجھے رونے سے کام رہتا ہی	لٹھارے ہجر میں تارے گنے ہیں ساری رات

ہو شب کو وصل صنم دن کو سیر باغ ہمیں	عجب بہار کے دن میں غریب پیاری رات
بجائے دید فراق صنم میرے	یہ رودشیر سے کچھ کم نہیں ہماری رات

و فوراً آب سے عاشق بھی یا ترک ہنچا
یہ میرے اشک ہوئے شیم تر سے جاری

ولہ

کیا کہیں ہو برا بھلا قسمت	مر چلے ہجر میں ہی یا قسمت
سراوٹھایا ہی یاد جانا میں	اب تو ہو جا تو رہ نہا قسمت
ٹھوکر وٹنے جو شکرستہ ہوا	یہی لائی تھی کیا لکھا قسمت
رات دن سر کو میں چکلتا ہوں	ہو گئی ایسی جیسا قسمت
دیکھو دنیا اسی کو کہتے ہیں	یاں ہی سب کی جدا جدا قسمت
ہوں کلیسا میں گاہ کہہ میں	رہنے دیگی نہ ایک با قسمت
یا رچیں بر جبین ہوا ہے	اندون ٹھگو کیا ہوا قسمت

مہربان بچھوے وہ ای عاشق
دیکھیے اب دکھائے کیا قسمت

غزل حافظ

نہ آیا وصل میں بھی چین ہو ساری رات	کہ فکر صبح کی چلتی رہی گساری رات
جو یاد آگئی محب کو صنم تمھاری رات	گلی پلک سے پلک بھی نہیں ہماری رات
لگا یا ہجر نے نہ خیر تھا مجھ پہ کاری رات	کہ خون ہر بن مو سے تھا میرے جاری رات
نہ میری منزل دل میں تھے تم نہ گھر اپنے	کہو تو کس جسگاہ پھر تنہی کل گزاری رات

شب وصال میں میں خوش شب فراق میں آج	یہ کیسے شب مری اچھی نہی یا تمہاری رات
تڑپ شر میں ہی ایسی نہ برق زہیق میں	عجب ہی صد نہ فرقت سے بیکاری رات
ہزار شک کہ وہ سنگدل ہوا کچھ موم	زیادہ دیکھی مری جب کہ آہ و زاری رات
بڑا ہی عامل کامل ہی یہ تو پیر مغان	پری یہ شیشہ میں کس رنگ سے اوار رات
اسیر دام ہلا کر دیا دل عاشق	جو اپنی زلف پر نیا دنے سنواری رات

تمہارا قرعہ تقدیر ہی بڑا حافظ
کہ شرط وصل کی پہلی ہی بازی ماری

اولہ

اڈ ہو ٹڈ لاؤن کہاں سے جنت	نہیں ملتا ترا پتا قسمت
کچھ نہ تدبیر پر بھروسہ کہ	پورا کر دیگی مدعا قسمت
خود ہی بلایگا در مقصود	ہوگی جب میری رہنما قسمت
اوسکو تکمیل مجھے پریشانی	یہی قسام نے کیا قسمت
وہ رہن شاہ اور میں غمگین	اپنی اپنی جدا جدا قسمت
کوچہ گردی سے کچھ حصول نہیں	ایکجا بیٹھ آ زما قسمت
کام بن بن کے سب بگڑتے ہیں	ایسی ہرگز ندے خدا قسمت
نالہ لب تک بھی آنکھیں سکا	ہو نہ میری سی ما ر قسمت
اپنی تسکین دل کو کہتے ہیں	تیرا خالق کرے بھلا قسمت
آب و دانہ کا اک بسانہ ہی	لیئے پھرتی ہی جا بجا قسمت
کچھ تو گزر گی جبین سے حافظ	اوس دلا رام سے ملا قسمت

عزل عسکری

عجب تھی پیرنجان سیکدہ کی پیاری رات	کہ محنتب نے اوسی بزم میں گزار دی رات
خیال زلف میں دلشام سے کیوں اوجھے	ہوا ہی کرتی ہی بیجا رہے تو بھاری رات
پتا تو وصل کا دن میں بھی اب نہیں ملتا	کہ ایک زلف ہی کا فرسے ہی سوار دی رات
رہا جو دوش بدوش اوسکے میں تصور میں	تو کیا ہی عیش سے گزری ہی میری رات
وہ وعدہ کر کے نہ آیا یہ ظلم تو دیکھو	کہ تا سحر رہی ظالم کی انتظار دی رات
تم آگے جو سحر کو تو دم گیا کچھ ٹھیر	بنییر آپ کے تھی یاں نفس شمار دی رات
سحر کو غصے گلا گھٹ کے خون چشم بہا	گلے میں تھا جو کوئی پنجہ نگاری رات
اٹھی کیونکہ کٹے گی یہ میری عمر روان	جو دن کو سوز درون ہی تو بھاری رات

یہ دن تو عسکری کا ہے ہی شغل میں مگر

بتاؤ کس طرح کشتی ہو وان بھاری رات

ولہ

شاہ ہو کہ بنا گد قسمت	تخت کی جا ہی ہو یا قسمت
نہ گلے کا ہمارے مار ہوا	خون کرے پنجہ خناتمت
جوش پر ہی جوا شک طوفان خمیز	کچھ دکھاو گی ماجہ قسمت
زلف بچان میں تو پھنسا یا ہی	پچ لائی ہو بر ملا قسمت

سرمین چشم عسکری تھی غضب
کہنے پانی نہ عدا قسمت



ردیف شامثلہ

غزل نمود

<p>یون عدو کا ہو مرے نالہ شکیہ عیث سخت جان ہوں نہیں ہونیکا مرا کام تمام دل کو رہتا ہی تری زلف مسلسل کا خیال ہوں میں وہ تشہ مجھے چاہیے آب کوثر قابل روح سے لہ نہ لڑوائے گا ہو مقدر کا لکھا عقدہ مالا یخسل</p>	<p>پھینکے جس طرح کوئی سوے فلک تیر عیث کھینچتے ہیں وہ مرے قتل کو شمشیر عیث مثل مجھوں ہی بیہ ابستہ زنجیر عیث آشنا دیتے ہیں مجھ کو قدح شیر عیث اب دم نزع عیادت میں ہی تاخیر عیث بنتے ہیں ہوے قلم ناخن تدبیر عیث</p>
--	--

جس شبستان میں کوئی نور محبم ہو نمود
شمع ہیکار ہو اوس بزم میں گلگیر عیث

ولہ

<p>دل ہی یون بقرار کیا باعث ابر رحمت نہ برساگر پس مرگ ضعف پیری میں گلرخ کا خیال روندتے ہیں وہ خاک بھی پس مرگ ای دل خون شدہ وہ کہہ تو چکے صاف اہل زمین ہیں سب مجھے یا داوس گل کی گر نہیں ہو نمود</p>	<p>چشم ہو چشمہ سار کیا باعث نہیں ادڑتا غبار کیا باعث ہی خزان میں بہا کیا باعث ہی یہ دل میں غبار کیا باعث روز کا انتظان کیا باعث ہی فلک کو غبار کیا باعث ہی چین خار خار کیا باعث</p>
---	---

غزل عاقل

<p>ہوتی ہی رو برو تقدیر کے تدبیر عبث کھینچتا کیون ہو دلانا لہ شبگیر عبث کیون گھٹاتا ہی دلا آپ سے توقیر عبث کلینہ سینہ میں ترے ہی فلک پر عبث</p>	<p>کرتے ہو شوق میں کیون شکوہ تقدیر عبث ہی نہ کا کل کی اسیری سے رہائی ممکن شکوہ جو روجھا کو نہ بڑھا اسی نادان کر دیئے زیر زمین تو نے ہزاروں عاشق</p>
---	---

نقشہ دل میں ہی کھینچا یار کا اپنے عاقل
جا کے ہزار دسے کھچواتے ہو تصویر عبث

ولہ

<p>دل ہی یوں بے قرار کیا باعث نالہ زن ہی ہزار کیا باعث ہیں پتنگے نثار کیا باعث ہو گیا دل شکار کیا باعث پھر بھی تکیو ہی عار کیا باعث ہو گیا سردار کیا باعث</p>	<p>چشم ہوا شکار کیا باعث کیا ستا گلوں کو گلیں ہے ہوں میں کس شمع رو کا دیو کون ابرو کمان ہی تیرے لیے جان و دل ہمتو کر کے ہیں فدا باغ میں یاد کا متہ آیا</p>
---	--

چشم ز گس جو واہی عاقل
ککا ہی نظر نثار کیا باعث

غزل عزیز

<p>قیدیے زلف کو دکھلاتے ہو زنجیر عبث عادم صید ہو سے تم ہی زنجیر عبث</p>	<p>کھینچتے کشتہ ابرو پہ ہوشمشیر عبث شائق تیغ نگہ آئے ہیں لاکھوں آہو</p>
---	---

ہم سے برہم ہی تری زلف گرہ گیر عیث	پیچ و تاب دل بیمار کا باعث یہ ہے
پاؤں پڑتی ہی مرے قید میں زنجیر عیث	سر سے جاویگا کوئی زلف صنم کا سودا
بے نفس کہینے ہی مانی مری تصویر عیث	فصل گل ہی ابھی ہاتھوں سے اوڑھی صیث
اب لگاؤ نہیں شمشیر شمشیر عیث	بسل تیغ نگہ پر نہ چڑھاؤ ابرو و ہڈ
بکھیتا ہوں اوٹھیں تحریر یہ پتھر عیث	وہ تو لکھتے ہی نہیں ایک بھی نامہ کا جوا

کیون نہوں گ بسر غم سے شبے روز غمیز
ہم سے رہتا ہی خفا وہ بت بے پیر عیث

ولہ

آئینہ میں غبار کیا باعث	صاف دل ہو نہ یار کیا باعث
نہیں اوڑتا غبار کیا باعث	پھر کیا شہسوار کیا باعث
چہجھ گیا دل میں خار کیا باعث	کبھی شکر گان ہی ہم سے برشتہ
سر ہی گردن پہ بار کیا باعث	تیغ ابرو کا وار ہو گا مگر
گل ہی بلبل کو خار کیا باعث	آگیا ہی وہ گلزار کہیں
گفتگو پیچدار کیا باعث	بکھرے کیوں آپ زلف کی صورت
روتی ہو زار زار کیا باعث	کوئی مہروش پہ ای شبنم
تکتے ہو بار بار کیا باعث	آنکھ آہو کی کیا نالو گے
زلف ہوتا رتا کیا باعث	کشور دل پہ کے لام بند ہا
چشم ہی سو گوار کیا باعث	سرکین کر کے کس کو قتل کیا
لالہ ہی داعن دار کیا باعث	لب زنگین پہ دیکھی کسی مہسی

یاد کس بے وفا کی آئی غمیز
ہو گئے اشکبار کیا باعث

غزل تمیز

<p>پھر اوٹھا یگا یہ صدمہ دل دگیر عبث لائے مقتل میں مجھے وہ تہ شمشیر عبث کب بچاتا ہوں مرے دل کو ترا تیر عبث پھر تار ہوں مثل دلخا پے تعمیر عبث آپ کرتے ہیں عیادت یہی تقریر عبث ایسے دیوانے کو پہناتے ہیں زخمیر عبث</p>	<p>پھر ہوئی عشق کی دل پر مرے تاثیر عبث نیچے نیم نگاہی کے نہیں تیغ سے کم اچکا ندر میں عاشق ہوں تری شرکان خواب میں کب نظر آتا ہی وہ رشک سینا جان بلب ہوں تو زبانی یہی قاصد کیوں ہنجو دی زلف کے سودے میں ہوئی ہونچو</p>
--	--

صورت ببل تصویر تو حیران ہی تمیز
کھینچی اوس گل کی ہی ہزار نے تصویر عبث

ولہ

<p>نہیں آتی ہمار کیا باعث مثل زرمون نثار کیا باعث نہیں ملتا ہی یار کیا باعث پھر تار ہی بقیہ کیا باعث ہی مراد دل نگار کیا باعث کرتے ہیں وہ شکار کیا باعث رہتا ہی انتظان کیا باعث</p>	<p>گلشن تن ہر خار کیا باعث تیغ قاتل اگر عروس نہیں خانہ دل میں یہ تحبس ہے جذبہ شوق سے دل نادان کسی قاتل کی تیغ ابرو سے دل وحشی اگر نہیں آہو دیدہ و دل کو رات دن اوسکا</p>
---	--

<p>آنا ہو تجھ کو پیار کیا باعث اب تک ہی خار کیا باعث اب ہمارا مزار کیا باعث</p>	<p>اوس دل آزار پر دلا ہر دم چشمِ سیگون کو خواب میں کیا موردِ رحمتِ الہی ہے</p>
<p>کاہشِ غم بھی تو نہیں ہی مٹیں جسم ہی مثلِ خار کیا باعث</p>	
<p>غزلِ خلاص</p>	
<p>نگہ کافی ہی مرے قتل کو شمشیرِ عبث نیمِ بل ہی رہا یہ ترا پنجیرِ عبث کہ ہدف سے کوئی گزرا نہ ترا ہیرِ عبث جسکو بیت نہیں اس سے وہ پہلے پیرِ عبث کیسیا ہو اس سے اور نسخہ اکسیرِ عبث</p>	<p>زلف کافی ہی مری قید کو زنجیرِ عبث مار کر تیر نظر پھیر لیا منہ صیا د سرِ آلودہ وہ آنکھیں ہیں تری او ظالم حضرتِ عشق کو مرشد ہی سمجھتا ہوں دلا تو کرے لطف کی جس پر نظر ای بندہ نواز</p>
<p>خاکسار و نئے ہی اخلاص ترا عالمگیر تیری تعظیم بحسبِ مری تو قیرِ عبث</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>کیون مرے نگسار کیا باعث کھو دیا اعتبار کیا باعث مجھے اے گلزار کیا باعث دیکھے دل کو خار کیا باعث میرے پروردگار کیا باعث</p>	<p>مجھے کیون ہو فرار کیا باعث اپنی باتوں سے تو نے آپ اسی بار بیوفا ہو کے منہ کو پھیر لیا آئی پہلو میں میرے صورت گل اوسکی صورت نظر نہیں آتی</p>

مکجو حیرت ہو اور وہ تکتا ہی	ہوں میں آئینہ وار کیا باعث
کھو دیا عاشقی میں حضرت دل	تمنے اپنا وقار کیا باعث
ای صبا جا کے تو ہی سمجھالا	مجھے روٹھا ہی یا کیا باعث

تیرا اخلاص تو ہی عالمگیر	ہیں عدد و دستہ دار کیا باعث
--------------------------	-----------------------------

غزل عیش

لائی ہستی میں عدم سے ہمیں تقدیر عیش	طفل سے ہو کے جوان اب ہو سے ہم عیش
کیا یہ سرنہ تھا اشکو کے گہر کا مرے ہار	پہنے آئے ہو جو تم سو نیکی زنجیر عیش
چہین جبیں ہو کے نہ ابرو سے ملاؤ ابرو	کیوں لڑاتے ہو شمشیر سے شمشیر عیش
ہو گمان تیغ برہنہ کا زبان پر مکجو	آپ ہیودہ جو کرتے ہو یہ تقدیر عیش
ہو جو خوشنودی حق مد نظر اسلئے ہی	آگے تدبیر کے میری مری تقدیر عیش

عیش اس میں نظر آتی ہی ہمیں شان خدا	صفحہ د ہر پہ کب ہی تری تصویر عیش
------------------------------------	----------------------------------

غزل عاشق

چشم جادو میں ہی یہ سرمہ کی تحریر عیش	دل مسخ کو بھی کرتے ہو تسخیر عیش
بہل تیغ تبسم ہوں بھلا اے قاتل پہ	کب کشیدہ ہی ترے ابرو کی شمشیر عیش
بستہ کا کل پہچان ہوں بہت مدت سے	مکجو پہناتا ہی حداد یہ زنجیر عیش
جذبات شوق شہادت سے بہت ہوں بیتا	قتل کرتے میں مرے کرتے ہونا خیر عیش
دام کیو میں مقید ہیں ہزاروں بے لیل	طاہر دل کے پھنسانے کی ہر تدبیر عیش

لب پہ دم آگے سپدن نیکل جاویگا بتلا اوس پہ نہ ہو جائے کوئی راز شاس کی جبین سائی تو وہاں روزن در بندہ بستہ کا کل چپان پہ ترحم کیجے آجکل دیکھو تو آثا رقیسات کی بنا جا کے اوس ترک کی فتراک سے لٹکا ہوتا	بوسہ دینے میں کیا کرتے ہوتا خیر عیث لئے پھرتا ہی دلا یا ر کی تصویر عیث آگے تقدیر کے ہی رخنہ تد بیر عیث کھولتے آپ ہین اب زلف گر گہیر عیث منعمون کرتے ہو اب دہر میں تعمیر عیث اب تڑپتا ہی پڑا اسی دل نخب عیث
---	---

ہو فقط خنجر ابرو کا اشارہ کافی
قتل عاشق کی کیا کرتے ہوتا عیث

ولہ

نہیں ملتا وہ یار کیا باعث نشہ سے یار کو تو نفرت ہی تیغ ابرو نہیں ہر گراونکی گر نہیں ہو وہ یار عکس فکں خون روتی ہی دم بد قلم تل	دکو ہی اضطراب کیا باعث چشم ہی چرچسار کیا باعث ہر مراد لنگار کیا باعث دل ہی آئینہ وار کیا باعث نگہ انتظار کیا باعث
--	---

روے شاید وہ خاک عاشق پر
نہیں اوڑتا غبار کیا باعث

غزل حافظ

ہونہ تقدیر جو یا ورتو ہی تد بیر عیث تھا فقط جنبش مژگانے مراد دل غزل	نقش و تقوید عیث عامل تسخیر عیث تو نے سینہ کو بنایا ہفت تیر عیث
--	---

<p>اوسنے بھیجا ہوں نہ بھیجیگا جواب نامہ جب کوئی عرض میں کرتا ہوں تو یوں کہتی ہیں کہیں بچے میں ہی اگر ناز کے عاجز نقاش جس کے نزدیک نہیں آپ کا کچھ عرو و وفا جائیگا سر سے نہ سودا کبھی اون زلفوں کا جستجو چاہیئے خاکِ مہمانان کی تادم مرگ نہ باز آؤنگا میں الفت سے آج کا کام نہیں چاہیئے کل پر رکھنا</p>	<p>کیون کریں اوس بت بے پیر کو تحریر عیث آپ ہم سے نہ کیا کچھ لقمہ سریر عیث تو نہ کچھ اٹینگے ہم یار کی تصویر عیث اوسکی کیون کرتے ہو تم غمت و تو عیث چارہ گر پاؤں میں پہناتا ہی زنجیر عیث ای مہوس تجھے ہی خواہش اکسیر عیث آپ دلواتے ہیں اغیار سے تعزیر عیث وعدہ وصل میں تم کرتے ہو تاخیر عیث</p>
--	---

صحف رخ سے کرو چشم بصیرت روشن
حافظا پڑھتے ہو دلائل کی تفسیر عیث

ولہ

<p>سچ تو کہ مجھ سے عار کیا باعث قاصدا جلد جا خبر تو لا لا لا خشک لب پہرہ زرد آہ ہر سرد کسی ہی یاد تو جو رہتا ہی ڈ بن گیا غیرت پر طاؤس کر دیا پنجہ جنون نے آج</p>	<p>اور غیر و نئے سپا کیا باعث اتک آیا نہ یا کیا باعث چشم ہی اشکبار کیا باعث استدر بے قرار کیا باعث یہ دل داعن دار کیا باعث پہرہن تار تار کیا باعث</p>
--	---

رام اک بت کا ہو گیا حافظ
مسا پر ہیز گار کیا باعث

غزل عسکری

ناز ہی سنگ دلی پر بت بے پر عبث
ہوا شکر گانکے خدنگوٹے تو سینہ غریب
جائیگی نالہ کی میرے نہیں تاثیر عبث
آپ آراستہ کرتے ہو تیرے عبث
خون عالم کا غضب و ستم ابرو سے ہوا
نہیں قاتل یہ ترا جو ہر شمشیر عبث
دل سودا زدہ کیون زلف کو چھیرا اوکی
کہیں ہوتا ہی بھلا خانہ زنجیر عبث

عسکری روزِ فروز جن خدا داد ہر وہ
آپ حیرت سے بنے دیدہ تصویر عبث

ولہ

ہو خفا مجھے یا کیا باعث
آہ سوز ان نے کسی بھوکا ہی
امی مرے راز دار کیا باعث
دل سے نکلے شہر کیا باعث
گر وہ گل پیر ہن نہ آیا نظر
جامہ ہوتا رتا کیا باعث
کسی شکر گان ہوی غل انداز
دل میں ہو خار خار کیا باعث
ہمکوساتی ہی ناگوار کیا کیون
بادہ خوشگوار کیا باعث
یاد نے کسی بقیہ دار کیا
نہیں تاب و قرار کیا باعث

عسکری رک گیا ہر قاتل
خنجر آبدار کیا باعث

ردیف چیم تازی

غزل نمود

ساکہ جو ہن نہیں او نہیں رہبر کی حجاج
جیسے نہیں ملک کو پیر کی احتیاج

وصف اس پہ حسن کی افشاں کیے میں لکھوں اک شعلہ رو کے عشق میں جلتا ہوں اہن	گر ہوز میں شعر کو اختر کی احتیاج پہلو میں جاے دل ہی ہند ر کی احتیاج
روضہ ہوش تاج مرصع سمر مزار ہین سخت روسیہ جو ہین دولت کے خوشگاہ	ہی بعد مرگ بھی مجھے افسر کی احتیاج نگ محک کے واسطے ہوز ر کی احتیاج
ہی بھیجنا جو اس بت بدکیش کو پیام	جائے پایا ہر ہی پیمبر کی احتیاج

کہتی ہو یہ زمین کسی کوچہ کی امی نمود
ہوں آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

ولہ

کیا جلوہ نمایان و نہین رشک قمر آج بے داغ دیئے مجھے ملاوہ گل تر آج	خورشید قیامت ہی ہر اک داغ جگر آج یہ پھول گے نخل تنہا میں شر آج
باندہا ہو تصویم جو مضمون کس آج کچھ دیکھی نہ غاک کے ہاتھوں کی صفائی	ہو مو سے بھی باریک مراتا رنظر آج میں کوچہ قاتل میں گیا سینہ سپر آج
یان خانہ تن ناوک غم سے ہے شبک کل آئینہ رویوں کو دیا چھوڑ وطن میں	کیا اوسنے وہاں بند کیئے روزن آج حیران ہوں جو غربت میں دکھا ماہ صفر آج
ہوتا ہی وفا وعدہ فردائے قیامت	کوئی تو سنا دے یہ مجھے کل کی خبر آج

خط اچھے پر یہ دو کو نمود آپ نے لکھا
کنکھیں نہ کہیں حامل مکتوب کے پر آج

غزل عاقل

حاجت نہ تخت کی ہو نہ افسر کی احتیاج	دل کو ہی یہ سے عشق پیمبر کی احتیاج
-------------------------------------	------------------------------------

<p>خانہ بدوش کو نہیں کچھ گھر کی احتیاج قاصد کی فکر ہو نہ کبوتر کی احتیاج روئے قمر کو کب ہوئی زیور کی احتیاج افسوں کی قدر ہو نہ ہی منتر کی احتیاج پہل کو کب ہوئی نہ گل تر کی احتیاج</p>	<p>کو چہ میں تیرے سکن عاشق ہوا ہی صنم نامہ ہمارا یکے صبا جاہلیگی و مان مفتون ہوسا دگی پہ پاری کیون جہان افعی زلفت یار کھلاتے ہیں ہاتھ پر دل کیون نہ ہوائے گلشن کوئے حبیبین</p>
--	--

عاقل نہ بوس لب جانان ہوا نصیب
گو حد سے بڑھ گئی دل مضطرب کی احتیاج

ولہ

<p>ٹھیرا ہی میرا قتل جو وان مد نظر آج گیڑی ہوئی چتون ہو خدا خیر تو کیجو طوفان بپا ہونگے یہاں نوح سے لاکھوں ہمراہ ترے تیرو نکلے دل اوڑ گیا قاتل سر رکھ کے مراد ارپہ قاتل یہہ پکارا خود جاتا ہی اوڑتا ہوا حیرت ہے جانکو بار نظر خلق سے چکے ہو خط رہے عفتا کی صفت ہو گئے قرطاس و قلم گم برسات ہی پرساتھ نہیں جس سے لے آئے</p>	<p>قاتل میں خدا کرتا ہوں خود کاٹ کے گرن بے طور نظر آتی ہی قاتل کی نظر آج آیا ہی مرا جو شمع جو دیدہ تر آج مرغ دل بے پر کے لگے خوب ہی پر آج لایا شجر خشک ہی الفت کا مشر آج قدرت کے لگے ہیں مرے مکتوبین پر کج اللہ ہی بچائے تو بچے اونکی کس آج تحریر لگا کرنے جو مضمون کس آج بی طرح لگا تا ہی جھڑی دیدہ تر آج</p>
--	--

ابرو کے قرین خال قیامت ہوا عاقل
مخشر یہہ بپا کرتی ہی شمشیر و سپر آج

غزل عزیز

سودائے زلفین نہیں اب سر کی احتیاج ہو لعل چھوڑ کر لب دلبر کی احتیاج جوش ہوس بدولت وصل صنم ہوا عزم سفر کیا ہو سوکے کوئے بیوفا کہتے ہیں ابرو ان خمیدہ چڑھا کے وہ سارا دماغ نکمت گیسو میں ہو بسا یہ جانگی اوڑا او سے بے پروائے شوق چھپک کے داغ تار و نسے عارض کیم نہیں کر کے شہید جلد سبکہ و شش کیجئے	ابر و ہلا دو کچھ نہیں خنجر کی احتیاج دندانہ دانت ہی نہیں گوہر کی احتیاج بڑھتی ہو مال و زر سے تو نگر کی احتیاج برائے یا خدا دل مضطر کی احتیاج ہکو نہیں ہو تیغ دوہر کی احتیاج حاجت نہ شک کی ہو نہ عنبر کی احتیاج نامہ کو میر سے ہو نہ کبوتر کی احتیاج ہو کب سپہ حسن کو اختر کی احتیاج بارگراں ہو تن کو نہیں سر کی احتیاج
---	--

ہم مست جام دیدہ مخمور ہیں عزیز
مینا سے ہو غرض نہیں ساغر کی احتیاج

ولہ

اوس ہرنے دی زلف ہٹانے سے اگر آج آنکھوں میں پلٹ جاتے ہیں اگر مرے گھر سے منظور ہو داغ دل عاشق سے گھٹانا دل لیکے چلا تافانہ حسرت و ارامان اللہ ری خوشی آپکو میں بھول گیا ہوں نکلا ہی پڑے ہو نہیں دم لیتا ہوں خنجر	بولین گے سر شام ہی مرغان سحر آج کس مردم بد بین کی لگی او کو نظر آج آئے وہ لکے ہاتھ میں طاؤس کا پر آج کس دھوم سے ہوتا ہی مسافر کا سفر آج مدت میں ہوا کو چہ جانان میں گذر آج کس مرگ رسیدہ پہ بندھی او کی کمر آج
---	--

کھولے ہوئے زلفیں وہ کہیں آئے سر با کے اثر ہجر سے ہیں تفسر قد پر داز کیا چھوڑینگے بے قتل کیے یہ مجھے قاتل سودائے محبت کا خریدار تو ہو لے	پھندوں میں پھنسا جا کے مرام غنظر آج سرا ج بدن آج یہ دل آج جگر آج تل آج مژہ آج ادا آج نظر آج میں پتیا ہوں ایک ادھر تری سرا ج
--	--

تا بزم ستم ہو جو عزیز اپنی رسائی
سمجھوں کہ ہوا آہ رسا میں بھی اثر آج

غزل تیسرا

ہو شعلہ رو کے عشق میں مجھ کی احتیاج سینہ پہ ہوں میں نہیں قاتل کے سامنے کرتے ہو قتل لاکھوں کو ابرو کی تیغ سے موئے مژہ کی نوک خلش دل میں کر گئی آئین جو خوشخرامی سے ہمد وہ بزم میں ساتی شراب خواروں میں کر دی تو خور	سوز درون سے ہو گئی آہ کی احتیاج خود و سپر زرہ کی نہ بکتر کی احتیاج شمشیر سے غرض ہو نہ خنجر کی احتیاج پھر ہو خدنگ یا کر کو کیا پر کی احتیاج تاشر ہو کسی نہ محشر کی احتیاج مدت سے ہی مجھے جو آہ کی احتیاج
---	--

دکھلائیں اونکار وے عرق ناک کی تیز
بلبل کو ہی چین میں گل تر کی احتیاج

ولہ

آیا مں نحوست کے گئے میرے گزر آج حاشق کو ہوا بجان کے جانیکا خطر آج دکھلایا تری زلف پریشان نے اثر آج	مدت میں بخومی نظر آیا وہ سرا ج پھینکے ہی وہ پیہم جواد صریر نظر آج اس نفست کے سود میں ہوا ہکو ضرر آج
--	---

کیون خیر تو ہوا تھے ہیں جو آپ ادھر آج کیا حسن ہتھارا ہو کہ ہیں محو مستاشنا وہ من سے لگا تیرے مرا خون شہادت کیا حال ہوا تیرا دل اسوز درد سے تھا حال دگر گون ترے پیار کا لیکن	کیا قصد ہو جاتے ہیں کہاں لہر کہ صبح کھل حور و ملک دیو و پری جن و بشر آج ہرگز تو مرے قتل سے قاتل نہ مگر آج باہر نفس سردین آتے ہیں شر آج پوچھی بھی نہ قاصد نے ترے میری خبر آج
---	---

دیکھیے کہ قیامت ہیں تمیر آپ کے نالے
پر آپ دکھائیں مجھے آہوں کا اثر آج

غزل خلاص

رخ سے غرض نہ زلف مغنبر کی احتیاج بر لا کر یم بے کس و بے پر کی احتیاج جنت کی آرزو نہ غلمان و حور کی پیر مغان سے بادہ گلگون نہ لیجیو ہا نوکہ شہ سے لیجیو فصاحت و فصا دل کھڑے جگر ہو اور گریبان ہو تار تار لکھا ہوا ہی کاتب قدرت کا ہاتھ پر آرام سے زمین پہ نقش قدم کی طرح	سنبھل کی آرزو نہ گل تر کی احتیاج مچکو تو تجھ سوا نہ کسی در کی احتیاج گر ہو تو اپنے نور پیہر کی احتیاج اسی دل اگر ہو ساقی کو شر کی احتیاج رکھنا نہیں جنون مرا شکر کی احتیاج کیا جانے کوئی اس دل مضطر کی احتیاج دیکھو اسے نہیں کسی دستر کی احتیاج تکلیف کی احتیاج نہ بستر کی احتیاج
--	--

اخلاص اب سخن کے بہت کم ہیں قدردان
ہوتی ہی قدردان کو سخنور کی احتیاج

وہ قتل پہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں مگر آج	میں شوق سے قدموں پہ رکھے دیتا ہوں آج
وہ یوسف ثانی مرے گھر آئے پھر حیف	اور مجھ کو رقیبوں نے یہ دی کل کی خبر آج
کس شوخ کے شب تیر نظر دلیں چھبے ہیں	کر دٹ نہیں لینے دی مجھے تابہ سحر آج
ایو باد صبا کیسوی کوئی دم کا ہو مہمان ہوا	کوچہ سے جو دلدار کے ہوتیرا گذر آج
اس عالم فانی میں تغافل نہیں لازم	کچھ سوچ سمجھ کل کے لئے نفع و ضرر آج

اخلاص غنیمت ہے کہ ہر چشم یہ اپنے
دو چار جو بیٹھے ہوئے آتے ہیں نظر آج

غزل عیش

ای تیغ زن ہو اسلیئے پھر سر کی احتیاج	ہی بعد قتل جو تری ٹھوکر کی احتیاج
کب ہی بجز تجھ بت کا سر کی احتیاج	سودا نہیں مجھے جو ہو پتھر کی احتیاج
قالع وہ ہوں میں دانہ شبہم ہو در مجھے	سنگ نہیں ہے کچھ ترے گوہر کی احتیاج
گکڑین نہ آپ مجھے پر زباد سکے نام	کب یہ کہا کہ ہو کوہی دلبر کی احتیاج
خلوت ہوا ونسے ایسی جگہ تانہ اگر کوئی	حیران ہوں ہو خانہ بے در کی احتیاج
ایسا نہیں ہو کوئی دلائے ہماری یاد	سنستے ہیں وان ہو سند کا بے زر کی احتیاج

ہو وے نہ زہرائی گیسو کا جواثر
انہی عیش کچھ کھا کہ ہر نتر کی احتیاج

ولہ

گھر سے وہ پھر سے میرے تو پھر نے لگا کر آج	کچھ ایسے گئے دیکھے ہیں در دگر آج
حیران ہوں میں اوس خیمہ صفائی عجیب کی	جمتی نہیں جا جا کے پھسلتی ہے نظر آج

<p>طاہر ہو شب وصل کی ہرگز نہ سحر آج آنسو مرے بن بن کے نکلتے ہیں شر آج لگ جائے تھیں دیکھو متھاری نہ نظر آج یوں کہیںچدے گراؤنکی تو تصویر مگر آج پہرا خم گردن یہاں وان اونکی مگر آج</p>	<p>ہو مجھ کو یقین یہ کہ اگر سحر میں کر دوں بھڑکانی ہو دل میں تپش ہجر نے وہ آگ ہنس ہنس کے نہ آئینہ میں تم حسن کو دیکھو مانی تھے جب ماین نہوں قرق سرو انگشت نامثل مہ نو کے ہیں دونوں</p>
--	--

اڑتے ہوئے اسی عیش نگاہوں کے جو تیرے
اوس شیم کی گردش سے کھلے اونکے ہیں پر آج

غزل عاشق

<p>سکن کا ہی خیال کچھ گھر کی احتیاج کشتہ ہوں آجکل ہی مجھے زر کی احتیاج خواہش ہی باغ کی نہ گل تر کی احتیاج ہوں آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج حاجت ہی باز کی نہ کبوتر کی احتیاج کشتی کو اپنی کب ہو سمندر کی احتیاج اوس بحر حسن تک نہیں رہبر کی احتیاج کاغذ کی ہو ضرور نہ مسطر کی احتیاج فضا دمجھ کو کچھ نہیں نشتر کی احتیاج کیونکہ نہ ہووے مجھ کو پیہر کی احتیاج</p>	<p>خانہ بدوش ہوں یہی دلبر کی احتیاج اک سمیتن کے عشق میں سیما بے اہوں پیش نظر مری چمن حسن یا رہے افشان کو اوکی دیکھ کے آئینہ بول اٹھا نظروں سے تیری طائر دل ہو چکا شکار دریاے اشک لہن ہر ذرات موج زن پہنچا یگا بہا کے مرا مجھ کو سیل اشک تصویر یا رخ و ورق دل پہ ثبت ہے نود اہی ملین جنبش مرگان یار کا ادنی سا اک غلام ہی اوس روح پاک کا</p>
---	---

عاشق کلام اپنا تو خود سن بگوش بن
معجز بیاگو کب ہی سخنور کی احتیاج

ولہ

جان دیتے ہیں قہر میں ہی اوگل ترک	اس گلشن ہستی سے ہی بلبل کا سفر آج
ہو چل کی شب تھوڑی سی ہوگی نہ سحر آج	زلفوں کو ذرا کھول دے ایجان اگر آج
دل چیر کے پہلو سے وہ کب لگیا قاتل	رہ رہ کے ستا تا ہی مجھے درد جگر آج
سودے میں تری زلف کے ایسی فانی	بازار میں ہم بیچتے ہیں اپنا ہی سر آج
زخمی تجھے کل کر کے قاتل جو گیا سقا	پھر دیکھنے آیا ہی دلا جرم جگر آج

عاشق کے تو ہی نام سے اوس شمع کو نفرت
محفل میں نہ پروانہ کا ہو جائے گذر آج

عزل حافظ

الماس کی نہ در کی نہ گوہر کی احتیاج	ہو خاک آستانہ دلبر کی احتیاج
جسکو بھٹا راسا یہ دولت پسند ہی	اوسکو نہیں ہی تاج سکندر کی احتیاج
رونق فرا جو بام پہ ہوں آپے قہر شام	عالم کو پھر نہ ہو سر الفور کی احتیاج
زخمی جو ہو گیا تیری ترچھی نگاہ سے	اوسکو نہ تیغ کی ہو نہ خنجر کی احتیاج
تیری نگاہ دست کا طالب ہوں ساقیا	مجھ کو نہیں ہی بادہ و ساغر کی احتیاج
دو تین دن سے دیتی ہو تکلیف ہر طرح	شاید رگ جنون کو ہو شتر کی احتیاج
ہو دل میں جسکے عشق آہی کا اشتیاق	نے مال و جاہ کی نہ اوسے زر کی احتیاج
سرشار جو ہیں نشہ وحدت سے ساقیا	ہرگز نہیں اونھیں مگر احمر کی احتیاج

یجا بھی صبا مرے نامہ کو حافظا
مجھ کو نہیں ہی پیک و کبوتر کی احتیاج

ولہ

عشاق کی آتی نہیں کچھ خیر نظر آج منہ سے مرے ہر لفظ نکلتے ہیں شر آج تہنا مجھے تم چھوڑ کے جاتے ہو کہ ہر آج ہم مشکل نظر ہو گئی لاریب کس آج جلد سیبہ جدا کر دو مرے دوش سے سر آج دل کو نہیں میری نہ مجھے دل کی خبر آج آتش سے بھرا ہی ترایا قوت جگر آج کر جائیگے ہم عالم فانی سے سفر آج ہی صورت نہیں بانگ تری مرغ سحر آج وہ راحت جان خود دیکھو آیا مرے گھر آج ہم شوق سے ہو جائیگے غم دینہ سپر آج	شمشیر دو دم کرتے ہیں ہریب کمر آج مجسوس ہوا نالہ سوزان کا اثر آج رہنا نہیں منظور تو کاٹو مرا سر آج موجود ہی لیکن نہیں آتی ہر لفظ آج ای جان ہجان کچھ نکر و خون و خطر آج جانسیہ دلارام کے آئی یہ قیامت سینہ سے لگا کر مجھے وہ مشوخیہ بولا آنا ہی تو آجاؤ ورنہ کوئی دم میں ہیما شب وصل ہوئی صبح قیامت احسان خدا طالع خفہ ہوا بیدار تیغ نگہ ناز سے حملہ تو کریں وہ
---	---

سیب ذقن و پستہ لب کے دیئے ہوئے

حافظ کو ملا نخل محبت کا مثر آج

غزل عسکری

ہوتی نہیں ہر ماہ کو اختہ کی احتیاج جان باز کو نہیں ہر ترے سر کی احتیاج کب مرغ دل کو ہر مرے شہر کی احتیاج ہوتی ہی خبر و کو نہ زیور کی احتیاج	اوس رشک مہر کو نہیں گوہر کی احتیاج اہر و کی تیغ کا ہی کوئی ہاتھ صاف ہو آندھی بھی اوسکی تیزی پر داز سے ہو گز گہڑے بھی حال پر تو وہ بنتے ہیں شکل خوب
--	---

<p>کہتا ہو شوق نامہ بر یا کر مجھے اس شک کی تو بو ہو خطا و ختن تک قاتل ذرا تو ابروئے پر خم کو دے ہلا عادی جو رک دیا احسان کیا بڑا ہو سیر دیکھنی اونھیں برق طہیدہ کی ہی چشم چشمہ اپنی تو سینہ بھی دشت ہو</p>	<p>با و صبا کی ہونہ کہوتر کی احتیاج ۛ ہی زخم دل کو زلف معنبر کی احتیاج یعنی گلو کو ہی مرے خنجر کی احتیاج ۛ ہو دل سے کیون نہ ایسے سنگر کی احتیاج پھر ہوئی ہو اس دل مضطر کی احتیاج ہکو نہ بھر کی ہونہ کچھ بر کی احتیاج</p>
--	--

صدمون نے عسکری کیا تحلیل اور ضعیف
لیکن ہمیں ہی شوخ سمن بر کی احتیاج

ولہ

<p>قاتل نے کری تیغ ستم زیب کمر آج آرایش سرمہ جو سرمہ شام ہو ہی مکڑے مرے دل کے جو ہوئے شل کٹا خون تکو بھی خیر عاشق شیدا کی ہو اپنے پستان پہ چلا ماتھ جو میرا تو کسا یہ طوفان اوٹھائے ہیں رقیبوں نے یہ کیا کیا شرمندہ لب لعل سے ہی لعل میں ہم قربان ہو اطلع بیدار کے اپنے شب کو نئے حسرت زدہ کے گھر میں لبر کی عناقے خیال آپ کا دیکھیں گے دلاہم</p>	<p>مردوم ہی تن پر نظر آ جائیگے سراج شاید کہ ملیگا کوئی منظور نظر آج دیکھا ہو مگر اوسنے کوئی رشک قمر آج سننے ہیں کہ ہو اوسکا بہت حال گر آج الفت کا ملا آپ کو بارے یہ ثمر آج بے شہرہ ڈبو دیں گے مجھے دیدہ تر آج بے آب کیا ہو ترے دندان نے گھر آج دربان کو جو سوتے ہوے پایا سرد آج پڑ مردہ جو تم آئے ہو گھر وقت سحر آج ہاتھ آئے اگر آپ کے مضمون کمر آج</p>
---	---

ہو یاد نے کس شعلہ روش کی ہمیں بھونکا
وہ مہر وہ اشفاق وہ الطاف نہیں ہیں
آہوئے فزون نکلے ہو جودل شکر کی
آتے ہیں ہیں طور ہی کچھ اور نظر آج

بی طور سا ہی عسکری کا حال پریشان
اکی جان جہان تھے نہ لی او کی خبر آج

ردیف حارِ حلی

غزل مہود

ہجر جانان تک نکلتی ہو روح
آتے دم رکتے ہیں گروہ راہ میں
چلتے چلتے یاں اٹک جاتی ہو روح
ہوتا ہی جب شمس رویہ کا خیال
موم کی صورت گھل جاتی ہو روح
ہو رقابت تن سے اپنے اس قدر
کوئے جانان میں بچل جاتی ہو روح
مرتے ہیں اک جان جاں کشق میں
غم کا بھی جو ہر بیان کھاتی ہو روح
چھپتی ہوتی میں جو میرے قوت نزع
آسمان پر جاتے شرماتی ہو روح

کیا صفا سے قلب و باطن ہی مہود
آمد و شد میں بھسل جاتی ہو روح

ولہ

عروج میں بھی جو رہتا ہوں خاکسار کی طرح
شرہ پہ دوڑنا طفلانہ کھیل سمجھے ہیں
خطِ حسین نہ لکھا ہو خطِ غبار کی طرح
بزرگ لالہ کھلے داغِ اشک پیری میں
یہ طفل اشک ہیں طفلان فی السوا کی طرح
خزانِ جن میں مرے آئی ہو بہار کی طرح

جنون میں تنگ ہوں جینے سے مثل اہل سفر بزرگ تیغ کشیدہ جو شاخ گلبن ہے ہر اک کی حسرت مردہ ہی زمین فون ہے نشان ایک ہی کافی ہو نامہ بر کو مرے	کہان بہشت میں وسعت ہو کوے یا کر طیح چمن میں سرو ہی بے یار مجھ کو دار کی طیح ہو دشمنوں کا مرے سینہ بھی مزار کی طیح نہیں ہو کوچہ دو عالم میں کوئے یا کر طیح
--	--

ہو اوس گلی کا مجھے شوق باز دید نمود
کہ نقش پا ہو جہاں چشم انتظار کی طیح

عزل عاقل

یاد میں اوس گل کی گل کھاتی ہو روح روضہ رضوان میں جب جاتی ہو روح غنجہ لب کو جب نہیں پاتی ہو روح قاصد اکنا کہ اوس عشق کی آج دیکھ کر دست خالستہ ترا اوٹھ کے پہلو سے گیا وہ شمع و آخری دم ہو ذرا آدیکھ لے نزع میں بھی ہو تری شتاق دید مرگئے ہم یاد میں جس شوخ کی قد بالائے صنم کی یاد میں افعی زلف سیہ کے ہجر میں عاقل شیریں دہن کے عشق میں	بی کلی کیا ہکود کھلاتی ہے روح کمت خلد برین لاتی ہو روح مثل بل غم سے چلاتی ہو روح لو سارک ہو تھیں جاتی ہو روح اسی شکر پس پس جاتی ہو روح آتش غم سے جلی جاتی ہو روح چشم میں آکر کے لہراتی ہو روح جاتے جاتے جو ٹھہر جاتی ہو روح اوسکے در پر ٹھوکرین کھاتی ہو روح عرش کے پایہ سے ٹکراتی ہو روح مثل سبل پیچ و خم کھاتی ہو روح قصہ فریاد سنو اتی ہو روح
--	---

ولہ

حسین کوئی نہیں یا رگھزار کی طرح فراق قامت بالائے سرو قد سے دلا وہ یوں لپٹ کے لگا رہنے تار بستریں سوکھایا ہو غم مرگان نے استدر گلہ و گھلایا عشق کرنے یہاں تک اونکے	چمن میں گل ہوئے بلبل کو جس کے کی طرح نہ ہوئے کیون ہمیں شمشاد باغ و کی طرح کچھ اب بری نظر آتی ہو جسم زار کی طرح کھٹکتا ہو دل ہمیں سارا تو غار کی طرح کہ بہرون تک نہیں ملتا میان یا کی طرح
---	--

ہزار عاقل بلبل ہو زمرہ پیرا

نہ پایگی کبھی تقریر اپنے یا کی طرح

غزل عزیز

کیا گھٹا زلفون کی دیکھ آتی ہو روح کو تے جانان کی ہو اکھاتی ہو روح روتی ہو کیا اب بائید وصال خاک میں بجا یگی تن کی ہمار گور کی تنگی نہیں ہیہات یاد کوئی دن آخر نکل جائیگی یہ چلدیئے پہلو سے اوٹھ کر آپ جب ایمنہ سے بڑھ کے ہو چشم صاف اسی پری از بسکہ ہو جوش جنون کنج غزلت میں بفاقت ہو اسے	بن کے کیون طاؤس چلاتی ہو روح بو تے جنت جسم میں لاتی ہو روح ابر رحمت تن پہ برساتی ہو روح دیکھیئے کیا گل کھلا جاتی ہو روح قصر تن میں پاؤں پھیلاتی ہو روح ہجر کے صدموں سے گھبراتی ہو روح ہم یہ سمجھے اس طرح جاتی ہو روح ہم کو حیرت سے نظر آتی ہو روح تیرے سایہ سے لپٹ جاتی ہو روح اشک میں بتایا ہوں غم کھاتی ہو روح
--	---

بدگمانی سے ہو فرط احتیاط	نامہ بر کے ساتھ ہو جاتی ہو روح
یاد مرگان صنم میں دوستو	کو بکواب تنکے چنوا تھی روح
جز خدا ہوتا نہیں کوئی عزیز	
تن سے جسم کو چ فرماتی ہو روح	
ولہ	
کہاٹے لاسے قمر تاب روئے یا کر طرح	کہ مہر زرد ہوا گل ہو جس سے خار طرح
فلک پہ لاکھ تپان ہو کے برق یون چمکی	جدا ہو اپنی مگر آہ شعلہ بار کی طرح
اُمڈہ اُمڈہ کے جوہر سے ہزار ابر بہار	پنایگا مگر اس چشم اشکبار کی طرح
نسیم صبح سے بگڑی ہو آج کیا بلسل	چمن میں بستہ ہیں غنچہ دمان یا کر طرح
بنی نہ ایک بگڑ کر ہزار بل کھائے	چمن میں دیکھی جو سبزل نے زلف یا کر طرح
عزیز ہو گئی حیران چمن میں کیون گیس	
کہ چشم واہی مری چشم انتظار کی طرح	
غزل متیز	
پیچ میں کاکل کے جب گئی ہو روح	زلف کی مانند بل کھاتی ہو روح
جب ہ آتے ہیں تو آ جاتی ہو روح	جب جاتے ہیں چلی جاتی ہو روح
جانہ بزم غیر میں اسی شمع	ریشک سے اب تو چلی جاتی ہو روح
کسکے ہوتے ہیں بستان بیوفا	یون دل نادان کو سمجھاتی ہو روح
سوج زن ہو اوکاوان دریاؤں	یاں گہرا نسو سے برساتی ہو روح
بوسہ ہائے چشم مست یار سے	وصل میں پہنچو دھوی جاتی ہو روح

کیا تمیز اب نزع میں وہ آئیگی
بہر استقبال جو جاتی ہو روح

ولہ

جہان میں کوئی نہیں مجھے دلفگار کی طرح
خفا ہو کسلے صاحبِ تم شکار کی طرح
وہ مجھ سے حسرت جو جاتا نہیں سو سے دیر
ہزار شکرت قاتل نے سر کو کاٹ لیا
چمن گفتمہ ہوزخون کا لالہ زار کی طرح
نہیں ملیگا کوئی مجھ سے جان نثار کی طرح
جہاں بنتے ہیں چشمان انتظار کی طرح
وگر نہ تھا یہ گر ان مجھ کو ہمار کی طرح

گل و چمن میں مجھے دیکھ کیوں ہوا زرد
میتیز برگ و شجر میں رہیگا خاک کی طرح

عزلِ خلاص

یار کے آنے سے آجاتی ہو روح
گوشکایت سے نہ لب آگاہ ہوں
افغی گیسو کو اوسکے دیکھ کر
ساکھ جانے کے کھجاتی ہو روح
اونکی بے مہری سے گھبراتی ہو روح
شوق سے کیا تن میں لہراتی ہو روح

اب غم دور سے جی جلنے لگا
کب بھلا اخلاص کو بھاتی ہو روح

ولہ

بنا ہی گونج جاتاں گل انار کی طرح
سمار ہی ہو جو اک زلفِ عنبرین کی یاد
نہ ڈالے ہار گلے میں کبھی گلوں کے وہ شوخ
وفا کی بو نہیں اس میں نہ اعتبار کی طرح
تو بیچ و تاب بھی بل کھار ہا ہی مار کی طرح
جو دیکھے مجھ دل بیمار دانداری کی طرح

نہیں یہ دوست تو کوئی نہیں ہر دشمن بھی	کہ دل ہی پہلو میں دشمن ہو دوست اگر طرح
گرا وہ خاک کے اوٹھ کر جو سر ملے ہوا	پسند خاک کو ہی خوب خاکسار کی طرح
پسند خاطر جانان ہیں لیے دیوانے	ذلیل وہ ہیں جو رہتے ہیں ہوشیار کی طرح

ہو اوس اسیر کی خدمت میں باریاب اخلاص
زبان دہن میں جو رکھتا ہو ذوالفقار کی طرح

غزل عیش

خواب میں اوس کو چہ میں جاتی ہر روح	سیر حبت مجھ کو دکھلاتی ہر روح
بوئے زلف آئی تو میں سمجھا یہی	ناک کے نتھنوں کی راہ آتی ہر روح
وہ سیما پھونک دیتا ہو جو دم	قالب بیجان میں آجاتی ہر روح
دل نہ کرنا کہ یوں وقت عذاب	کہتے ہیں کافر کی چلاتی ہر روح
مرنے دم کیا ساتھ دیتا ہو کوئی	تن کو تنہا چھوڑ کر جاتی ہر روح
سچ ہی کہتے ہیں جو مرنے کو وصال	کھوکے اپنی ٹہنی بھین پاتی ہر روح
ناک میں دم ہی مرا ہو ٹٹونہ جان	ہجر کے صدمہ سے گھبراتی ہر روح

یہ صفائی یہ لطافت عیش ہی
جسم میں اونکے نظر آتی ہر روح

ولہ

شگفتہ رنج نے کی جان داغدار کی طرح	ہمارے باغ میں آئی خردان بہار کی طرح
حسین جہانکے خجل ہو کے اونسے لگتے ہیں	قد اونکا باڑہ پہ ہی تیغ آبدار کی طرح
ندامت اوسکی ہی ناوک فلن جو مارا تیر	نکالا پھینک دیا اوسکو مینے خاک کی طرح

دیا جو جامِ خفا ہو کے ہمو ساتی نے	تو او سکے نشہ میں پانی گئی خمار کی طرح
چمن میں گل ہو تو مغل میں شمع دیر میں بت	کہوں میں کیا کہ ہی تجھ ایک میں ہزار کی طرح

شبِ فراق میں ای عیش ہر ستارہ پر	گمان ہو اہی مری چشم انتظار کی طرح
---------------------------------	-----------------------------------

غزل عاشق

او کی فرقت میں یہ کبھی سرتی ہو روح	وصل کا انداز بتلاتی ہو روح
جان جاتی ہو ترے جانے سے یار	جب تو آجاتا ہی آ جاتی ہو روح
خواب میں کروصل جانان کا خیال	سو طرح سے دل کو بہلاتی ہو روح
جسم کو بحیران ہمارے چھوڑ کر	دھونڈنے تکو نکل جاتی ہو روح

یاد میں عاشق لب جان بخش کے	آتے آتے لب پہ رہ جاتی ہو روح
----------------------------	------------------------------

ولہ

پسند ہے ہو ایک شوخ گلزار کی طرح	جگر کے داغ ہوے اپنے لالہ زار کی طرح
بغیر یارِ خمین میں ہر ایک گل ہی داغ	ہر ایک بزم میں ہی مج کو شمع دار کی طرح
خطا ہو سی جو تھیں دل دیا ساف کرو	کھڑا ہوں کب سے میں دیکھو گناہگار کی طرح
وہ باد کش ہوں کہ صوفی ہوں در حقیقت میں	وہ بیخبر ہوں کہ رہتا ہوں ہوشیار کی طرح

خطا ساف کرو وصل اب تو عاشق سے	ملیگا تلو نہ پھر مجھے جان نثار کی طرح
-------------------------------	---------------------------------------

غزل حافظ

دل کو پھر زلفون میں لہراتی ہو روح	سر پہ پھر کالی بلا لاتی ہو روح
ہجر کے صدمے گہبراتی ہو روح	وہ نہ آئے تو ابھی جاتی ہو روح
سیرے پاس آتے ہیں جب وہ نہیں	شوق میں اونسے لپٹ جاتی ہو روح
دیکھیے اس پیچ سے چھلتی ہو کب	عشق میں زلفوں کے بل کھاتی ہو روح
صبح محشر کا نہ منہ ہو جائے فوق	چاک سینہ اپنا دکھلاتی ہو روح
یا دین دست خدائی کی ترے	اشک خون آنکھوں سے برساتی ہو روح
لاتا ہوں بھلا کے کوئے یا سہ	جا کے وان ہم محل جاتی ہو روح
جلد اپنا کام کر تو ای اجل	زندگی سے سیری گہبراتی ہو روح
ہجر میں صدمے اوٹھائے استدر	اونسے ملنے کی قسم کھاتی ہو روح
دیتی ہو اپنا غم فرقت یہ جیب	خاک میں ہر اک کو سلواتی ہو روح
طفل دل میرا سمجھتا ہی نہیں	اوسکو سو سو طرح سمجھاتی ہو روح
غیر کو پہلو میں اوسکے دیکھ کر	رشتک سے اپنی نگھلاتی ہو روح
سکرا کر نار سے کہتے ہیں وہ	بس انھیں باتوں سے گہبراتی ہو روح

حافظا یہ ہیں بتان سنگدل

رابطہ کر کے انسے پچھتاتی ہو روح

ولہ

جو دیکھ لے قدموزون گلزار کی طرح	تو قمری نغمہ کرے بلبل و ہزار کی طرح
نہیں پسند ہیں اوس ستم شا کی طرح	کہ اوسنے ہو کو بنایا ہی سو گوار کی طرح
آہی خیر ہو وہ شہسوار نکلا ہے	کہ اوسکے ساتھ ہوا میں بھی ہو غبار کی طرح

<p>نیا شگوفہ ہوا اوس گلبدن نے آپسے آپ و فور رنج میں دریائے اشک سے اپنے تمھارے طائر دل نے پھنسایا طائر دل ہزار طرح سے دیکھا ہوا حسن اوس گل کا خدا بچائے بتوں کی نگاہ و ابرو سے فراق غنچہ دہن میں یہ دل کھائی ہیں وہ لیکے ہاتھ سے اعدا کے ہار دیتے ہیں</p>	<p>گلے میں بی الدیے آکے ہاتھ ہا کر طرح ہر اکہ جاب بنگلہ بند مزار کی طرح نہ دیکھی ہوگی کسی فی بھی شکار کی طرح مگر ہمیشہ تروتازہ ہی بہار کی طرح کہ کاٹ کرتے ہیں یہ تیغ آبدار کی طرح ہوا ہوا سینہ بے کینہ لالہ زار کی طرح ہمارے سینہ میں چبھتے ہیں پھول خار کی طرح</p>
--	---

بتوں کی رام کہانی کو چھوڑ دو حافظ
 کرو عبادت معبود دین دار کی طرح

غزل عسکری

<p>استحانے کب یہ گھبراتی ہو روح لو پر یرو یوں کی الفت سے ہمیں بعض مطلب پر مری کہتے ہیں ہ کیا شب غم ہو بسر جون روز حشر ضبط آہ پر شہر رہو اک بلا</p>	<p>پر نہ آنے سے ترے جاتی ہو روح صاف دیوانہ ہی ٹھیراتی ہو روح ایسی باتوں سے تو گھبراتی ہو روح روحو میں مجھ کو سمجھاتی ہو روح ایسی آتش سے تو جل جاتی ہو روح</p>
--	---

اسکی بیٹابی کہوں کیا عسکری
 جسم میں جسوقت یہ آتی ہو روح

ردیف خاتمہ

غزل منود

<p>بات میں ہوا اثر نطق سیجا ایشوخ تیری شوخی کا نہیں ہکوا چہنا ایشوخ دل ہوا عشق دہن میں ترے عنقا ایشوخ صورت غنچہ بہن بہسائے تننا ایشوخ دل ہی جلوہ سے ترے عرش معلّا ایشوخ گل عبادل کی نظر میں ہوا حرا ایشوخ نہیں بھولا ہوں چمن میں ترا پہرنا ایشوخ تیری فرقت نے کیا حال یہ دل کا ایشوخ</p>	<p>ہاتھ ہمدی سے ہو تیرا یہ بھیا ایشوخ شوخیان لازم و ملزوم ہیں دلبر کے لئے الفت ہوئے کمر سے ہی سراپا سعد و م روٹھنے میں ترے کب تاب کلم مجکو پر داری کے لئے مثل فلک پہلو ہے رنگ گلشن ہوا تعمیر یہ شوخی سے تری کیا مجھے یاد رہی خلد میں حور و کا خرام برسون گذرے ہیں پہلو سے جدا ہی میرے</p>
--	---

شوخیان طائر سنی کی دکھائیے منود
تیری شوخی کا جو مضمون بندھ گیا ایشوخ

ولہ

<p>کہ جیسے عکس شفق سے ہو ابر باران سرخ کہ عکس عارض نگین سے ہو گلستان سرخ کیا جو سرخی پانے لگوئے جانان سرخ ادھر تو دیکھ ہی ویسا ہی روئے جانان سرخ کسان گلال سے ہو انکی زلف چچان سرخ کرے نہ آنکھ کہیں ببل خوش امان سرخ حنا کے رنگ سے مانند شاخ مرجان سرخ</p>	<p>سرشک خونسے یہ سیمہ چشم گریان سرخ بہار سج ایسا ہی روئے جانان سرخ میں سمجھا گردن مینا میں ہی مژگلوں افق میں جلوہ خورشید دیکھا ہی صبح طلسم حسن سے مار سیمہ ہوا گلگون چمن میں بولا ہوا وس گل کا طوطی تقریر منود ہاتھ ہوئے نخل قد دبو میں</p>
--	---

غزل عاقل

کھلا فرقت میں تری لب سے جونا لہیو بخ	دیکھنا ہونگے فلک سب تہ و بالا ایشو بخ
جب سے جو بن پہ ہوا کان کا بالا ایشو بخ	حسن عارض ہی تراوردو بالا ایشو بخ
شوخی لب سے تری دل غ ہی لالہ ایشو بخ	سو کھ کر غنچہ ہوا باغ میں کج ٹا ایشو بخ
ہو تری مانگ جو یہ کا ہشتان ماہ جبین	درہین کا لون کے مگر عقد ثریا ایشو بخ
برق و شمس کے جو تو ہکورو لا یگا یو نہیں	سوج زن چشموں سے ہوگا ابھی دریا ایشو بخ
روئے روشن جو ترا ماہ ہوا ی رشک قمر	زلف ہی ابر تو ہو خال یہہ تارا ایشو بخ
در بدر بحرین وحشی سے بنے پھر تہین	ہکو حسرت نے ترے عشق کی مارا ایشو بخ

بادہ نوشی کی ہم آج تو ٹھیرے ساتی
عین صلت میں تو عاقل سے نہ ترا ایشو بخ

ولہ

جہاں ہی پر تو عارض سے تیرے یگانہ سرخ	کمال کیا جو ہوا العل سے بخشان سرخ
ہمارے خون کا محضر کھا ہی قاتل نے	خاک کے رنگ سے کب ہی یہ رو جانان سرخ
یہ رنگ لایا ہی بلبل کا خون آہنہ کو	کہ عین فصل میں گل کا ہوا اگر بیان سرخ
نہیں ہی پھول سے عارض پہ زریغیش یہ گل	شفق کے ٹکڑے ہیں ہمدوش ماہ تابان سرخ
کچھ اس کے جوش پہ آئی بہار و گلچین	عجب نہیں گل خود رو سے ہو بیان سرخ
غبار گنج شہیدان اوڑا ہی کچھ عاقل	نہیں شفق سے ہو آج چرخ گردان سرخ

غزل عزیز

رخ جو زلفون سے لب بام وہ چکا ایشو بخ	ہو نہ نام ہمیں صبح کا دھوکا ایشو بخ
--------------------------------------	-------------------------------------

تواوٹھا دے رخ روشن سے جو پردا ایشوخ دست قدرت سے تراکھینچ کے لٹٹا ایشوخ وہ ترقی پہی جو بن ترے رخکا ایشوخ سنبھ چھپا کر جو تم آئے ہونہیں کچھ پردا ہو گئی صبح شب وصل تو کیا ہی اندھیر تو چھڑک کر جو نمک شب مرے پہلو سے چلا جمع ہیں حسرت و حرمان و مٹنا دل میں بادہ نوشی کو جو تو جائے چمن میں دم بھر دیکھ لیوے دل پر داغ ہمارا جو کہیں نہ وہ بلا ہی شب و وقت کہ آئی تو یہ میں ہی ایک عاشق جا بنا نہیں ہوں تیرا ہی تحیر وہ شب وصل کہ اللہ اللہ قطرہ قطرہ تری شمشیر کا دم بھرتا ہی	ہو نہ بھرتی کی پردا کو پردا ایشوخ دیکھتا آپ مصور ہی تماشا ایشوخ پتلی آنکھوں کی بنی نور کا پتلا ایشوخ دل نے پہلو میں بنا رکھا ہی پردا ایشوخ زلزل لٹکائے ہو جائے اندھیر ایشوخ کیسا کیسا دہن زخم پکارا ایشوخ ہم کد میں بھی نہیں خیر سے تنہا ایشوخ شاخ دے مینا تو دے پھول پیلا ایشوخ اپنے اک داغ پہ نازان نہ ہولا ایشوخ دم نکل جا یگا گھٹ گھٹ کے ہمارا ایشوخ جان نثار و نکال لگا در پہ ہی سیلا ایشوخ لب پہ آتا ہی نہیں حرف مٹنا ایشوخ تھا یہ بل تو کوئی چاہنے والا ایشوخ
--	--

چاہ یوسف کی نہوتی او سے یون دل سے عزیز
دیکھ لیتی جو ترا حسن زہین ایشوخ

ولہ

ہمارے غولٹے ہر قافل کا اک نہ دامن سرخ نہیں ہی دست خنائی سے زلف پچان سرخ عیان ہی یون گل رخسار سبز خط مین	کہ ما تہ سرخ ہی شمشیر سرخ میدان سرخ شوق کے رنگ سے پینیل پریشان سرخ کہ جیسے سبزہ پہ رکھا ہو پھول ایجان سرخ
---	---

گھال لیکے سوئے چرخ کیون اوڑاتے ہو	بناو گے ورق زر دھر تا بان سرخ
جو داغ سینہ سحر آفتاب سا چمکا	تو ہو گیا شفق صبح کا گرہ بیان سرخ
جو چمکی آتش رخسار تیری دریا پر	کنول بھی ہو گئے سب صورت چراغان سرخ
سنو تو عاشق بیدل کے نامہ بر سے پتے	کہ دل میں درد ہوتی گر چشم گریان سرخ
غم فراق نے کیا کیا ہی رنگ دکھلائے	کہ جسم زر دہی آنکھیں سپید مژگان سرخ
حنا لگا کے جو آجاو تم لب دریا	سپید خیمہ جابون کا ہو دے جانان سرخ

پڑے جو عارض رنگین کا اونکے عکس عزیزی
عجب نہیں ہی کہ ہو جائے سب گلستان سرخ

غزل تمیز

ابہر رحمت تو رہ لطف سے برسا ایشیوخ	تشنہ وصل کو اتنا تو نہ ترسا ایشیوخ
تیرے بدلے میں کسی اہل وفا سے ملتا	حال دل اپنا دکھتا مرا سنتا ایشیوخ
سرخ رو تو نہیں ہو ویکا جہان میں ہرگز	کیون اوٹھاتا ہی مرے قتل کا پیر ایشیوخ
بار سرگردن عاشق سینہ او ترا افسوس	تیج بھاری تھی مگر ہاتھ تھا ہکا ایشیوخ
پھول کیونکہ جھڑپیں وقت تکلم ہر بار	ہیں خموشی میں وہ لب صورت غنچا ایشیوخ
شمع و رشک سے پروانوں کی مانند جلین	دیکھ لیں گروہ تری بزم کا جلسا ایشیوخ
باتیں کر نہیں خدا خیر کرے کیا ہو گا	تیرے آنے سے قیامت ہو ہی پر ایشیوخ

آشنا جب سے ہی بحر غم فرقت میں تمیز
اوسکی آنکھوں نے بہا کرتا ہی دریا ایشیوخ

ولہ

کیا یہ نخت جگر نے مرا گر بیان سرخ	ہو آفتاب سے جیسے شفق کا دامن سرخ
سو کھایا کا ہش غم نے بد کو صورت خار	نہ وقت قتل ہوا خونے گریبان سرخ
لباس سرخ پہن کر چلے وہ گلشن کو	عجب نہیں ہی کہ ہوا ب رہ گلستان سرخ
سیاہ بختی سے میری جہان ہی تیرہ و تار	اور اشک خونے ہوا کوہ اور بیابان سرخ

تمیز دیکھو ہر ساقی کا عارض رنگین
کہ رنگ بادہ گلگون ہے یہ نمایان سرخ

غزل اخلاص

ہو گیا جب سے تری زلف کا سودایشوخ	میری وحشت کا ہی بازار میں چرچایشوخ
زندگی کا ہی یہی لطف کہ مل بیٹھیں دو	ور نہ کیا ہی جو رہے خضر سا تنہا ایشوخ
کل تو ہی غم سفر مجھے جدا ہونا ہے	آجکی شب مرا مہمان ہیں رجا ایشوخ
دیر میں کعبہ میں مسجد میں کلیسا میں کین	بہتسا دکھیا ہی نہیں ہیبت ترسا ایشوخ
میں وہ دیوانہ نہیں ہوں کہ نہانے بخیر	ہوں تری زلف کا اولجھا مجھے سلجھا ایشوخ

زندگی ہی ترے اخلاص کی باتوں سے تری
جب تو کہتا ہی تجھے رشک سیجا ایشوخ

ولہ

ہوی جو غیظ کی حالت میں چشم جانان سرخ	تو اشک خونے کیا بیٹے اپنا دامن سرخ
حنائی ماتھے گلے میں نہیں ہی قاتل کا	کیا ہی پنجہ کھنور شید نے گریبان سرخ
جو آرزو ہی تو دیکھ اسکے پاؤں رنگین کو	قدم سے جسکے ہو احسن و سقن والوان سرخ
جو وصف او سکے لب لعل کا لکھون خلاص	دوات و خامہ و کاغذ ہوا و دیوان سرخ

غزل عیش

تو نے اپنا جو دکھایا قد بالا اسے شوخ	ہی قیامت کہ جہاں ہر تہ و بالا ایشوخ
ہیں نزاکت سے جو ابھری ہوئیں گھاسی کمر	نظر آتا ہی ہمیں دام میں غمقا ایشوخ
نوک مرگان پہ مرے سخت جگر آ کے	سر منصور کا کرتے ہیں تماشا ایشوخ
روئے جب دشت میں اور کیسے دشت جڑائی	صحرا دریا ہوا دریا ہوا صحر ایشوخ
خشک خاروں کو ملا کر تاہی اسے پانی پ	چھا گلوں سے جو یہ ہیں ابلہ پ ایشوخ

عیش کی آنکھ میں جب اشک بھرا تو کھلا
اوسنے کوزہ میں کیا بند ہو دریا ایشوخ

ولہ

چہنی رقیب نے اوس خیمہ وان جو نشان سرخ	تو دل پہ اغ ہوے ویسے یاں نمایان سرخ
گمان ہیرے پہ یا قوت کا ہو عالم کو	جو پاں کھاکے کرین وہ سپید دندان سرخ
دکھائی گئے شفق و شام و ابر و صبح بہم	کر گئے رور و روکے اپنی چشم گریان سرخ
لگائی نالہ لبس نے آگ کیا اس میں	ہوا رخوان کی طرح سے یہ کیوں گلستان سرخ
عجب نہیں جو بہاؤن میں خون کا دریا	چمکتے آنسو سے آنسو ہیں مثل مرجان سرخ
بمٹھارے موئے تڑکے شہید ہیں جسجا	وہاں آو گئے ہیں ہوتے ہیں وہ نیلان سرخ
بہار نے مرے حق میں خزان کا کام کیا	میں زرد ہو گیا دیکھا جو روئے جانان سرخ

چھپا یا چاہے جو خون عیش کا تو اسے سفاک
نکر لہو سے تو اوس بگینہ کے دامان سرخ

غزل عاشق

زلف کو عطر لگا کر جو سنوارا ایشو	مشک نافہ میں بھرا عنبر سارا ایشو
حق تو یہ ہونہ لگاؤ کف رنگین میں حنا	خون ہو جایگا ناق کو کسیکا ایشو
حال تنہائی کا اپنی میں کچھ اظہار کرو	گر تو مجھے کسیدن مجھے تنہا ایشو
شعبہ سے مجھ کو دکھاتے ہیں ترے مرد چشم	آدمی کیا ہی تو ہو جادو کا پتلا ایشو

ہو غضب باغ میں ہو سنبھل و گل و شبنم و ش
خالی عاشق کا رہے دست تنہا ایشو

ولہ

ہمارے خونے نکلی ہو کے پیکان سرخ	نہیں گلال سے قاتل کی نوک مرگان سرخ
خوشی سے رہتا ہوں ان لگاؤ و خندان سرخ	یہاں جو غم کے سبب اپنی چشم گریان سرخ
کیسے خون سے قاتل کا وان ہو دامن سرخ	تو اشک خون سے ہی ان اپنا بھی گریان سرخ
برہنگی میں لباس عروس پہنا ہو	جو میرے خون سے ہی قاتل کی تیغ عریان سرخ
نہ چھوڑا قبر میں بھی عشق مگر خان نے مجھے	لحد پہ پھولے ہیں گلہائے عشق بچان سرخ

پرستش اوس بت کا فر کی کرتا ہی عاشق

کہ جسکے پر تو سرخ سے ہے مہر تابان سرخ

غزل حافظ

حق نے ایسا تجھے معشوق بنایا ایشو	کہ ترے حسن و حور و ن میں ہر چہ چاہیو
محو ہو جاتا ترے نعمہ کو سنکر بیشک	ہو تاگر عہد میں یاں تیرے کیسا ایشو
ہی طیبہ کوئی مجسروح کوئی سہیل ہی	حشر ہی تیرنگہ سے ترے برپا ایشو
ماہ کے گرد ہو جسطرح کہ مالہ موزون	زیب دیتا ہی ترے کان کا بالہ ایشو

تیری پیشانی کے جھومر سے فلک پر ہوگا	مثل مہ داغ بدل عقد ثریا الیشوخ
تجگو کر دیکھ لے سمجھے نہ وہ یوسف کو عزیز	تجپیہ سو جانے قربان ہو زلیخا الیشوخ
قول و اقرار ہوے وصل کے صدا لیکن	ایک دن آکے کیا تو نے نہ ایفا الیشوخ

ہی ٹھکانا ترا کسجا کہ تجھے حافظ نے
سب جگہ ڈھونڈ لیا لیک نیا یا الیشوخ

ولہ

نہیں ہونے صہبائے شہم فتان سرخ	اوٹھا تو آنکھوں میں اونکی غضب کا طوفان سرخ
کیئے جو عاشق جاننا قتل اکدم میں	ہوئی عقیق کی مانند تیغ بران سرخ
جھلکتی شیشہ بھور میں ہو جیسے شراب	گلو سے پان کی زگت ہو یون نمایان سرخ
چمکتا اس طرح چہرہ ہوا و نکا پردہ میں	چراغ جون نظر آئے ہی زیر دامن سرخ
تھارا دست نگارین جو دیکھ لیں گا ہے	تو ابر چشم سے برسا میں اشک انسان سرخ
چمن میں کونے گل پیرہن کی آمد ہے	کہ فرش گل سے ہوا سر بسر گلستان سرخ
پری تو کیا شرر و برق بھی لرزتے ہیں	مدام غیظ میں دیکھ اور کار و تابان سرخ
عجب رنگ دکھایا ہوا شک فونین نے	کہ ہو گیا ہو کہ بیان سے تابہ دامن سرخ
عوض حنا کے رنگ و انگلیان مری خونے	رہینگی حشر تلک مثل شاخ مرجان سرخ
لگا ہی تیر کسی نیم جان کے سینہ میں	اسی سب سے ہوئی ہی یہی توک مرگان سرخ

بجائے اشک نکلتے ہیں سخت دل حافظ
برنگ لالہ و گھماے عشق پیمان سرخ



ردیف الہم

غزل نمود

روحیں جو گئیں پھر نہ رہا خانہ تن یاد
نوکھا گل عارض تو ہوا ہکو چمن یاد
فریاد کہ یارب میں کہاں جاؤں میں سے
گر جانستے بھائی کہ یہ نکلیں گے یہاں سے
آنکھوں کو کروں یاد جو نرگس نظر آئے
جنت کا تصور ہی بیان طائر جان کو
ہیں وصل میں عشرت کے وہ اسباب مہیا
ایمان سے ہاتھ کرے قائمہ باخبر

نہایت زردگان کو نہ ہوا اپنا وطن یاد
ہاتھوں کی نزاکت سے ہوشیاری سخن یاد
او کو تو ہر طرز ستم چرخ کس یاد
یوسف کے لئے کرتے تراچاہ ذوق یاد
غینچو نکو جو دیکھوں تو ہو وہ غنچہ دہن یاد
کس وادی وحشت میں ہر بلبل کو چمن یاد
بھولے سے بھی فرقت کے نہون رخ نمون یاد
مدفن کا کئے یہاں ہی کسو ہی کفن یاد

بھولے سے نمود آتا ہی ناسخ کا اگر نام
کرتے ہیں مجھے مثل سخن اہل سخن یاد

ولہ

محبو شب وصال میں مہر و جو آئے نیند
یار نہ یاد قاست جانان میں آئے نیند
بیداری اپنی وصل کی شب میں اور آئے نیند
کیا بخت خفتہ دیکھیں وہ بیدار آنکھ سے
عاقل جو زندگی میں ہیں دنیا و دین سے

بیداری کا دماغ غلک پر چڑھائے نیند
ڈرہ نہ بجو فتنہ محشر دکھائے نیند
موتے قرہ کے اکبیں شہسپر بگائے نیند
قسمت میں جو ازل سے ہیں لکھو کھلائے نیند
مرد و نسے جا کے قبر میں وہ مانگ لائے نیند

آجائے خواب میں جو وہ رشک چمن نظر رویا میں گروہ گوہر دریائے حسن آئے	گل کی طرح نہ آنکھوں میں پھولی سمائے نیند آنکھوں میں مثل آب گہر سوکھ جائے نیند
غافل ہوں راہ عشق خط سبز زنگ میں ہوں منتظر ازل سے کسی کے حسد ام کا	آئی ہی حضرن کے نہ رستہ بھولائے نیند سن پاؤں شور حشر تو آنکھوں میں آئے نیند
غافل نہیں ضمائر فلیض حکما سے میں	بیدار میں روؤں جو جگو ہنسائے نیند

رُلوایا خواب میں لب جان بخش نے نمود
آب حیات میں نکمیں ڈوب جائے نیند

غزل عاقل

آتا ہی ترے چہرہ رنگین سے چمن یاد ہو خشکے بان تر جو وہ ہو چاہ ذوق یاد	کانٹوں میں گھسیٹے گی تری غنچہ دہن یاد پانی بھرے منہ میں جو کروں تیرا دہن یاد
پھول آنکھوں میں کانٹوں کی طرح سے ہیں کھٹکتے بیشک او سے لے آئیگا مجھ سے سوختہ جان تک	غربت میں دلائے نہ خدا حب وطن یاد قاصد کو بھی ہی میرے عجب طرز سخن یاد
لائے جو صبا نکلت گیسوئے معنبر دل لینے میں مشاق ہو کر تم تو سمجھ لو	بھولے سے نہ نوازا آہو سے خشن یاد ہا کو بھی بہت ہیں صنم اس عشق کے فن یاد
مر مر کے شب ماہ میں کالی شب وقت گلشن کی طرف سیر کو پس لے گل عنا	جب چاندنی کا دیوان ہوا یا کفن یاد کرتے ہیں بہت دیر سے مرغان چمن یاد
نتہ کشش کر دل بیرحیم تڑپ کر گل ہوتے ہیں کانٹے ترے قیدی کو سمنبر	ہوتا ہی بہت ہکو وہ اب سیم بدن یاد کرتا ہی جو زندان میں کبھی سیر چمن یاد
عاقل جو درگوش سے زلف صنم او کبھی	اس سانپ کو بچھڑا یا ہی ادگلا ہوا سن یاد

ولہ

ہو عین وصل مومن کیا ہوا آئے نیند
چشم سیاہ شوخ جو اس بت کی دیکھ لے
بہ خواب جیسا ہجر میں اس کے رہا ہوں میں
خوابیدہ بخت ایسا میں ہوں بھولیسے اگر
مشاق دید کو نہیں جس زوید آرزو
اک شب جو خواب میں تری تصویر دیکھ لے
دیکھے جو خواب ناز ترا پھر کھلے نہ آنکھ
تصویر غنچہ لب کین دیکھے جو خواب میں
الیشوخ خواب ناز کو بھی اپنے بھیج دے
اشب شب محال ہو آمد کیسی ہے

ڈھیلے نکال ڈالیں جو آنکھیں ملائے نیند
پردہ سے میری آنکھوں کے منہ کو چھپائے نیند
اوشخ کی بھی آنکھوں میں یارب آئے نیند
آنکھوں میں آئی حشر تلک پھر نہ جائے نیند
ای رشک ہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند
مارے خوشی کے آنکھ میں پھر کب سمائے نیند
بیداریوں کے واسطے افسوں پڑ جائے نیند
یہ روں نہ آنکھ میں مری مردم سمائے نیند
پتلی کو میری آنکھ کی تکیے بنائے نیند
اسی دیدہ ہوشدار کہ ہرگز نہ آئے نیند

آتی ہی شیریں کے شب ہجر عاقل
کیونکر ہرن کی طرح نہ وحشت دکھائے نیند

عزل عزیز

دندان نے دلائے ہیں ترے درعدا
آیا جو دم نزع ترا سبب ذقن یاد
گھڑیوں مجھے رہتا ہی ترا چاہ ذقن یاد
آئینہ کرین کاش عروسان حین یاد
ہی تن کو نہ سر یاد نہیں سر کو ہر تن یاد

دیکھے لب نگین تو ہوے لعل میں یاد
حسرت سے تپ غم میں ہیں کیا ہونٹھ چباؤ
دولاب سا پھر تا ہوں ہر چرخ میں کیا کیا
آنکھوں میں صبا لالی ترے نقش قدم کو
ایسے غم فرقت سے ترے ہو گئے بیخود

سوز دل سوزان کی جو ہوتی ہے ظن یاد در یاد نہ گھریا دھپن یاد نہ بن یاد ہوتے ہیں جو غربت میں کبھی غار وطن یاد بوسہ جو تصور میں ہوا غنچہ دہن یاد ہو دیگا نہ تاحشر ترا یا رچلن یاد	بروانہ کو میں دیکھتا ہوں شمع پہ جلنے ہم ہو گئے دان کے جہان بھلا یا جنون نے کاٹے سے کٹک جاتے ہیں گل اپنی نگہ میں لو نیلوفر ہی ہو گئے وہ پھول سے عارض پیکا کرین سر کلب بھی طاؤس بھی دونوں
---	---

ہر چند عمر بڑا پین بھوپال کے ساکن
اوستا سخن کی ہے مگر طرز سخن یاد

ولہ

آنکھیں نکال لون جو شب وصل آئے نیند چورون کی طرح آتی تھی آنکھیں چور کیند آنکھوں کو شیریں کے نہیں بھاڑ کھائے نیند پائے نگہ کو آکے ذرا اب دبائے نیند کیونکہ نہ چشم غول سے بکر ڈرائے نیند لیلائے زلف یار کا قصہ سنائے نیند ماند کاہ آنکھوں میں اب جل بجائے نیند آنکھوں میں تیلیوں کا تماشہ کھائے نیند پائی نگہ کی ٹھوکرین دو چار کھائے نیند تازنگہ پہ چڑھ کے نہیں دوڑائے نیند ظفان انگ کو مرے آکر کھلائے نیند	مکمل نہیں وہ آئین تو پھر منہ دکھائے نیند فرقت میں بھاگتی تھی یہی وصلت میں دکھینا وحشت میں آئی بھی تو ہی بگڑی ہوئی غضب باہر نہیں نکلتا ہی یکہ ست ضعف سے وحشت دکھا لگی شب غربت ہزار طرح جوش جنون ہے آنکھوں کو صحرائ میں مثل قس گلخن بنا دیا ہر تپ سوز ہجر نے ایسا نہ ہو وہ وصل کی شب آگے سو رہیں معلوم ہووے قدر شب ہجر کی ذرا اجی چشم انتظار شب اجب غم نہ ہو پچھین کر دیا نہیں تھمتے ہیں آنکھ میں
---	---

آنکھیں ہیں باغ باغ گل حسن یار سے حسرت سے یا خدا نہ کہیں خاک کھائے نیند

سیلاب اشک چشم سے بہہ جائے اے عزیز
موتے مرہ کو پر نہ کہیں ہل بنائے نیند

غزل تمیز

کرتا نہیں بھولے سے بھی وہ عہد شکن یاد
کا کل کے تصور میں ہوا مار کا دھوکا
مگر گریبٹ رکھتا ہی صیاد قفس پر
کس طور ہوا اوقات بسر اپنی جہان میں
مر کر بھی رہا جو رترا چرخ کمن یاد
موبان جو دکھیا تو ہوا سانپ کا سن یاد
بھولو نکو دلاتا ہی تو کیوں اونکا وطن یا
جز عشق نہیں مجھ کو کسی طرح کا فن یاد

ہر گام پر جو بشر بپا ہوتا ہی اونکے
ایسا ہی تمیز اوکار ہے چال طین یاد

ولہ

ہو کیا عجب جو کو چہ جانا میں آئے نیند
بیدار عمر بھر میں رہا تیرے ہجر میں
تاشتر آنکھ سے مری باہر بجائے نیند
گر وصل تیرا ہو تو یقین ہی سلائے نیند

وعدہ ہوا دن کا خواب میں آئی کا اے تمیز
بیداری کے عوض مری آنکھوں میں آئی نیند

غزل خلاص

منموم ہوا ہون جو ہو سے رنج و محن یا
کیا گل ہی تو اسی نام خدا باغ جہان میں
پشمرده ہوا دل جو ہوا غنیمت دہن یاد
وہ رنج اوٹھائے غم فرقت میں بھٹارے
گل کیا تجھے کرتے ہیں سدا سوجھن یا
کرتا ہی مصیبت کو مری چرخ کمن یاد

ہر داغ پہ اک داغ نیا تو نے کھلایا	کیا کیا نہیں ایشو خ تجھے حیلہ و فن یاد
دل کاوش مڑ گاتے ہو صد چاک و لکین	رکھتا ہی تری آنکھوں کی او تیر سنگن یاد
دیکھے کوئی عبرت کی نظر سے تو ہو معلوم	پوشاک بدلتا ہوں تو ہوتا ہی کفن یاد

بے مہری گردون نے ستایا ہی دل لیا
ہوتا نہیں بھولے سے بھی اخلاص و وطن یا

ولہ

پہلو میں تو نہ ہو تو بھلا کیوں نہ آئے نیند	آنکھوں میں تو پاپ ہو تو کیوں نہ آئے نیند
کوچہ میں اپنے دفن کی تجویز کیجیے	شاید کہ بعد مرگ بھی مجھ کو نہ آئے نیند
وعدہ کیا وصال کا آئے نہ ایک شب	کب تک بھٹارے صدمہ فرت اوٹھائے نیند
جب تنگ آگئے تو یہ بولے وہ ناز سے	قہر سے الگ رہے جو ہماری ستائے نیند
تکو تو ہکناری و بوسہ سے کام ہی	چاہے کیسی آنکھ میں آئے نہ آئے نیند

اوس چشم فتنہ زاکے عشق میں اتدن
اخلاص دیکھ بھرتا ہوں ابی گمائے نیند

غزل عیش

غربت میں کیا کرتا ہوں یوں اپنا وطن یا	صحرا میں ہو جسطرح بے بل کو چمن یاد
ایسا نہ ہو جو صبر پڑے تجھ پہ سنگمر	کرتا نہیں اس واسطے میں رخ و محن یاد
غمرہ نیا انداز نیا ناز نرالا	اس قسم کے اوشو کو ہین سیکڑوں فن یاد
سب کچھ تو گئے بھول محبت میں بھٹاری	دل سے نہ گئی آپ کی ای مشفق من یاد
نغمہ ترا اکر مرغ چمن کون سنے گا	تو نے نہ کیا عیش کا گر شعرو سخن یاد

ولہ

وہاں ہو وہ چین آئے تو شکل سے جانیں	یاں یہ قلق کہ جائے تو مطلق نہ آئے نیند
بیدار دل وہ ہوں میں کہ ہر چند آئے نیند	ہوش حواس تاب و توان لے نہ جائے نیند
آتا نہیں سمجھتا میں ہو اکیسا یہ انقلاب	جب اب میں وہ آئیں تو ہکو جگا کر نیند
آتی نہیں ہی موت تو اب ہی یہ آرزو	تا حشر ہجر یا رہیں ہکو سلائے نیند
شب باش ہو جو دیدہ بیدار ہیں مرے	میری طرح سے تم بھی کو ماسے ماسے نیند
نالہ مرا وہ تیر ہی یہ وصف او سمیں ہو	مثل نشانہ سارے ہوا کی اوڑا لے نیند

وہ چشم پر فریب جسے غش میں لائے عیش
پوچھے جو کوئی اوس سے تو او کو بتائے نیند

غزل عاشق

گل کس کو چمن کس کو کے سرو و سمن یاد	باقی جو رہا بھی تو رہا گور و کفن یاد
دیکھا تو لب غنچہ کے کچھ منہ سے نہ نکلا	آیا جو چمن میں مجھے اوس گل کا بدن یاد
فرقت کا گلہ وصل میں تا حشر رہیگا	بھولا میں نہیں ہوں ہیں ہی رنج و سخن یاد
گلزار بنے آتش جاں نوز نہ کیونکر	دوزخ میں بھی آئے جو ترا گل سا بدن یاد

عاشق کو کی طرح سے اب بن نہیں پڑتی
آتا ہی کسی شوخ کا بیسا ختمہ پن یاد

ولہ

اوس غنچہ لب کے ساتھ اگر جکوا آئے نیند	آنکھوں میں میری پھر تو نہ پھولی سمانیں
اوس پر حیا کے وصل میں گرا بھی جائے نیند	شرمائے وہ کہ حشر تک آنکھیں چرائے نیند

خواب عدم دکھاتی ہو اک پل میں آنکھ غافل وہ مجھ کو چھوڑ شب وصل چل دیے بے یار کام کیا ہو مرے پاس آنکھ کا ساتھ ملے پر ہی کے نیند بھی آنکھوں سے اڑ گئی دل میں خیال ہو جو کسی مست خواب کا مانند روز عید ہی اپنی شب وصال	اس طرح تجھے کون بھلا دل لگائے نیند بیداری کا چرا ہو ترا اس جائے نیند آنکھوں سے میری کدو کہ ہرگز نہ آئے نیند ایسا بھی کوئی ہو جو مری ڈھونڈ لائے نیند ہر خطہ ہر گھڑی مجھے کیونکر نہ آئے نیند اور شک مہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند
--	---

باندہ تصور مست جانان تو سو گیا
عاشق مثل یہ سچ ہو کہ سولی پہ آ کر نیند

غزل حافظ

گنہ گس ہو نہ غنچہ ہو نہ لالہ نہ چمن یاد کرتے نہیں تم ہکو کبھی مشفق من یاد فرقت میں دلا رام کی بنجو دھون یہاں تک کیونکر نہ اوٹھیں قبر سے یکبارگی مرکز کرتا ہوں تکلف کے عوض چاک کر بیان قسموں سے نہ کیا کیا ہوئے اقرار موکد ہیں فرقت دلا ر کے ایک ایک ابھی تک	ہو اونکے فقط چشم و دمان و لب تن یاد ہم ہو گئے ہیں آپ کی حنا طرہ تن یاد جانکو نہیں تن اور نہیں روح کو تن یاد قاسم نے کیا تیری قیامت کا چلن یاد آتا ہے مجھے جب ترا بیباختہ پن یاد وعدہ نہ رہا ایک بھی اسی عہد شکن یاد تکلیف و الم درد و عنایت و محن یاد
---	---

جھانکو گے کفر میں حسرت افسوس کے حافظ
رہ رہ کے جو آتا ہے تمہیں چاہ ذوق یاد

ولہ

آرام جان کی جان میں کیونکر بجائے نیند
 ہمسے تو ہجر یار میں آنکھیں چرائے نیند
 جب گھر کو اپنے جانے لگیں وہ تب آئے نیند
 ہنگام صبح پھر وہی رو داد پیش آئے
 کیا لطف ہو کہ جب مجھے آوے غنودگی
 سو طرح ٹال دیتا ہی سٹاب کی بات کو
 محشر سے شرط باندہ کے پھر کو پیش سوتا
 آنکھیں بین شل روزن در تظار میں
 وہ مجھ کو جسے چھوڑ کے سوتا چلے گئے
 ہوں چشم پر خمار کا مفتون نہیں ابید
 مدت سے دل کو چین جان کو قرار ہی

پہلو میں دل ہی جب ہو پھر کیونکر آئے نیند
 جب ہوش وصال تو او کو ستائے نیند
 آتاش ام او کو خوب تھپک کر سلائے نیند
 القصہ حشر تک بھی نہ جلوہ دکھائے نیند
 وہ شونچ چھیر چھیر کے میری اور آئیند
 دیوانہ ہو جو باتوں میں او کی گنوائے نیند
 جب عین صل یار میں دکھو بھجائے نیند
 دیدار بن کے یار کا یار بھمائے نیند
 ہر دم لب و زبان پہ ہی مائے مائے نیند
 جو جام بخود ہی مجھے اگر پلائے نیند
 غم میں خدا کسی کی نہ ایسی گنوائے نیند

سونا او سے نصیب اسے جاگنا نصیب
 حافظ کے بخت دون پہ کیون خا کھائی نیند

ردیف ال معجمہ

غزل ہنود

نقش ہی دل پہ مرے یار کے در کا تعویذ
 مرض کفر و ضلالت سے جو محفوظ رہے
 باندھے بازو پہ جو وہ بحر طلسم خوبی
 رکھتا ہی مرتبہ عرش معالی تعویذ
 تھا او نہیں معجزہ حضرت موسیٰ تعویذ
 کیون نہ دکھلائے خط موج کا نقش تعویذ

مجھ کو پیار بنایا ہو لب جانان نے | لکھیں اب میرے لیے حضرت موسیٰ تعویذ

بے خطر رہتا ہوں آسیب تنہا بج سے نمود
بن گیا دل کے لیے خال سودا تعویذ

ولہ

یون تو ہر قسم کا یار بھریا سر کا غنہ
کہتے تھے خامہ تصویر مصور لیکر
نامہ جب سیم تنوں کے لئے کرتا ہوں رقم
لکھوں اوصاف کسی رشک سیمیا کے دلا
ہاے اب یون سر شوریدہ میں مختل ہوئی
اوس شہسب کو لکھتا میں تو قاصد بشکر
جب پڑا خط شعاعی کو تو روشن ہیہ ہوا
پھر لکھیں صفت سراپا کو دلا بے کم و کاست
تھا یہ القاکہ ترے یار کا گھر ہی دل میں
مثل مضمون احادیث و مواعظ ہیں رقم
پر لکھوں نامہ سنم کو جو ہو پتھر کا غنہ
کہ نہیں لاتی تشکیل پیمبر کا غنہ
خامہ مذہب مرا ہوتا ہی پیر کا غنہ
گر لے چرخ چارم کی برابر کا غنہ
جیسے دفتر میں پڑے ہوں کوئی ابر کا غنہ
صورت آئینہ لہجہ آتا سکنہ رکاع غنہ
کہ نہیں جزو ورق مہر فلک پر کا غنہ
پہلے ماہین قد جانان کی برابر کا غنہ
گرد میرے جو اوڑا لیکے کیو ترکا غنہ
پڑا خطیب آ کے برابر سر منبر کا غنہ

تھی یہ حکمت نہ لیا ہاتھ میں خامہ جو نمود
کہ تھا لاتی محتر پیمبر کا غنہ

غزل عاقل

چمکا ہیکل میں تری ماہ جو زر کا تعویذ
خضر آسا ہمیں عامل کوئی کامل جو ملے
ایسا گرد و نہ پنین شمس و قمر کا تعویذ
بہر تخیل لکھیں جن و بشر کا تعویذ

چلے کھینچے کہ کماندار ترا تیر لگے	گوشہ دل میں کھین تیر کے پر کا تعویذ
اوس بت پر دہشتیں پر نہ موثر ہوگا	حضرت دل کوئی لادیتے اثر کا تعویذ

مرض عشق ہی عاقل وہ بلا ہو جسکے
گنہے دیکھے نہ قتیلے نہ اثر کا تعویذ

ولہ

چھو گیا او سکی جو شب زلف معنبر کا غنڈ	شک عہد سے ہوا بڑھ کے معطر کا غنڈ
ورق دل پہ لیا کھینچ ہو نقشہ اوٹکا	ایسا مانی کو ہوا تختانہ میسر کا غنڈ
ہفتشیں قاتل سفاک سنگر میرا	کیسا پہنچتا یا مرے قتل کا لکھکے کا غنڈ
عین فرقت میں لکھا چشم کے پردہ پہ انھن	نہ ملا مرد مون اس سے کوئی بہتر کا غنڈ
ورق دل پہ لکھ کر اوسے بھیجا نامہ	دشت غربت میں ہوا جب نہ میسر کا غنڈ
نامہ سوز جگر لے تو چلا ہی یا رب	خاک ہو وین نکھین جل کے کیو تر کا غنڈ

آیا یا سخاوتی صاف جو قاصد عاقل
خستہ کرتا ہو جگر کو یہ سنگر کا غنڈ

غزل عزیز

ہکو درکار نہیں سود و ضرر کا تعویذ	چاہیے حضرت من درد جگر کا تعویذ
پیش آئے ہی وہی جو خط پیشانی ہے	کیا کرے حکم قضا ورت در کا تعویذ
وہ پریزا دہی تسخیر نہ ہوگا ہدم	کرتا تا تیر شہر کو ہی شہر کا تعویذ
بل بے جوش اثر تیر نگاہ قاتل	ہو مشبک لحد خستہ جگر کا تعویذ
کوئی پوچھے گا زمانے میں نہیں تقدیر	لاکھ باندہ آکرین ہم فضل و ہنر کا تعویذ

دل چلا پھر ہی سوے کوچے قاتل یارب کوئی نہ رشک ہر دھڑکا شیدا ہی فلک شمع و لو میں تری جل کے ہوا ہی عاشق وصل دلبر ہو خدا آج میں ستر ہر کمر تیرے بازو سے صنم آنکھ لڑی رہی ہی تیرے ابرو نے ترے خال نے ہکھو مارا	شام غربت میں کوئی لا دے سفر کا تعویذ باندھے پھر تا ہی جو یوں شمس قمر کا تعویذ چاہیے قبر کو پر و انہ کے پر کا تعویذ لکھ دے ایسا کوئی پر جوش اثر کا تعویذ رشتہ رکھتا ہی مرے تار نظر کا تعویذ نہیں ممکن ملے اس تیغ و سپر کا تعویذ
--	---

پھر ناگھڑ صفت خامہ عامل ہوں غزیر
لکھ دیا حضرت من کوئی گھر کا تعویذ

ولہ

خیر لیجائے نہ ہر نہ کہو ترکا غنڈ گر کھلے میں سے عمل کا سر محشر کا غنڈ اشک غولے یہ کیا نامہ فرقت جو رقم زلف پر پیچ کا مضمون ہوا کھنا جنجال دم تحریر پر پڑا پر تو عارض جو تران صدقے کیون نامہ دلبر کے ہوا جاتا ہوں دست رنگین میں لیا ہی او سے گل و تولی آج کیا چاہنے والوں میں لکھاتے ہو ہمیں نامہ یار ہو شاید جو برائے تعظیم عین فرقت میں جو کیا ہی دلا نامہ یار	شوق دل سے مرے اور جا لیگا بے پر غنڈ غم سے لپٹے صفت گیسوے دلبر کا غنڈ ہو گیا بس صفت برگ گل تر کا غنڈ ہاتھ سے اپنے لپٹ جاتا ہی اکثر کا غنڈ سبز خط سے ہوا صفحہ اخضر کا غنڈ توبہ توبہ نہ خضر ہی نہ سکندر کا غنڈ پھول کر جامہ سے ہو جائے نہ باہر کا غنڈ اپنا پہلے ہی سے ہو غزل و فتر کا غنڈ سر پہ رکھ لاتا ہی ہر ہر سا کہو ترکا غنڈ کبھی آنکھوں پہ رکھا ہی کبھی سر پر کا غنڈ
--	--

گر دش چشم فسونگر کی جو لکھن تفسیر	حشر تک چہ چہ کھایا کرے چکر کا غد
چشم میگون سے نظر کچھ جو دیکھے ساتی	ہو روان صورت موج می احمد کا غد
دم تحریر ہو می نوشی کا گراؤ کو خیال	صاف بنجائے سمٹ کر وہین ساغر کا غد
عین پردہ میں صفائی ہی اوغنین نظر	پڑہتے عاشق کا ہین عینک لگا کر کا غد

ہو کے برہم صفت زلف وہ بگڑے ہین غنیز
دفتردل کا بکلیون غم سے ہوا بتر کا غد

غزل تمیز

کچھ ہی انداز غضب اور زالا تعویذ	آنکھیں کھل جائیں جو باندھے وہ نظر کا تعویذ
لکھدے پیار کو تو اپنے مسیحا تعویذ	جان لب ہی وہ اوسے چاہئے اچھا تعویذ
مجھے رہتا ہی خفا یا مرا ای عامل	آپ ملجائے وہ لکھدے مجھے ایسا تعویذ

صورت نقش قدم ضعف سے بے حس ہو تمیز
چومتا ورنہ یہ آکر ترے در کا تعویذ

ولہ

نامہ برنے جو دیا یا رکا آکر کا غد	بن گیا طائر دل کے لئے شہر کا غد
کسکو لکھا ہی جنون میں کہ لیے جاتا ہے	طائر سدرہ کی مانند کبوتر کا غد
ہجر میں کھائی ہی افیون ترے عاشق نے	ناز سے کھتا ہی پی لے کوئی دھوکہ کا غد
کوئے قاتل کا ہمارے یہی قاصد ہی نشان	قتل ہوتا ہی جو لیجا تا ہی اکشر کا غد
اس اشارہ سے شب وصل کو ہم جا گئے	حامل خط کو دیا یا رنے ہنسکر کا غد
جب تمیز اوس بت ہر جانی کو لکھتا ہوں	نامہ بر پھر تا ہی سیکر مرا گھر گھر کا غد

غزل خلاص

جب سے پہنا سرے دلبر نے نظر کا تعویذ
کس نے کھا ہی مرے درد جگر کا تعویذ
چشم جادو سے پریم و ترے دل ہی تسخیر
پاس عامل کے نہیں اسکے اثر کا تعویذ
پتلیوں میں مجھے رکھتے ہیں حسنا جہان
جب سے اوس یار نے باندھا ہوا نظر کا تعویذ

یار اپنا ہی بہر حال مددگار خلاص
گرچہ اغیار لکھیں روز ضرر کا تعویذ

ولہ

دل کے دفتر کے بہت دنسے ہیں ابتر کاغذ
جیسے صرصر سے اوڑے پتھر ہوں اکثر کاغذ
رسم دنیا کی یہی ہی جو ادا کی تھیں
تم نہ آئے ہمیں بھیجائے لکھنے کاغذ
حرف مطلب کو زبانی جو سنا قاصد سے
رکھ دیا ہاتھ سے بیدرد نے لیکر کاغذ
گنگلیا سلسلہ نامہ و پینا م بھی آہ
کر دیا چاک ستم گارنے پڑہ کر کاغذ
گم کیا راہ میں کس طرح قاصد خط یار
لے اوڑی کیا مری تقدیر سے صرصر کاغذ
قتل ہوئے ہوں جہان قاصد بجرم مدام
کہیں کس طرح سے یجا کے کبوتر کاغذ

خوب اخلاص سے کی رسم کتابت تھیں

ایسی گلیوں میں پڑے رہتی ہیں اکثر کاغذ

غزل عیش

ای پری ہی جو تر نقش کف پا تعویذ
جہنم یہ ایک ہی چلتا ہوا دیکھا تعویذ
دست و پا کی جو لکیریں ہیں ہوا یہ ظاہر
لائے انسان ازل سے ہیں یہ کیا کیا تعویذ
جو ہی مجنون رخ یار وہ کیا ہوش میں کی
لاکھ لکھ دین ورق مر یہ عیسیٰ تعویذ

جس پر یہ کو دکھایا وہی مستخیر ہوا
 عشق میں پہننے جو دیکھا اثر دل کے سوا
 کم نہیں مہر سلیمان سے ہی سہرا تعویذ
 کام کیا نہ کیسے کوئی گستاخ تعویذ

آہ کا پہننے کیا عیش فستیلہ روشن

مفلسی میں کبھی جب حب کا جلا یا تعویذ

ولہ

اوس مسیحا کو اگر بھیجوں میں لکھ کر کاغذ
 ہی مرا آب و صفائی میں جو گوہر کاغذ
 کھا کے رقتاں تم کی ترے ٹھوکر کاغذ
 بقراری کامری حال ہی جس نامہ میں
 نامہ لکھا ہی جو اوسنے خط تو امین مجھ
 سادہ کاغذ ہی جب یا مرے نامہ کاغذ
 جان پڑ جائے اوڑے بن کے بو تر کاغذ
 او کو حرفوں کے دکھائیگا یہ جو ہر کاغذ
 اسی جفا پیشہ بن صنفہ محشر کاغذ
 چاک کرتا ہی لفافوں کو وہ اکثر کاغذ
 وصل کا کرتا ہی ایسا وہ مقرر کاغذ
 ہو گیا محبو وہ آب دم خنجر کاغذ

اپنے ہمراہ میں کچھ اودن شبیہ جانان
 عیش گر محبو زرافشان ہو میکسر کاغذ

غزل عاشق

اوس کے بازو پہ ہی دنیا کی نظر کا تعویذ
 یاد ہی کسکو محبت کے اثر کا تعویذ
 حور و غلمان پری جن و بشر کا تعویذ
 کون لکھ دے مجھے اس درد جگر کا تعویذ

گو رکن چاہیے تعمیر ابد تک قائم
 قبر عاشق سے قیاست ہی جو سر کا تعویذ

ولہ

نہ تو قاصد نہ صبا ہی نہ کبوتر کا غنہ نامہ سوز درون یار کو کیونکہ لکھون اوس سے پیغام زبانی ہی صبا کہہ بچو وصل کی یاد زبانی بھی دلانا قاصد لکھنے بیٹھا جو میں اوس آئینہ رو کو نہ ہی جو ایمائے شب وصل خط جانان میں ایک مضمون مری حیرانی کا وہ آدیکھے	کس طرح جا بیگا اوڑھ کر مرا بے پر کا غنہ آہ کے ساتھ ہی رہا تا ہی جگہ کا غنہ نہیں آتا کوئی لکھنے کو میسر کا غنہ بھول جاتے ہیں وہ اکثر مرا پڑھ کر کا غنہ خامہ حیران مرا ہو گیا ششدر کا غنہ اور ملفوف لفافہ کے ہوا ندر کا غنہ چار سو جس نے نہ دیکھا کہیں ششدر کا غنہ
---	--

دفن کر دیجو کوئی ساتھ مرے نامہ مرا
چاہیے مجھ کو یہ عاشق کی محشر کا غنہ

غزل حافظ

تجھ پہ کھلتا نہیں کچھ نقرہ و زکات تو نہ نقش چلتا ہی نہ گڑا نہ فتیلہ لیا شعر چوئی کے نہ کیوں آج قلم سے نکلیں مکجود و پرزے دیے اور کما عال نے چشم بہ دور ہوئی آنکھ کھلی بد بین کی دیکھتے ہی بت بے مہر ہوا ہی منت ساد جان من خیر تو ہی کس لیے آج انکلی پاس سوز کی مینے یہ لتو نہ بہت اچھا ہی	چاہیے تیرے لئے شمس و قمر کا لتو نہ جیسا چلتا ہو گل اندامونہ زکات تو نہ ملگیا ہی مجھے اوس شوخ کے سر کا لتو نہ دیکھو تبدیل نہ ہو شام و سحر کا لتو نہ باندھا بازو یہ جو دلبر نے نظر کا لتو نہ ہمنے دیکھا نہیں اس زور و اثر کا لتو نہ بازو و نکا ہی نہ سر کا نہ کمر کا لتو نہ بولے باندھیں گے نہ ہم آپکے گھر کا لتو نہ
ہی مجھے حافظ مطلق پہ پھر حافظ	کیا کروں مانگے غیار سے در کا لتو نہ

ولہ

نہ رکے دم کی طرح یار کا دم بھر کا غنہ
 فرط شادی سے رکھوں دیدہ و سر پر کا غنہ
 ماتھ میں لیکے وہ کر دیتا ہر جھر جھر کا غنہ
 بن کے قاصد لئے آتا ہی کہو تر کا غنہ
 لیلیا ماتھ میں کیوں تو نے سنگر کا غنہ
 ہو رگ ابر تلم بال سمندر کا غنہ
 ناخدا کلک رسن حرف ہیں سنگر کا غنہ
 بھیجے جاتے ہیں عبث آپ برا بر کا غنہ
 روشنی میں رخ خورشید سے بڑھ کر کا غنہ
 کہ مجھے بھیجا ہوا غبار کا رکھ کر کا غنہ
 تھر تھرانے لگے مثل دل مضطر کا غنہ
 اسکے باعث سے ہوا مثل شجر کا غنہ
 روشنائی قلم و قط زن و مسطر کا غنہ
 حافظا ہونہیں سکتا کبھی تھر کا غنہ

شوق کتنا ہی کہ جب تک ہو میسر کا غنہ
 حال دل لکھ کے جو بھیجے مجھے دلبر کا غنہ
 نامہ بردیتا ہی جسم مرا جا کر کا غنہ
 لوگ بے پر کی اوڑتے ہیں کہ بیزار ہیں نہ
 محض قتل کی تصدیق جو منظور نہ تھی
 گریہ و سوز کا جو حال لکھوں میں اپنے
 کشتی قلب ٹھہر جاتی ہو خط لکھنے سے
 اوسنے لکھا ہونہ لکھے گا جواب نامہ
 رو سے روشن کا اگر وصف لکھا جا تو ہو
 مینے کھولا جو لافہ تو ہوا یہ طنا ہر
 ہیرا رسی کا لکھوں حال میں اپنی تو معاً
 طبع رنگین گل اندام کے لکھے جو صفات
 خط لکھیں یار کو کس طور کہ ملتا ہی نہیں
 نقش ہو کیونکہ دل یار پہ حرف مطلب

ردیف راہِ مہلہ

غزل نمود

جان دیتا ہوں ازل سے اوس تم ایچاؤ
 صد قی سوا انصاف کر دوں کسی اک بیدار پر

<p>نالے سوے گنبد گردون چلے جاہن آہ آتش رنگ خاکر ہودم و رزش صنم ہو گل رخسار پر او نکے فدا اگر عندلیب زندگی ہو مجھہ اسیر زلف کی بخیر سے ہو وہ شوخ تند خواہیسا اگر کھینچتی شبیہ حسین مسکن بنا کر بیٹھی ہیں شل مکین ہو وہ ظالم طفل نادان دیتا ہو کر حکم قتل</p>	<p>تیر گویا مارتا ہوں بیضی فلاد پر پہنچنا خے کا گمان ہو پنجہ فلاد پر قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر موت کا آنا جنون موقوف ہی حداد پر لال ہو جاتا غضب سے قلم بہزاد پر آفرین میرے نشان خانہ برباد پر کھیلتی ہی موت عاشق کی سر جلا د پر</p>
---	--

ایسی ایجادیں وہ دم میں لاکھ دکھائے ملو
نازکب موجب کو جو اس عالم ایجاد پر

ولہ

<p>کب رہا ہوں میں شادمان ہو کر خاشی میں بھی سو زخم ہی مجھے اہل عقبی کہیں فسانے مرے شیب کی عقل یاں شباب میں ہی کشتی عہد ساتھ جاتی ہی میرے دشمن جو تھے نہ تھے دقن ہوں نہ غافل شب جوانی میں تیرا دنبالہ قتل بنا کو خاکساری ہو سر بلندی میں</p>	<p>کہ ہنسی آئی تو فغان ہو کر کیون بنا شمع بے زبان ہو کر جاؤں دنیا سے داستان ہو کر پیر ہم ہو گئے جوان ہو کر پڑ کیا میں چلتا ہوں بادبان ہو کر جنگلے دوست راز دان ہو کر رات کا ٹون یہ پاسبان ہو کر نکلا ہی تیغ اصفہان ہو کر کیون زمین میں ہوں میں آسمان ہو کر</p>
---	--

یہ دعا بہر حضرت علیا	مانگتا ہو میں شادمان ہو کر
----------------------	----------------------------

تخت جنت ہو وان نصیب نمود	اور رہے یان شہ جہان ہو کر
--------------------------	---------------------------

غزل عاقل

وار لاکھون میں کیا مجھ عاشق ناشاد پر ہکو پابند قفس کرتا نہیں فریاد پر کیا کمربند ہی ہو ظالم نے مری بیداد پر سینکڑوں خوشرو جوان کیسے ملائی زخاک طوق ہو گردن میں میری پادشہن پری پری کوئی مثل گل شگفتہ کوئی مثل خار ہی مسکرا کے قتل کرتا ہو تو قاتل دیکھنا یا آہی خیر کرنا کس بلا میں ہوں پھنسا زنگ و بوہر ہی ہزاروں عنایہ کا ہجوم	واہ واجلاد پر اور آفرین اس یاد پر اوس کیسی پڑ گئی ہی آجکل صیاد پر داد پر بیداد ہی بیداد ہی بیداد پر بے بسی ہو بس نہیں چرخ ستم ایجاد پر ایک نالہ سے قیامت ٹوٹے گی صداد پر ہکو حیرت آتی ہو اس گلشن ایجاد پر بن کے جو ہر خون ہنسی کا خنجر فلاد پر دل مرا مائل ہو اجواہر ستم ایجاد پر قمریان صدقے ہیں قد غیرت شمشاد پر
--	--

عاقل تفتہ جگر کی فصیح و جشت میں لی	چھالے کیسر پڑ گئے ہیں شش فضا پر
------------------------------------	---------------------------------

ولہ

موسے سر بارہین گراں ہو کر	تنگ آئے ہیں ناتوان ہو کر
غم کے دریا میں بادبان ہو کر	کشتی تن چلی روان ہو کر
ہوں وہ ثابت قدم ترے در پر	رہ گیا سنگ آستان ہو کر

ماہر و تبحر سہنے جب دیکھا بار بار یہ ہوا مرے قاصد ساتھ باد صبا کے چھپ چھپ کہ دل سے گہر کے آہ نکلے ہے وصل میں یوں زبان میں د ترجیحی نظروں سے چپکے صید کیا کیا ہی اوسوقت میں لئے ہنسنے سوے کا کل چڑھے ہیں کیا تر	ٹکڑے دل ہو گیا کتان ہو کر لاغری سے میں بے نشان ہو کر پہنچا اوس تک ہوں ناتوان ہو کر لیک مشروط الا مان ہو کر آدعا دون میں دوزبان ہو کر تیرا رے مجھے کسان ہو کر بو سے خنجر کے نیچاں ہو کر اک ذرا سے مزاج سد ان ہو کر
---	--

مارگیو کو چھوڑاے عاقل

کاٹ کھا گیا دوزبان ہو کر

غزل عزیز

بن کے جوہر رہ گیا کیا خنجر فولاد کیا ہواے باغ بگڑی ببل نا شاد پر پھر کہاں گلشن کسان گل آگئی جہم خزاں ہوٹھ ہم حسرت سے پاٹیں چوم لے وہ دگر لب جب چلا پیش جوانان چین وہ سرو قد کر دیا اکدم سبک بارگر ان ستر آج رائیگان جاتے ہیں کوئی نا لہائے عاشقان ہم سو داسے سرگیو نے مارا جرمین	مرحبا صد آفرین اپنے دل نا شاد پر وام میں بچائے ہی گلچین نوچے ہو صیا د پر پھولتی ہیں بلبلین ہستی بے بنیاد پر رنگ تازہ زبان حسانہ بہر اد پر نا تراشیدہ ہوئیں کیا بھستیاں شمشاد پر لوٹ ہو دل کیون نہ دست و بازو جلا د پر گل سراپا گوش ہیں ببل تری فریاد پر ہو کے برہم آپ بگڑے کیون مری فریاد پر
---	---

یاد ہوتی ہی ہمیں کیا حسرت فرما دو قیس	آنکھ پڑ جاتی ہو جب چرخ ستم اچھا دپر
نقش پاگسرو قد کا ماتھے آوے بھر دید	لات مارین قمریان اوگر سرشت کا دپر
جوش اشک بیلان ہی باغبان شبنم ہنیں	پھر نہ جاؤ آج پانی خانہ صیبا دپر

اپنی جان بازی بھی فخر عاشقان ہی عجز نر
خانہ تھا عشق کا کیا قیس اور فرما دپر

ولہ

دل مرا عاشق بتان ہو کر	رہ گیا سنگ آستان ہو کر
آج تم میرے میمان ہو کر	خانہ تن میں آؤ جان ہو کر
کیون نہ گرد و نیپہ ہو دماغ اپنا	آیا مہر و ہی مہربان ہو کر
کہیو باد صبا و سہی قد سے	رہ گئی سر و بوستان ہو کر
تیری شمشیر آبدار ستم	رہ گئی جسم میں زبان ہو کر
نالوانی سے تار دامن کے	او بچھے پاؤں میں پیریان ہو کر
گر ٹپے اوکے پاؤں غیشین	بو سے لیتے ہیں نالوان ہو کر
جھک گیا تیرے تیرے قد پر	رہ گیا غم سے ہون کمان ہو کر
تیرے ناقہ کے ساتھ ہی لیلی	قیس ہنچیکا ساربان ہو کر
دل نے خون ہو کے بوسہ پایا ہی	جم گیا لب پہ رنگ پان ہو کر
آج زخم جس کے گل دیکھو	جاؤ گلشن کو میرے یان ہو کر
بند ہووے کیون دہن اپنا	غیر بولے ہیں اک زبان ہو کر
بام پر ماہ روجو آجاوے	لکڑے ہو جائے دل کتان ہو کر

تیر نالہ کا اسی کسان ابرو ناتوانی سے دم مرا ایجان وصف مہر سے یہ زمین غزل	دم میں گردہ گیا لامکان ہو کر سنگ سینہ ہو اگر ان ہو کر چکی گرد و نیہ آسمان ہو کر
نہیں کہتے عزیز آپ غزل پیر بنتے ہو کیون جوان ہو کر	
غزل تمیز	
آپ تو پہلے نظر رکھتے تھے میری داد پر راز میرے قتل کا افشا ہوا انا سے ستم عشق میں اوس بحر خوبی کے ہی جب آشنا جو رکھے ہیں کراٹا کا تبین نے آپ کے آنکھ میں سرمہ دہن میں پان اور لب پر صحر اپنے کرنے کے ہیں صاحب جقدر کا جہان جان دیتی ہیں رخ گلگونہ او کے بلبلین بازی طفلان نہیں ہی جب کہنچ تصویر یار	غور کچھ کرتے نہیں ہوا ب مری فریاد پر خون کا قطرہ نہ گرتا دامن جلاد پر رنج سے راحت نگذری اس دل ناٹاؤ داد ہم پائین گے روز حشر ان بناؤ دلبری کی ساری یہ ایجا دہی ایجاد پر منحصر رکھے ہیں ہمنے آپ کے ارشاد پر قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کلک قدرت کا ہو عالم خاتمہ بہزاد پر
یار کے آنے کا مشرودہ جو سنا ہوا می تمیز آج شادی کا اثر ہی اس دل ناٹاؤ پر	
ولہ	
عاشق حسن موشان ہو کر پہلی دل کو راز دان ہو کر	پھٹکیا دل مرا کتان ہو کر اسی صبا آئی تو کمان ہو کر

<p> بیٹھ کر اوسکے در پہ مین اوٹھا کھینچے از خود ہی یار کی تصویر ابروئے کج ادا نے نظروں سے دل بیل کو بیکلی ہے عبث راہ سے اونکو کسے بہکایا دل میں چھپتی ہی یار کی مرگان وصل کا راز سن کے غیروں نے داغ سینہ کے رنگ لائے ہیں مانگ شب بھر مزہ دکھاتی ہو لب خنجر پہ خون عاشق کا قتل کرتی ہی جنبش ابرو </p>	<p> رگیا سنگ آستان ہو کر رگہی دل میں حرز جان ہو کر تیرا راجھے کسان ہو کر پھر بہا را نیگی حزن ان ہو کر وہ تو آئے تھے مہربان ہو کر ناوک و خنجر و سنان ہو کر مجھے بگڑے وہ راز دان ہو کر گدازان گاہ بوستان ہو کر تاب گوہر سے لکشان ہو کر رنگ لایا ہی رنگ بان ہو کر برش تیغ جانستان ہو کر </p>
--	---

گھر میں رونق ہی آج کیا ہی تیز
 وہ جو آئے ہیں سیہان ہو کر

غزل خلاص

<p> طوق طاعت مہنے پہنا ہی اسی بنیاد پر دم نکلتا تھا وہاں کی جنبش ابرو کے ساتھ نوک مرگان کی خلش ہو کام جنبش عاشقان امی صنم اتنا غور حسن بھی لازم نہیں ایک نظارہ پہ کر دین جان شیریں کو فدا قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کیا روانی اندون ہی خنجر فولاد پر کب شفا موقوف ہی ان شتر فضا دہر اعتبار ہستی ہو ہو مے بنیاد پر تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرما دہر </p>	<p> قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کیا روانی اندون ہی خنجر فولاد پر کب شفا موقوف ہی ان شتر فضا دہر اعتبار ہستی ہو ہو مے بنیاد پر تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرما دہر </p>
---	--

بتلائے فکر گوناگون ہوئی طبع رسا داد عالمگیر اس اخلاص کی فریاد پر		
ولہ		
آج وہ مجھ پہ مہربان ہو کر کیا حسینوں کی دیدہ بازی ہو تیری کج بازیوں سے چرخ نکس نقل گردش میں جبکہ آتی ہو کر سکے کیا بھلا کوئی دشمن	رہ گئے میرے میہان ہو کر پھرین آنکھوں میں تپلیاں ہو کر بن گئے پیر لو جوان ہو کر چوک جاتی ہی نکتہ دان ہو کر ہو رہے دوست مہربان ہو کر	
رہے اخلاص جان نثار ترا تو رہے اوسکا قدردان ہو کر		
غزل عیش		
ایک کیا اذکو تو سو سونا نہیں بیدار پانی یہ معراج عاشق نے ترے ہو کر شہید کلمہ سکا سارا نہ شوق وصل و گھس گھس گیا زندہ ہین نہر چھوٹ کر سنگ درجاناں سے جو تم ہمیں بھولے فراموشی اسید کا نام ہے آتش ہجران نے جان تن کئے خاک سیاہ	ہی تصور اپنا ہی ہم مائل ہوں گرفتار رقص کرتا ہی سراوسکا نینرہ بھلا دیر قط پتہ دیتا رہا میں خامہ فولاد پر ہی بجا گر طعنہ زن وہ شخص ہین فریاد پر مہ کمان وہ ہم جو بھولے تھے مٹھاری یاڈ کیا کر گئی گر کے بجلی خرمن برباد پر	
اوکی نظروں میں سبک جسے ہوئے عیش ہم ہو گئے ہن بار اپنی خاطر ناشاد پر		

ولہ

استحان لوجہ مستردان ہو کر	سرکفت آؤن شادمان ہو کر
نور آنکھوں میں تن میں جان ہو کر	یان رہو آپ مہربان ہو کر
کام حاصل کیا ہی مرٹ کے	نام پایا ہی بے نشان ہو کر
ہوں وہ ببل کہ میں ہمیشہ رہا	گل میں بو کی طرح نہان ہو کر
ہجر جانان میں چادر ہتاب	گر پڑی مجھ پہ سہسان ہو کر
ریشک رخ سے بھٹارے محفل میں	اوڑ چلی شمع اب دھوان ہو کر

عیش انسان سے فضل ہو

فائدہ کیا فرشتہ خان ہو کر

غزل عاشق

قریہ دعویٰ غلامی کا ہی کس بنیاد پر	سرخ و د عاشق ہی میرے غیرت شمشاد پر
پھرتی ہو آنکھوں میں چپ کر او کی چشم دلفریب	حور کا ہو کا ہی تجھ کو ایک آدم زاد پر
صورت یا جوج کیا اعدا پس لوار ہیں	قہقہہ زن ہیں جو میرے نالہ و فریاد پر
گر دیو نہیں ہی خاں دل میں یہ الفت کی بنا	گھبرا بیٹھیں گے اکدن عشق کی بنیاد پر
ہم صغیر و ہر مائی میں اسیر کا مزہ	مرغ دل مائل ہی دام گیسو سے صیاد پر
عشق گیسو میں کسی حداد پر تہمت ہو کیا	بیریاں پہنی ہیں ہم نے عمر کی بنیاد پر
جب شبہ یار کو دیکھا تو بخود ہو گئے	نقشہ حیرت نے جایا مانی و ہزاد پر
سیر گلشن دیکھ کر مقتل مجھے یاد آ گیا	دار کا ہوتا ہوا ہو کا قاصت شمشاد پر
فرمانبرداری اسے کہتے ہیں السی فکر میں	یہ غزل عاشق نے لکھی آپ کے ارشاد پر

ولہ

آہ سے نکلے ہو دھوان ہو کر	آتش عشق یوں نہان ہو کر
رہکیا تن میں دھجیاں ہو کر	جوش حشمت میں اپنا جائزہ تن
سیری کشتی کا بادبان ہو کر	لیچل اوس بحر حسن تک ایابر
عشق میں آنکھوں سے روان ہو کر	مجھپہ طوفان اوٹھاتے ہیں لڑیکہ
وہ تقدیر داستان ہو کر	دیتے ہم دل ہیں تم نہیں لیتے
تیغ قاتل چلی زبان ہو کر	دہن زخم دیکھ کر خندان
رہ گیا سنگ آستان ہو کر	اوسکے در سے پھرانہ قاصد کیا
دل بیل کی داستان ہو کر	گوش زد ہو صبا تو اوس گل کے
رہ گیا سینہ میں نہان ہو کر	کسی بیدرد کا یہ تیرے گاہ

اوسکے کوچہ کی اب زمین عاشق
رنگ بدلے ہو آسمان ہو کر

غزل حافظ

ناز ہو اپنے ہر جذبہ و فریاد پر	اونکو غرہ اپنے حسن و غرہ و بیداد پر
حوصلہ بڑھتا ہی جاں بازی کا ہر بیدار پر	بے سبب مرتے نہیں ہم اوس ستم ایجاد پر
آنکھ بڑھ جاتی ہی تعلیق کے جب صا د پر	محکوم آجاتا ہی اوسکی چشم میگون کا خیال
خون کا ہو گا بسا ناگردن جلا د پر	ہی ترے ابرو کا ایما قتل کی میرے دلیل
بھیج دے لگا شوق میرا مارے اپنا یاد پر	مفت لون کیوں بار احسان تیرا ہی پیغام
سب بھروسا کر کے جاتے ہیں مسافر زاد پر	تو شہر عشقی منرا ہم چاہیے کرنا ضرور

سرکشی لازم نہیں اپنی کمالی زہر پر واعطا حورین ہیں غائب دختر ز پیش من نالہ کرتا ہوی دلبر تمھارے ہجر میں داغ خون میں ہیں گویا اور ہیں جو ہر حروف سخت جانوں نے نہیں پلاٹا ہے آپ کا	تہ نازل ہو گیا اکدم میں قوم عاد پر اب چلون کہنے پہاؤ کے یا ترے ارشاد پر کام تیشہ نے کیا تھا جو سرفرما د پر قتل کا محضر ہو گیا خنجر فولاد پر منہ کی کھاؤ گے نہ بھولو خنجر فولاد پر
---	---

یا د کرتے کرتے او کو بھولا حافظ آپکو

مرحبا اس بھول پر صد آفرین اس یاد پر

ولہ

تم زبان میں رہو بیان ہو کر بھیدت کھول راز دان ہو کر دیکھ کر مجھ کو انتظنا رہے مجھے رہتے ہیں وہ ہماری نظروں میں ایز میں نے مجھے نہ تو تکلیف سیر حیرت فرا دکھاتے ہیں بے تکلف خیال لب میں کس طرح جا بیگی شب فرقت پہنچے ہم کوے یا تک لیکن	اور قالب میں میرے بیان ہو کر دشمنی کرنے مہربان ہو کر پہر گیا یا رہسربان ہو کر لیک مثل نظر نہان ہو کر شیوہ یار و آسمان ہو کر داغ دل رشک بوستان ہو کر گھر کیا میں نے ناتوان ہو کر جگمگی مغز استخوان ہو کر کیا بتائیں کہاں کہاں ہو کر
---	--

نگ و ناموس کیسا اسی حافظ

پاؤ گے او کو بے نشان ہو کر

غزل عسکری

کیا ہی جو بن ہر قیامت قامت جلاؤں
دیکھ میرا ضعف او سپر ہو گیا ایسا دیاں
سرو کے کھینے سے بہستان بن توں بریم ہو یا
ضعف سے ہوا کہ بھی لب تلک انا محال
جسکی برانی سے حیران تیغ و خنجر تک ہو
قریان بھیتی نہ کیو نکار بکھین شمشاد پر
لونا بھاری ہو گیا ہر دیکھ لوحہ اد پر
رحم کرتے سب ہیں صاحب بندہ آزاد پر
ایر ہو گیا نالہ آوے پھر مری امداد پر
طعنہ زن ابرو کیوں ہونے ششہ فولاؤں

عسکری ترک سخن کرتی ہر نا قدری ضرور
جب بھلا اہل سخن کے بند ہوں لب اد پر

ردیف زائچہ

غزل نمود

چلا وہ گل تو ہو یوں گلستان سبز
خدا اک آن میں سو جانے ہو رنگ بہا
چراغ ماہ پر فانوس سبز کا ہو گمان
جہان میں حورو پری میں بزم نکہت گنگ
جو یاد آئی کسی شعلہ رو کا سبز خط
جو جوش گر چنوں ہو رنگ ابر بہار
ہر ایک بھرنے لگا طوطی ہمار کا دم
یہ روسفید ہیں جبت ہی سبز بختی کی
کہ جیسے ہو قدم خضر سے بیابان سبز
یہ حسن سبز سے ہی نخل قد جانان سبز
لباس پہنے جو وہ رشک ماہ تابان سبز
ہو ایہ گلشن عالم میں حسن انسان سبز
تو نکلا دل سے میرے دودا ہ سوزان سبز
تو آب اشک کرے کوہ اور بیابان سبز
عجب ہو کیا ہو پر ہد ہد سلیمان سبز
نہیں گیا ہ سر مدفن شہیدان سبز

منو دہونہ خط سبز مصحف رخ پر
لکھے نہ کاتب قدرت حروف قرآن سبز

ولہ

نزدیک تصور سے ہوی دور کی آواز
وہ برق تجلی ہیں بنائیں ہم تن گوش
سنتا ہوں تقبل کی صدا وقت عین
وہ زار ہوں دل سے جو چلی خلق میں ٹھہری
بدخواہ نکو کار شقی ازلی ہیں
برسات کا آنا ہوا فرقت میں قیامت
فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز
ایکاش سنون برق سر طور کی آواز
اب کون سنے بلعم با عور کی آواز
تالاب نگہی عاشق رنجور کی آواز
آتی ہی یہی بلعم با عور کی آواز
ہر وعدہ کی آواز مجھے حور کی آواز

وہ رند خرابات کس میں ہیں منو دآپ
تقلیل کو کس میں بادہ انگور کی آواز

غزل عاقل

یہ زخم سبز سے اپنا ہوا گریبان سبز
دسا ہی انہی کا کل نے تیرے جگوںم
منو دعارض گل رنگ پر نہیں سبز
لکھے ہیں سبزہ خطونکے جو وصف میں شہا
نہ ہوگا ایسا کوئی دامن بیابان سبز
حد سے اوکی اوگا سنبل پریشان سبز
لکھا ہی کلک زمر سے حق نے قرآن سبز
بسان صحن گلستان ہی اپنا دیوان سبز

گری ہیں بچلیاں آہونکی اس قدر عاقل
ہنوگا ابر سے اپنا کبھی بیابان سبز

ولہ

یہ نالہ دل ہو کہ کوئی صورت کی آواز سکر تری باتیں نہ اوڑے کیوں ل عالم شاید کہ تپ غم نے کیا خاک حلا کر دیکھا تو مقابل نہ ترے حور و جنان ہیں موسیٰ کوئی ہو دے تو سنئے کان لگا کر	شعلہ کی بھڑک ہو دل محرو کی آواز لہجہ جو پری کا ہو تو ہو حور کی آواز آتی نہیں اب تو دل رنجور کی آواز اک دل کو بھاتی ہی عجب دور کی آواز غاموش نہیں ہی شجر طور کی آواز
---	---

ساکت ہو عجب فرط غم و رنج سے عاقل
لب تک نہیں آتی کبھی مہجور کی آواز

غزل عزیز

کیا یہ سبزہ خط نے ہی روئے جانان سبز سر شک چشم سے میرے اور آہ سوزا لے جو وصف سبزہ خط میں کبھی لکھوں نامہ گرا کے برق شرابا خاک کر ڈالے جو پھیرا دست خنائی تو لہلہایا خط جو سرخ زخم جگہ سے مرا گریبان ہی ہمارے دیدہ تر سے ہیں زخم جیسے ہرے نہ ہووے بارش باران لطف حق جب تک	کہ لعل لب بھی بنا طوطی خوش احسان سبز سیاہ ہلکے ہوا کوہ تو سیا بان سبز ابھی چینی کبوتر ہمارا ایجان سبز کیسی کشت کو دیکھے جو چرخ گردان سبز تماشا ہی تر آتش ہوئی خیابان سبز کرینگے دیدہ تر دامن بیابان سبز کرے نہ کشت کوئی ایسی ابر باران سبز کرے نہ تخم تناکو آب حیوان سبز
--	---

جو آیا لیکے گلستان عزیز وہ گل تر

بسان تھمتہ گلشن ہوا دبستان سبز

ولہ

<p>در پردہ سنی بہت مغرور کی آواز بڑھنے نہیں دیتی دل رنجور کی آواز کیون لڑتے کے یہ شیشہ دل چور نہ ہو جا خاموش نکلیں اشک روان ہوں شرکان ہم سر کو اٹھاتے ہیں کوئی آپکے در سے چلائے نکلیں تخت جگر آسہ شرکان پردہ سے ہمیں بھی تو سنا دو کوئی گفتار شیدا ترے حسن کے کیوں جن و بشر ہوں اسی چرخ کس ہو گا اوسی دن تجھے معلوم نزدیک سے دیکھا تو ہما تھا ترا سایہ مرقد میں گمان ہو گا ہمیں نالہ دل کا ہو عشق کا سردار وہی جو ہی سردار</p>	<p>کیون قرب قیامت کا نہ ہو دور کی آواز چیخے تو قیامت ہو کہ ہی صور کی آواز پتھر سے نہیں کم بت منور کی آواز کب دار سے آئے سر منصور کی آواز جان بخشی ہی ایجان تری دور کی آواز تھی دار پہ خون سر منصور کی آواز موسیٰ نے بہت جا کے سنی طور کی آواز ہزار پری نور قمر جو کی آواز جسدن کہ شہر اوٹھے صور کی آواز سچ ہو کہ ہوا کرتی ہی خوش دور کی آواز ہو وگی سرافیل کے جب صور کی آواز ہی دار پہ یہ حضرت منصور کی آواز</p>
---	---

سن سن کے غزل آپ کی کہتے ہیں غریب
 چپتی ہو کوئی سا غم مشہور کی آواز

غزل تمیز

<p>ہو آج وصل سے میرا نہال ارمان سبز فراق سبزہ خط میں جو رویا میں جشی ڈ ہمارے دیدہ گریان پر رحمت حق ہو نہیں یہ سبزہ خط اوکے مصحف رخسار</p>	<p>لباس تنے جو پہنا ہی ایلر بھان سبز تو آب اشک سے کو سون ہوا بیابان سبز کہ خشک سالی میں ہوتی ہو کشت دہقان سبز لکھے ہیں کاتب قدرت نے حرف قرآن سبز</p>
--	---

لباس سبز ہو قاتل کا مرہم زنگار | لگا کے بچا کر دین میں بھی زخم خندان سبز

صفت لکھی جو تمیز او کے سبزہ خط کی

ہوا بزرگ زمرہ مرا قلمدان سبز

ولہ

ہی شور جہان میں کہ یہی ہی صور کی آواز

فردوس سے آتی ہی مجھے حور کی آواز

بیل کی شاہ نہیں عصفور کی آواز

خوش بکجو نہیں آتی ہی منہ سرور کی آواز

سنتا ہوں کسی کی جو کبھی دور کی آواز

کیا غبی کی ہی صاحب مقدور کی آواز

کرتی ہی قیامت دل رنجور کی آواز

سن لیتا ہوں ج شوق کی میں دور کی آواز

اعلیٰ کے سیطرہ نہ ادنیٰ ہو برابر

ہوتا ہی بہت اوس سے طبیعت کو تنفر

ہوتا ہی گمان متا صد گم گشتہ خود کا

آجاتے ہیں دس ایک کو بھی گروہ پکاری

رو نہیں تمیز اپنے جو نالوں کا سنون شور

جانے وہ کہ دریا کے ہی یہ پور کی آواز

غزل خلاص

مری نظریں سہاتا نہیں گلستان سبز

اوگی ہی دوب مگر گرد آب حیوان سبز

کہ باغ و بہرین ایسا نہ ہو گلستان سبز

بسا ہوا لکھو نہیں جہنم سے خط جانان سبز

گمان ہو خضر لبو پنہ جو سبز خط دیکھے

کھلائے سبزہ خط نے وہ گل مرے دل پر

جلا ہی سوز غم زلف میں یہی دل خلاص

کہ دود آہ سے پیدا ہوں سہلستان سبز

غزل عیش

جو پہنے جامہ وہ ہم مرتبہ سلیمان سبز	بلائیں آکے لیں قرآن جائیں پر یان سبز
صدائے غنچہ کو پیغام مرگ سمجھے ہم	بزرگ زہر ہو بے یار یان گلستان سبز
بجھائے قاتلا گر میرے آب زہر میں	تو کیا عجب ترے تیرون کے ہو دین پیکان سبز
کھلا یہ تیغ کا کیا تیری جو ہر ادرون پر	کہ اوکے ہول سے ہی رنگ وٹی انسان سبز
وہ سبز بخت ہوں سایہ اگر مرا پڑ جائے	تو رنگ بدلے اوسیدم ہوشاخ مرجان سبز

دعا یہی چین دہرین ہی علش مری
خزان نہ آئے رہے نخل قد جانان سبز

ولہ

سن لون جو میں شتاق خدا صور کی آواز	ہو میرے لیے وہ دہل دور کی آواز
حق ہی یہ جو ہر دار پر تصور کی آواز	ہو گی نہ بلند اس سے کبھی صور کی آواز
بیٹھی ہو کچھ ایسی ترے سحر کی آواز	ہو جیسے کہ کھائی ہو سیندور کی آواز
مان سنگ فلاخن کی طرح لگتی ہو آکر	غصہ میں دمان بت مغرور کی آواز
باتوں میں ہلا وہ لب پاخور دہ سبھا	ہو جنبش برگ شجر طور کی آواز
میں عشق مجازی سے حقیقی کو جو پہنچا	نغمہ ہو میرے لیے زنبور کی آواز
جنت تو بہت دور ہو ای حضرت زاہر	بولیں تو سنا دین وہ تجھے حور کی آواز

کیا خوب ہوا و سد مہم تن گوش بنون علش
جب بجگو سنا دین وہ بہت دور کی آواز

غزل عاشق

کس ساقی بہت کا ہر دم ہی تصور	نالہ ہی مرا یا کسی مخمور کی آواز
------------------------------	----------------------------------

تم چپکے ہی چپکے نہ بنایا کرو باتیں ہاں | گو پاس ہوں سنتا ہوں لے دور کی آواز

حاصل ہر فغان میں مجھے بس خامشی عاشق
جسدن سے سنی اوس بت مغرور کی آواز

غزل عسکری

ہوا ہی سبزہ خط سے یہ روئے چنان سبز | کمان ہر سبزہ خوابیدہ گلستان سبز
سیاہ ہاتھ خا سے ہوئے ہیں شوخ کب | یہ عکس خط سے ہوئے پنچہ ہائے مرجان سبز
کیا ہی سوگ شہیدان سبزہ خط کا | لباس تو نے جو پہنا ہی ای مرتجان سبز

وہ عسکری سے یہ کہتے ہیں یکے چادر سبز
درست جانتے ملیوس ہیں سلیمان سبز

روایت سین مہملہ

غزل منوڈ

کام غفلت کا دلا اب نہیں ہٹیا کر پاس | خواب آئے نہ مرے دیدہ بیدار کے پاس
دیکھ لے مجھ کو وہ اوس غیرت گلزار کے پاس | پھول کو جس نے نہ دیکھا ہو کبھی خار کے پاس
ہی جو ہر بحر میں کاغذ میں صدق کا عالم | ابر نیسان ہی کوئی کلک گمبار کے پاس
اشک خون ابر مرثہ سے نہیں ہوتے ہیں جدو | قلم خون ہی ہیان دیدہ خونبار کے پاس
ہو یقین پتے رہیں زاہد سالوس مدام | ہو جو مسجد بھی کوئی خانہ خمار کے پاس
نور ایمان دلا تیر گئی کفر میں ہی | کچھ چپکے ہی کی بھی ہو ایسی شب تار کے پاس
شوق نظارہ ہر یانتک میں کتا ہوں منوڈ | نامہ برا کھم ہی لیجاے مری یار کے پاس

ولہ	
لیچلا ساتھ نامہ بر افسوس دور سے کپڑا سارہ کرتے ہیں وہ جو کہ غافل ہیں عہد پیری میں ماتے ڈھونڈوں کمان کمان اونکو جان تن کی بھی یان نہیں ہو خبر کچھ عجب حال ہو کہ اہل جہان زلزلہ شہگون سفید اونکی ہوئی	عقل و ہوش و دل جگر افسوس آر برقی کی ہو خبر افسوس خواب میں ہیں دم سحر افسوس پھر چکا ہوں کہ ہر کہ ہر افسوس پر ہیں مجھے وہ خمبہ افسوس کھاتے ہیں مجھ کو دیکھ کر افسوس شام اب ہو گئی سحر افسوس

جلے عبرت نمود ہو دنیا

پر ہو غافل یہاں لشبر افسوس

غزل عاقل

کون ایسا ہو کہ لیجا سے ہمیں یار کے پاس خضر آئے بلب چشمہ حیوان ہیں مگر گرد کیونکر نہ ہوں اوس غیر گل کے عدا	دل ہی پہلو میں نہیں ہو یہاں بیمار پاس سبزہ خط یہ نہیں ہو لب و لہار کے پاس باغ میں پھول بھی ہوتا ہی دلا غار کے پاس
---	---

منہ بھی عاقل نہ کرے سو قصہ حیرت

ہاتھ آجائے جگہ گر تری لوار کے پاس

ولہ

کر تا آتا ہی نامہ بر افسوس کون ہی ہو نہیں جسے غم ہجر	نہیں آتا وہ سیمبر افسوس نالہ کرتا ہی دل جگر افسوس
---	--

<p> لنگے سینکڑوں ہی گھرا فوس سنگ دراور ہمارا سرفوس تنجو اب تک نہیں خبرا فوس ایسے ظالم نے نوچے پرا فوس اب تو زیبا ہی تو بھی کرا فوس آہ میں کچھ نہیں اثرا فوس نظر آیا نہ وہ مسترا فوس فصل گل ہی نہیں ہیں پرا فوس زور رکھتے ہیں کچھ نہ زرا فوس تنکے چننے ہیں در بدر افسوس </p>	<p> عشق خانہ خراب کی دولت تیری فرقت میں اوبت ترسا ہو گیا دفن تیرا دیوانہ فصل گل تک ہی زندگی بیل قیس فرقت سے مر گیا لیلی لاکھ چلاے پر نہ وہ آیا خاک دیکھینگے مہر و سہ کو فلک یوں قفس میں ہی نوحہ بیل کا وصل اوس سیم تن کا کیونکر ہو ہمنشین اوس پری کے دیوانے </p>
--	---

دیکھ پشانی تیری ای عاقل
 کرتے پھرتے ہیں سبشرا فوس

غزل عربیز

<p> موت بھی آتی نہیں اب ترے بیمار پاں پھول جاوہ اگر پاؤں رکھے خاک کے پاں میکشوکیا ہی کی ساتی سرشار کے پاس آج کانٹے سے کٹھکتے ہیں وہی خار کے پاس رکھنا جا کر ہوش کو مرے گلزار کے پاس بات بھی کیجئے بیٹھے ہو جو دوچار کے پاس </p>	<p> کوئی اتنا تو کو جا کے ستمگار کے پاس فیض مقدم ہو وہ گرو کا کہ اللہ اللہ خم کے خم آج اوٹلنا ہی وہ بیخا دین باغ عالم میں شگفتہ تھے جو گل کی طرح بعد مدت ہوئی صیاد کو الفت گلچین کس لئے بزم میں ساکت صفت بت ہونم </p>
--	--

شیشہ دل کی طرح کا سہ فرق عشاق ٹوٹ کر جیسے گل تر کوئی کا ٹوٹنیں پر کیجو رحمت سے آہی مری شکل آسان جان بری آج ہی قتل سے خدایا شکل	چو رہو ہو کے پڑے ہیں بت میخا کے پاس آج بیٹھا ہوا وہ گل یون مرا عیار پاس بار عیاض کا فردون تر ہی گنگا کے پاس لا تا ہوا میان کو طسالم نہیں تلو کے پاس
---	--

سر خر واد کو کرے دم میں گل سا غریزہ
آبلہ پاؤں کا ٹوٹے جو مرا خار کے پاس

ولہ

مارا پھرتا ہوں در بدر افسوس آنکھوں کی لکھنؤ نہیں چلے دیے اوٹھکر عشق کے نام سے تو نفرت تھی چلے دیے دل سے صبر تاج قرار بھول کر بھی نہیں دے آئے ابھی ملکے اشکوں میں بگئے پہلے کسکے رشک خرام سے قمری دلفین کھولے جو بام پر آئے پھسلی پڑتی ہو رہے صاف سے کیا	تجھ کو مطلق نہیں خبر افسوس کسکی اوٹھو لگی نظریں افسوس دل میں کیسے ہوا گذر افسوس ایک باقی رہا جس گرا افسوس نہیں آہوں میں کچھ اثر افسوس دل کمان ہو کمان جگر افسوس گڑ گیا سرو تا کس افسوس پھنس کیا طائر نظر افسوس ٹھیر سکتی نہیں نظر افسوس
---	---

ہجرین گذری عمر یو نہیں غریزہ
شب جو ہوا تو سحر افسوس

غزل تمیز

جانیے دربان ند گیا مجھے دلدار کے پاس جب میں جانوں کہ مرسی آہ میں تاثیر ہو کچھ خال و خط عارض جانان پہ بھیجیں عشق سن طفلی میں سنوارا تجھے ہم نے ایشوخ سر مرا کاٹ کے چاٹے گی یہ کس کس کا لہو پڑ گیا وعدہ خلافی کا ہے لپکا اونکو	پڑ رہیں جا کے دلا سیہ دیوار کے پاس خود بخود آئے سیماد دل بیمار کے پاس حرف قدرت میں رہیہ نقطہ میں خسار کے پاس اب جوانی میں فک کیوں تباہی غبار کے پاس تیغ عریان جو ہر اب قاتل خو خوار کے پاس حرف انکار نہیں آتا ہوا سرار کے پاس
---	--

چہرہ صاف سے پھسلی جو نگاہ اپنی تمیز
مدتوں اون بھی رہی کا کل خمدار کے پاس

ولہ

ہجر جانان میں در بدر افسوس نہ ملا مجھ کو باغبان کبھی تیر قاتل نے دل فگار کیا سوے دریا گئے جو وہ تو پڑی دیکھیں گراوس پری کا حسن جال وہ جو پہلو سے اوٹھ گئے شب وصل دیکھتے تک نہیں وہ میر لطیف جب وہ ہر و کرے زمین چرم	پھر تارہوں میں کہ ہر کہہ افسوس نخل اسید کا ثمر افسوس توڑا در پردہ یہ جگر افسوس شوح چشموں کی بد نظر افسوس جن تاسف کریں لبشر افسوس آہ کرتا تھا دل جگر افسوس آہ میں کچھ نہیں اثر افسوس آسمان پر کرے قمر افسوس
--	---

ہو لحد سے تمیز نہ آ غموش
نہیں آتا وہ سید افسوس

غزل خلاص

<p>دھوٹے سے بھی نکلے کبھی دوچار پاس کہ عیادت کو نہ آئے کبھی بیمار کے پاس وہ نہیں مین کہ رہوں روزن دیوار کے پاس تم اگر بیٹھ گئے بزم مین اغیار کے پاس</p>	<p>داغِ فرقت ہی جو میر دل غوا کر کے پاس حیف یہہ سنگدلی آپ کی اللہ اللہ قتل کرنا ہو تو کہ ہوں ترے در پر خضر دیکھ لے لیا کہ قیامت وہیں برپا ہو گی ڈپ</p>
---	--

ہو مٹنا ہی اخلاص کی خالق سے ملام
حشر کے روز رہے احمد مختار کے پاس

ولہ

<p>اوڑ کے جاتا ہوں نہ پر فوس کوئی تدبیر کا گر افسوس مجھ کو رہتا ہی بیشتر افسوس اور کرتے ہیں آپ شرفوس رہ گیا تن پہ بار بار افسوس</p>	<p>دور تیرا ہی یا گر افسوس اوسکے ملنے کی اب نہیں ہوتی تیری باتوں کا ایبت بہ خو ہم کرین یوں ملاپ کی باتیں نہ چلی تیغ ابرو سے قاتل</p>
---	--

آکے دنیا میں بھینس گئے اخلاص
کچھ ادھر اور کچھ اودھر افسوس

غزل عیش

<p>موت بہتر ہو گئے رہو نہ اگر یا کے پاس یہہ سپاہی وہ ہیں تھے ہیں جو نرا کے پاس ہکولانی ہی قضا آپ کی تلوار کے پاس</p>	<p>سب جہاں ہیچ ہی جو ہم نہیں دلدار پاس نالہ و آہ و فغان ساتھ ہیں دیکھے ہر دم کیجئے رحم نہیں مرنے کو خود ہم آئے</p>
--	--

کی بہت غور جو سمجھنے تو ہوا یہ ظاہر
رنگ بگل مچن ہو ہی وہی ہر خار کے پاس
باتیں جب کرتے ہیں ہم گھڑین تو باہر غار
خون سے سہمے کھڑے رہتے ہیں یو اگر پاس

آپ سے عیش سے دم بھرنی بگڑ جاتی ہے
خوب ٹھیر گئی جو ٹھیرو گے تم اغیار کے پاس

ولہ

کل تھا جس سر پہ تاج زرافسوس
آج ہر خشت زیر سرافسوس
مجھ کو ہوا دیکھے حال پر افسوس
ہیں جو عقبی سے بیخبر افسوس
غنیچہ دل ہمارا کیون نہ کھلا
یوں یہ بچولے پہلے شجر افسوس
دشہ حسن ہو فقیر ہو نہیں
نہیں وایتک مرا گد زرافسوس
ہی بجا مجھ سے جو ہو اہی قصور
گر کروں او سکا عمر بھر افسوس

صبر بہتر ہی ہر شر کے لئے
عیش تو غم نہ کھا نہ افسوس

عندل عاشق

اب تو خوش ہو گا دلا جا کے دل زار کے پاس
روز آتا تھا کہ لیچل مجھے دلدار کے پاس
سر سئی خال ہو کب ابرو سے خمدار کے پاس
اک سپر رکھ لی ہو قاتل نے یہ تلوار کے پاس
یوں تپیدہ ہی جگر اپنا دل زار کے پاس
جیسے سبیل ہو تڑپتا کوئی بیمار کے پاس
کفر سے باندھا ہی اسلام کو اک رشتہ میں
پہناستیج کو کافر نے جو زنا کے پاس
فرقت یار نے او سکو بھی دکھائی فرقت
نیند آئی جو مرے دیدہ بیدار کے پاس
چشم کیفی کے تصور کا بڑا کر سودا
گھر بنا بیٹھے ہیں ہم خانہ اتھار کے پاس

در قاتل پہ تو بر پا ہو قیامت لیکن قتل ہوتے ہیں بہت روزن دیوار کے پاس

ایک نظارہ سے سہل تو ہوا ہی عاشق
سینکڑوں تیر ہیں اس ترک ستمگار کے پاس

غزل عسکری

دفع لازم ہو مرا کوچہ دلدار کے پاس
تو بھی غرق سے ذرا دیکھ تماشا عجیب
تیرے سودازدہ زلف کا یہ حال ہوا
تیری الفت نے یہ رسوا کیا عالم میں مجھے
زُشک آتا ہے مجھے بزم پر رویاں میں
جاننا ہی کہ یہ ہو جائے گا مردہ زندہ
غنجہ دل پہ نہ ہو کیوں خلش نوک مرثہ
جیتے جی پھر نہ اوٹھا کوچہ سے ہرگز ہرگز
کیفیت اپنی بھی ہو جاتی جہان میں دش
بے عصا کے تو ہی بیمار کا اوٹھنا مشکل
یعنی بیل کا نشان چاہئے گلزار کے پاس
سینکڑوں پھوڑتے سر میں تری دیوار کے پاس
کہتے دیوانہ ہیں جب جاتا ہی ہشیار کے پاس
یہی چرچا ہی جو بیٹھوں ہوں میں دیوار کے پاس
بیٹھے جب دیکھتا ہوں یار کو اغیار کے پاس
کیا سیہ نفس آوئے دل بیمار کے پاس
جائے گل ہوتی چین میں بھی تو ہی غار کے پاس
جو کوئی آگیا ہی تھے طرہ دار کے پاس
وای تقدیر نہ پہنچا اولی الا بصر کے پاس
یعنی دنبالہ بھی ہو چشم ستمگار کے پاس

عسکری ساتی عیار دم نشہ مژ

چھوڑ دیتا ہی مجھے خانہ خمار کے پاس

ولہ

ہو کف دست کو ملکر افسوس
ہو اسی غم کا تو گھر گھر افسوس

بریں آیا نہ وہ دلبر افسوس
نہیں آتا ہی ستمگر افسوس

خشتکی طالع برگشتہ کی دیکھ	پھر گیا گھر سے وہ اگر افسوس
لب تشنہ نہیں سیراب ہوئے	نہ پھری تیغ ستگر افسوس
شکوہ جسم بگر پر بولا	اسکا کرتے ہیں دلا و لافسوس
دیکھنا تشنہ لہی کی خو بی	نہ اوٹھایا رے ساغر افسوس
تجھ پہ سربان ہوئی قربانی جان	نکو و ذبح مجھے کرافسوس
ضعف یہاں تک ہو کہ ہیریل شرک	ایچلا مجھ کو ہب کرافسوس

نہ ملے عسکری جب داد سخن
کیون نہ ہو شعر سنا کرافسوس

روایت شین معجمہ

غزل منود

کرتی ہی مجھ کو صفائے رخ دلبر بیہوش
عشق حویران بہشتی کے اثر سے واعظ
کم ہیں ہشیار دلا اہل حسرات کین
ہوش کیا بادہ پستی کا ہو دنیا میں نہیں
ہی وہ آئینہ کہ ہو جائے سکندر بیہوش
نظر آتا ہی مجھے برسر منبر بیہوش
نشہ بادہ غفلت سے ہیں اکثر بیہوش
جنگو رکھتا ہی خیال مٹی کو تر بیہوش

کیا منود آپ کو عشق فضا کی ہی خبر
ہوتے ہو سکے احادیث پیہر بیہوش

ولہ

ہو چکا ہوں میں جان بلخاموش
وہ سیحار ہے نہ اباخاموش

کیا ہوا ان ذکر عالم اسباب کون جانے تری حقیقت کو اور بھی عرض مدعا باقی آتی ہو شہر خامشاں صد ہو تلی اوس آئینہ رو کی مانگتا ہوں وہی مجیب دعا روح ہو شمع بزم عیلتیں	ہوتی ہو شمع مہرب خاموش بیٹھے اس آنجن میں سب خاموش بولے وہ ہو گیا میں جب خاموش آئے یاں ہو کے رجب خاموش کیون نہ ہوں ساکن طبع خاموش اس صدا سے نہیں میں خاموش ہو چراغ حیات جب خاموش
---	---

حاصل کا وہ پوچھتے ہیں ملود
ہی قیامت رہے جواب خاموش

غزل عاقل

قاتلا کیسا ہوا خون بہا کر بیہوش نشہ محو سے ہوئے سب نہ سراسر بیہوش محتجب اینم بیان سیکیش و خموتین کردے مدہوش خدایا تو مجھے بھی ایسا مرحبا آفرین شاہ باش ہو تجھ کو ساقی ثانی حضرت داؤد نہیں خوش آواز تیغ قاتل ہو غضب تن یہ وہ خط کہیں	ابھی سہل ہو سے تیرے نہ تڑپ کر بیہوش ساقیا تو نے کئے جلوہ دکھا کر بیہوش نشہ زرسے ہوئے ہیں یہ تو نگر بیہوش جیسا موسیٰ کو کیا جلوہ دکھا کر بیہوش ایک جلو میں کیا مجھ کو چھکا کر بیہوش سب کو کہتے تھے وہ احسان سنا کر بیہوش دیکھ کر ہوتے ہیں عاشق مرا محضر بیہوش
---	--

عمر گد رگی یونہیں شغل بتان میں باحق
قاتلا کچھ تو بھلا ذکر خدا کر بیہوش

وہ

ہو گئے اوسکے آتے رنجاموش	جسکو دیکھو ہے جان بلبخاموش
روبرو اوسکے کون دم ہمارے	شمع بھی ہو گئی ہو جب خاموش
کھیاں خون کی ڈالتے ہیں گل	کیون ہوا ہی وہ غنچہ لبخاموش
سکے نالوں کو اور بگڑیں گے	دل دشمن نکر غضب خاموش

سوچ کیا ہی کہو تو بہر خدا	سیٹھے عاقل ہو کس لبخاموش
---------------------------	--------------------------

غزل غریزہ

انہ زر سے ہوئے ہیں یہ تو نگہ بیہوش	جیسے کم ظن کو کر دے محرم بیہوش
سر چکنے سے کوئی جا ریگا سودا ہی دل	مانگ لے لعلیہ از لعل منہ بیہوش
ہر گمانی سے پٹے او جھپک کر ہاتھوں	گرہ پڑا پاؤں پیادوں کے جو میں ہو کر بیہوش
صورت ہوش رہا پیش نظر ہوا بنی	طفل اشک آنکھ میں کیون ہون چل کر بیہوش
دل بھرا ہی تری باتوں سے جو ساقی میرا	ایسا کہتے نہ محوشیشہ وسا غریہوش
زلف پر پیچ کے پیچوشے خدا ہی کہ چھٹے	ہو گیا طائر دل دام میں بھینکر بیہوش
نام کیا کیا ترے عشاق کے مشہور ہوئے	بے زرو و بیخرد و بیدل و بے سر بیہوش
تاب کیا روئے مصفا کی ترے لا سکتا	آئینہ دیکھ کے حیران ہی سکندر بیہوش
جان بین خاک میں اک روز سے ملیں گے ہم	کیون ہو جاتے ہیں پھر جامہ سے باہر بیہوش
ما سے جانے کی شب وصل سناوی ظالم	آگیا سینہ سے باہر دل مضطر بیہوش
ہم یوں ایک چلے گی نہ کسی کی او سپر	قیس ہو گا سنگیلی سے لپٹ کر بیہوش

سخت باتیں تری تا چند بت سنگین دل | دلیہ کھا کھا کے ہوا سینکڑوں تپھر بہوش

خط میں حال دل بتیاب رقم تھا جو عزیز
بال و پراوڑ گئے لوٹے ہی کبوتر بہوش

ولہ

خط جو کلا تو ہیں وہ ابا خاموش
ہو صدائے دہان غنچہ و گل
شکوہ ہجرت کیا شکایت کیا
نوچے بیل زبان سوسن کی
ہو گئے کیا کلام حضرت سے
دور و فرقت سے اس طرح چپن
غنچے چکیں ہیں پھول ہنستے ہیں
عقل حیران ہی تیری قدرت سے
رات دن دل ہی میرا گرم فغان
ہوا طوطی سے لعل لب خاموش
بلبلین ہیں چمن میں سب خاموش
او دل زار بے ادب خاموش
باغ میں ہو جو غنچہ لب خاموش
گنگ اہل عجم عرب خاموش
ہو گیا خلق میں لقب خاموش
ہو گا بیل نہ کوئی دُعب خاموش
سارا عالم ہی میرے رخ خاموش
چپ نہ دن کو ہوا نہ شب خاموش

چاہئے ضبط سوز دل میں عزیز

کر نہ یہ شور اور شغب خاموش

غزل مینر

سارے عالم میں نہیں مجھے فزون بہوش
چشم میگوں کے نظارہ سے یہ ہم محو ہوے
یا خدا کیسے پہنچتا ہوں میں اونکے در تک
برسون رہتا ہوں پُر ابر سیر بہوش
رند ہو جاتا ہی جیسے کوئی پی کر بہوش
دیکھ بتیابی میری ہو گیا رہبر بہوش

پینے سے مرنے کے جو میں گر پڑا نہ میں
دیکھ لے جلوہ جو اوس طفل سلمان کا
ہو گیا دیکھ کے ساقی مجھے ہنسر بہوش
اگر پڑے ہو کہ وہیں برسر منبر بہوش

دلربائی کا تمیز آپ کو پہلے کب تھا
کرتے ہونا زو ادا سے جواب اکثر بہوش

ولہ

میں رہا درد دل سے کجا موش
ساتنے اونکے لکھو تاب قال
بات کرتے نہیں تعجب ہے
وصل میں کی نہ بات او سے
جیسا بیٹھا ہوں آج لجا موش
بیٹھے اس انجمن میں رجا موش
ہو گئے ہیں کچھ عجب خاموش
لب شیرین تمام شب خاموش
خال آئینہ رو کا آیا لطرہ
ہند میں شور ہو حلب خاموش

ہر وہ طرز سخن کہ پیش تمیز
بوالہوس چپ میں بولعجب خاموش

غزل خلاص

ہوں ترے در جذباتی سے شکر بہوش
گدگدانا بھی نہیں اتنا مناسب الشوخ
تیری آنکھیں وہ رسیلی ہیں پیار سے تو
ہو ترے نشہ الفت کا خارا آنکھوں میں
پوچھ قاصد کہ رہتا ہوں میں اکثر بہوش
دل غم دیدہ یہ ہو جائے جو رو کر بہوش
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سرا سر بہوش
میلا کر مجھے ساقی نہ کیا کر بہوش
ہو ترے نشہ الفت کا خارا آنکھوں میں
بھرا الفت میں جو دے بے ہو رہتے ہیں
کنے اس خانہ وحشت میں بسر کی ہر دم
ہو کے بیدار اوٹھایا نے تو بستر بہوش

فضل اور سکا ہی عیمان لطف ہو اور سکا پہنا رہے اخلاص اطاعت میں کیونکر ہوش

ولہ

پوچھا رہتے ہو کیا سبب خاموش	بوسے کچھ ککے زیر لب خاموش
اتفاق ایسے بد مزاج سے ہو	دن کو بولا اگر تو شب خاموش
دل نادان چل گیا تجھ پر	نہیں ہوتا ہی کوئی ڈھنڈا خاموش
مجھے رہتا ہی یا گرم مزاج	سرد مہری سے ہوں میں اجا خاموش
راز دل اپنا کیا کروں اظہار	دکھتا ہوں میں اونکو جب خاموش
ہنس پڑا آج مجھے خوش ہو کر	تھا جو مدت سے غنیمت لب خاموش

بداغیار کو کرین اخلاص
عند لیب سحر ہو کجا خاموش

غزل عیش

جلوہ یار سے ہو جاتے ہیں اکثر بیہوش	کرتی ہر ایک کو ہی یہ میرا حشر بیہوش
خیر گزری کچھ اسی میں ہی کہ رخصت وہ ہو	ہو گیا آہ دم سرد میں بھر کر بیہوش
میری تکلیف نہ ہے ہجرت میں ہی پریشان	غم سے ہو جاؤ نگاہ میں چھوٹے ہی غم بیہوش
لطف دارین بہت کچھ اوسے حاصل ہوتا	رہتا گر یاد آئی میں سکندر بیہوش
ہی یہ اوس گل میں نزاکت کہ اگر خواب میں بھی	ہم بغل ہووے تو ہووے وہ سہنہر بیہوش
حالت نزع ہو اور پیاس ہی ہی اتک	کیون ہووے پی کے ہم آب دم خنجر بیہوش

عین ہشیاری دانا فی یہ تھی میری عیش
سر کے بہل میں جو گرا او سکے قدم پر بیہوش

	ولہ	
<p>دیکھ او بے ادب ہیں سب خاموش جو تم اوٹھے ہو ہو کے اب خاموش تخت پر جون شہ حلب خاموش دن کو نالان ہوں اور شب خاموش</p>		<p>ناصح تجھ پر سے غضب خاموش کیون نہ دل بیٹھ جائے عاشق کا آئینہ میں ہوا کی یون تصویر ہر دورنگی سے اوکی حال بلیب</p>
	<p>بو سے بے انتہا اگر دو گے ہو گا تب عیش بند لب خاموش</p>	
	غزل عاشق	
<p>کیا جوانی میں کر گیا یہ ستمگر بیہوش تیرے آئینہ رخ سے ہو سکندر بیہوش ہو گیا برین تڑپ کر دل مضطر بیہوش قدم یار پہ جب ہم ہوئے گر کر بیہوش طور پر تھی ترے جلوہ سے پیہر بیہوش کر دیا لعل پریشان نے سراسر بیہوش</p>		<p>ہوش کیا نہیں کم سن ہو سراسر بیہوش ہو بجا اگر تو صنم مائل خود بینی ہو خواب میں چھوڑ گئے مج کو وہ جب اکٹھی ہنس کے فرمایا حواس اپنے میں آد صاحب تاب نظارہ ہمیں کب ہی ترے رخ کے حضور غش سے فرصت جو ملی عاشق رگو تیرے</p>
	<p>اس نزاکت کو ذرا دیکھئے اوکی عاشق وصل کی سنکے وہ ہو جاتے ہیں اکثر بیہوش</p>	
	ولہ	
<p>وصل میں ہو گیا جواب خاموش کیا کہا کیون ہو بے سبب خاموش</p>		<p>ہجر میں یون رہا ہوں کجا خاموش تاقیاست نہ منہ سے بولوں گا</p>

جیسے اوس بے دہن کا عشق ہوا رک گیا دل میں نالہ سنتے ہی ہی عجب گل سے ہنگیا غنچہ مکجو حیرت نے کر دیا بیجان وصل میں ہجر کا گلہ کیا ہے وہ سمجھیں کہ اوسکو سودا ہی	بے زبان ہوں میں زہر و شہناموش ہو گیا کر کے کیا غضب خاموش ہنستے ہنستے ہوا وہ جب خاموش وصل میں پایا او کو جب خاموش چپ کوئی حب تھا کوئی اجلاوش دل بخود وہ ادب خاموش
---	---

وہ شہ حسن جلوہ گر ہی رہیں
بزم عاشق میں بکے شہناموش

عزل عسکری

ہی چمن میں جو غنچہ لب خاموش عرض مطلب وہ سکے بول اوٹھے سنہ لگانے سے بول اوٹھتی ہے روئے جانا سے نور طو تھا گھر ہم بھی رکھتے زبان دہن میں ہیں شکل پروانہ کیا کرین پرواز	گل و بلبل ہو ہیں سب خاموش نہیں ہوتے ہو بے ادب خاموش گو کہ ہر دختِ عزت خاموش وصل میں شمع کے ہر جب خاموش ہو دین کس طرح بے سبب خاموش دم میں ہیں مثل شمع اجلاوش
---	--

عسکری کھولے یار کاش زبان
ہوں رقیبان پر غضب خاموش

ردیف صا مہملہ

غزل نمود

<p>ختم کی تجھ پر خدائے اوبت بے پیر حرص کرستی ہو انسان کو دنیا میں بے توقیر حرص حرص کی ذلت نے مجھ قانع کو غمناک ہی فرغ مثل زربج کو قناعت نے کیا ہر دل عزیز اسکے ہاتھوں سے رہا ہی ایک عالم دل نگار</p>	<p>کرتی ہو دل چھین لینے میں تری تصویر کر رہی ہی خود زبان حال سے تقریر حرص ہو مری شمع قناعت کر لئے کلگیر حرص خاک جب سمجھا میں او سکونگینی تو قیر حرص کیا ازل سے آئی ہو باندھے ہوئے شیر حرص</p>
--	---

خاک سمجھیں تہہ یہ صبر و قناعت کا نمود
گو حرصیوں کو کرے دنیا میں بے توقیر حرص

ولہ

<p>ہو سب سے الفت مجھے نہ نار سے اخلاص ہوں شکل سراپردہ میں غطان تری در پر کھل جائے حقیقت جو اونچیں بادہ پرستو اس چرخ کس سال کے نیزنگ تو دیکھو دونوں ہیں مرے دیدہ حق بین میں بڑا چہکاکہ ستم لطف کا انداز دکھا دے</p>	<p>یعنی ہی مجھے کافرو دنیا سے اخلاص جون سایہ ہی بجو تری دیوار سے اخلاص زاہد بھی کریں رند قدح خوار سے اخلاص ہی مجھے تنفر اونچیں ان غیار سے اخلاص دشمن سے محبت ہی مجھے یار سے اخلاص کیونکر نہ ہو پھر ایسے ستمگار سے اخلاص</p>
--	---

کیونکر نہ مری حشر میں براؤگی امید
ہو دلوں کو منو و احمد مختار سے اخلاص

غزل عاقل

ہو رہی ہو اچھل اپنے وہ دامگیر حرص	لطیفی ہو تقدیر سے کر کے نہی تدبیر حرص
تو تو اپنی ہو گئی گو یا کہ اب تقدیر حرص	دام سے تیرے چھٹے ایسی نہیں تدبیر حرص
کیا بلا ہی کیا غضب ہی تجکو حیرت پر حرص	در بدر پھر تا ہی کا سہ ہر وہ کا تو بلے
کیا بلا کی ہو تجھے ایسا نہ شبگیر حرص	دم بدم نکلے ہو بسے کوئی دم کو دم تو لے

وصل سے ہوتی نہیں عاقل کو سیری الیکم
ہجرین بڑھتی ہی تیری اوبت بے پیر حرص

ولہ

لازم ہو کہ بیل کو ہو گلزار سے اخلاص	کیونکر نہ ہو ایدل رخ دلدار سے اخلاص
مردم کو ہوا فمی خو نثار سے اخلاص	آنکھیں مری تگتی ہی تری زلف پر نشان
اقرار سے نفرت او سے انکار سے اخلاص	کیا خاک بر آوے دل عاشق کی منتنا
ساتی کو ہو مجھ مری خور شرار سے اخلاص	بدست نہ ہو جاؤں بھلا پیر مغان کیوں
ہی آبلہ پا کو مرے خار سے اخلاص	دامن سرعریان پکیوں او کے اوڑناوے
ہی صبے او سے سرو قد یار سے اخلاص	سولی کی طرح سمجھے ہو شمشاد کو قمری
طاؤس کو عالم میں نہیں مار سے اخلاص	کیون حلقہ گیسو میں پھنسا ہی دل پرداغ
دل تیر کا مفتون ہی تو تلوار سے اخلاص	مژگان کا تصور کبھی یا خسم ابرو
ہر دم ہی یو نہیں وادی کسار سے اخلاص	ابے ل کو جنون ہو گیا پھر صورت مجنون

کس کا فریدین یہ تو مائل ہوا عاقل
تسبیح سے رشتہ ہونہ زنا سے اخلاص

غزل عزیز

کیا کرین چھپتی نہیں ہمسے کسی تدبیرِ حرص روز شب گزرے ہی فکرِ حاصلِ دنیا میں آہ کارِ عقبی ایک بھی ہونے نہیں پاتا کبھی دسترسِ لپرنیں ایسی مصیبت ہی پڑی حاصلِ ام و دم میں خلق کیوں ہی سرفروز چون طمع آمد بدلِ عقل و خرد برباد گشت	ہو رہی ہی آج کل اپنی تو داہنگیِ حرص کیا مقدار ہی مرا ای کاتبِ تقدیرِ حرص وہ ہمیں رکھتی ہی غافلِ روز و شبِ پیرِ حرص جب سے پائے عقل میں ہو صورتِ زنجیرِ حرص دم میں کر دیتی ہی سہل صورتِ شمشیرِ حرص صاف کھودیتی ہی دیکھو خلق میں تو قیرِ حرص
--	--

دور کرتا ہوں اُسے سب قناعت سے عزیز
 کشورِ دل کو مرے سمجھی ہو کیا جاگیرِ حرص

ولہ

دل کرنے لگا بروئے خمدار سے اخلاص بس لطفِ یہی عمرِ دور و روزہ کا ہی غافل ہر کام پہ ہو لوٹ بچھاتا ہو وہ آنکھیں آنکھوں پہ بٹھالیتا ہوں لپکوں سے اٹھا کر ہر دم سرِ مرگانِ نچھڑن کیوں مریں انو پھند میں تری زلف کے ہیں شیخ و برمن بل کر کے غضبِ زلف کے چھونے سے وہ بگڑے ابرو کے اشارہ ہیں عدو سے مرے آگے بر چھی سے کوئی آن میں لہو تا ہی مجھ رو	بسمل کو ہوا خنجرِ خونخوار سے اخلاص دو چار سے الفت ہو تو دو چار سے اخلاص کیا دل کو ہو نقشِ قدم یا ر سے اخلاص ہی عشقِ مژہ میں وہ ہمیں خار سے اخلاص ہی صورتِ منصورہ میں دار سے اخلاص تسبیح سے او سکوا سے زنا ر سے اخلاص گویا تھا سرِ موزہ خطا وار سے اخلاص کیا قطع کرو گے مرا تلوار سے اخلاص ظالم کو ہوا ہی نگہ یا ر سے اخلاص
--	--

آتے ہی لگا جانے کی ہٹ کرنے تو ظالم گھٹ جائے نہ بڑھ کر کہیں تکرار سے اخلاص

کیون ہو نہ عزیز دل محروم کو غم دل
دلبر کا نہیں حیف طلبگار سے اخلاص

غزل تمیز

ترک کرتا ہوں میں دنیا میں بے بند سیرِ حرص
پند سے تیری نہ ہوگا سودِ مجکو نا صحا
تا نہ کر جائے مرے دل میں کبھی تاثیرِ حرص
ہو رہی تھی اچھل اپنی تو دانگیں حرص
اب ہی آمادہ گھٹانے پر مری تو قیرِ حرص
بواہوس ہو خاک جگر ہو مجھے آسیرِ حرص
ساتھ مجکو سیم تن کے ہوا گر سونا نصیب

اوس لب شیریں کے بوسہ کی تمنا میں تمیز
صورت فرما دلاوے کیون نہ جو شیرِ حرص

ولہ

بے یار ہو کیونکہ مجھے گلزار سے اخلاص
طرفہ یہی مجکو تو ہوا دس یا سے اخلاص
دل شاد کرے وصل سے یا ہجر سے دہنج
کر قتل نہ قاتل مجھے اب تیغِ نگہ سے
جن پر میں فدا ہوں وہ نظر تک نہیں آتے
جس گھر میں کوئی پر دہنشین جلوہ نما ہو
یاد او کی رہا کرتی ہی ایدل بختے ناصق
جہجہا ب نہیں آتا شب ہاجر میں تجھ نہ بن
بلبل کو ہجر گل کے ہو کب خار سے اخلاص
افسوس ہو اوس یار کو اغیار سے اخلاص
ہر حال میں ہی مجکو تو اوس یا سے اخلاص
ہی مجکو ترے ابرو سے خمدار سے اخلاص
کیون او کو نہیں طالبِ دیدار سے اخلاص
اوس در سے جو الفت ہی تو دیو آرا سے اخلاص
کرتا ہی وہ کب تجھے گرفتار سے اخلاص
رہتا ہی مجھے دیدہ بیدار سے اخلاص

کیونکہ نہ رکھوں دوست بھلا آل نبی کو
ہی مجھ کو متمیز احمد مختار سے اخلاص

غزل خلاص

قید ہو جانے کی کرتا ہوں دل دگر حرم
تیر نظارہ سے تیرے سینہ چلنی ہو گیا
حرم سے خالی نہ دیکھا ہمنے عالم میں کوئی
وہ تو لکھتے ہی نہیں ہیں ایک بھی خط کا جو آ
کیا دلاتی ہو تمھاری زلف کی زنجیر حرم
اور بھی کھانے کی رکھتا ہی ترا خچیر حرم
بتلا ہر ایک کو رکھتی ہی یہ بے پیر حرم
اسی دل نادان عیث کرتا ہی تو تسخیر حرم

اوسکی طاعت میں تو ای اخلاص حاضر رہ ملام
کیا عجب ہو کہ بڑ بادلو سے تری تو قیر حرم

ولہ

حور و نسے محبت ہونہ گلزار سے اخلاص
یک سونظر آتے ہیں مجھے شیخ و بہمن
گل کھائے ہیں ایسے غم فرقت میں صنم کے
جب سے ہوں ترے گیسوئے شبنم کا شق
یار رب ہو مجھے احمد مختار سے اخلاص
تسبیح سے الفت ہی تو زنا سے اخلاص
ہر شیش سے الفت ہی تو ہر خاوت سے اخلاص
ہی خاطر محزون کو شب تار سے اخلاص

ہی چرخ بد اندیش کو محبت کی دے
کب اونکو ہو اخلاص و فادار سے اخلاص

غزل عش

ہی غلط کہتے ہیں دیتی ہو کھٹا تو قیر حرم
لیتا ہی ایمان مسلمانوں نے تو ہندو جان
ہی اثر میں بے بدل اپنے یہ پرتا شیر حرم
کیا دورنگی ہو تری یہ ایبت بی پیر حرم

تیر جاتا ہی ترا جس سمت ای ناوک فلک | کرتے ہیں منہ پھیرنے کی او سطر پنج حرس

گر رہا شہرت پذیر او کا طلائی رنگ عیش
کیا عجب او کی کرین جو صاحب اکسیر حرس

ولہ

آنے جو مرے گھر پہ بڑھے یار سے اخلاص
برعکس یہ ہو دور زمانہ سے عجب کیا
سینہ سے نہیں آہ جواب کھینچے نکلتی
ہوں میں جو غنی آبلہ دل کی بدولت
ہر دم نہیں ملنے کی دلا وصل کی دولت
سننے ہیں مسیحا سے کہ یہ ہوگی دو خوب
دکھلائے مجھم درو دیوار سے اخلاص
کرتا ہوں جو تجھ شوخ جفا کا سے اخلاص
یہ نہ جہ ہی میان کو تلوار سے اخلاص
مجھ کو ہی انھیں گوہر شہوار سے اخلاص
مفسل کا نہیں نبھنے کا زردار سے اخلاص
اگر موت کرنگی ترے بیمار سے اخلاص

آتا ہی مجھے قند مکر کا مزا عیش
ہی مجھ کو جواب یار کی تکرار سے اخلاص

ردیف ضامعہ

غزل نمود

کس کو عالم میں دلا مجھ سا بتاؤن بغیر
بخت گریشتہ کو اپنے آزاؤن بغیر
خوش جواب آتے نہیں ہیں اہل غافل کو
بے غرض اوں شاہ ملک حسن پرین ہو فقیر
میں وہ ہوں دنیا سے بھی جاؤن جاؤن بغیر
حرف مطالب اس پر پوش کو سناؤن بغیر
آپ سا کیئے کمانے ڈھونڈ لاؤن بغیر
بادشہ بھی گر بلائے تو نجاؤن بغیر

ہی تماشا جسکی فرقت میں گیا ہوں جانے وہ سچا کہہ رہا ہو کیوں جلاؤں بغیر

کہ کے خواہش سز پہ کھین مثل تاج اہل جہان
گر مٹو اپنا قدم ہو کر اوٹھاؤں بے غرض

ولہ

دیکھ او سر و خرامان عارض
خط کی تحریر سے ہی ضاعیان
خندہ غنچہ لب سے ہیں تیرے
ہی شب تار میں خورشید عیان
نگہیا رشک گلستان عارض
ہو کوئی پارہ مستر آن عارض
برگہا سگی گل خندان عارض
زلف میں یا ہونا یا ان عارض

کیون نہ اوس مہ کا لیتا ہو مٹو
دیکھ لے گر مہ کنگان عارض

غزل عاقل

وہ نہ دیکھیں جتنے میں کیوں پہ جاؤں بغیر
پھیر لیتے ہیں جو منہ کو میری جانب ہی تو کیوں
جب حاصل بوسہ رخ ہو سوا دزلت سے
خانہ آریکے دش ہی جو تیرے نور سے
جو رعدا بار دربان کیوں اوٹھاؤں بغیر
قصہ درد دل مضطربناؤں بغیر
افی مودی کی پھر کیوں مارکھاؤں بغیر
شمع کا فوری بجھلا پھر کیوں جلاؤں بغیر

دل بہلتا ہی جو عاقل یاد جانا نسے مدام
پھر تصور کیلئے خوبون کا لاؤں بغیر

ولہ

ہی دہن تیر غنچہ تو گلستان عارض
لعل لب سے ہی ترسے رخ دو چہ ان عارض

کیوں نہ پکرائے فلک پہرہ روشن ترے	خال شکین ہر ستارہ مہ تابان عارض
عارضی رنگ رخ گل بھی ہوا ہوا کر	روکش لالہ گل ہی ترا جانان عارض
کیوں پروانہ سر نرم کرین آکے ہجوم	ہی ڈو پیہ میں ترا شمع شبتان عارض

شور پر اوسکا ہی وہ جوش ملاححت عاقل
ہو گیا ہی نمکینی سے نکل ان عارض

غزل عزیز

کیوں نہ شکین کیوں دلوں کاؤن بغیر	آپ کو دام بلا میں کیوں چھپناؤں بغیر
تیری چشم سرگین سے خاک چشمک ہوا سے	دیدہ نرگس سے کیوں آنکھیں لڑاؤں بغیر
لو میں سبکی اہم حلیں پروانہ ہوا و سکو ذرا	شمع سان جل جل کے پھر کیوں سرکٹاؤں بغیر
بیکلی او کو نہ ہوگی چاکہ دامن پر مرے	لکڑے لکڑے کیوں گریاں کچھ اوڑاؤں بغیر
کب ملا بوسہ ذوق کا گو ہوا دل باؤلا	چاہ میں سکی کٹوئیں پھر کیوں جھکاؤں بغیر
ہاتھوں ہو جاتے ہیں اولٹے بھاگ کر وہ ہنسے	خود کو کیوں پھر پاؤں پر اونکے گراؤں بغیر
وہ تو فرط ناز سے ٹھکراتے بھی اگر نہیں	زیر پا اونکے میں کیوں آنکھیں بچھاؤں بغیر
عاشق قامت سے کہتے وہ راہ رست پر	عشق قد میں دل کو کیوں سولی چڑھاؤں بغیر
بارہ پر رکھا عدو نے مجھ سے برگشتہ ہوے	خاک پھر تیغ ادا پر جان مٹاؤں بغیر
خواب میں بھی تو نہیں آنے کا وہ کرنے خیال	دیدہ بیدار کو پھر کیوں جلاؤں بغیر

جب نہیں تیرنگہ کو اونکے تیرا دل عزیز
کسلے پھر پردہ دل میں چھپاؤں بغیر

<p> ہو گیا رشک گلستان عارض ہی ترا شمع شبستان عارض دیکھے جا کر کوئی انسان عارض ہی چراغ تہ دامان عارض ہو گیا خوب سلیمان عارض دیکھ آئینہ ہی حیران عارض ہوا کانٹوں سے بیابان عارض لگیا دل ترا ایجان عارض خال ہندوہین سلمان عارض </p>	<p> سرخ ہو لب سے دو چندان عارض زلف مشکین نہیں اوڑتا ہی دھوا بڑھ کے ہر ماہ سے لاکھوں درجہ اونکے گھونگٹ سے نہون کیون ابھیر کر لیا سارے جہان کو شخیر ہو گیا تیرہ صفا سے رخ سے جا بجا خط سیہ نے گھیرا ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتاویگا برہمن شیخ نہون دونوں مفتون </p>
--	---

جب مقابل ہو کسین اور کاغذین
 لائے ایسا مہ تابان عارض

غزل تمیز

<p> کسلے میں آبرو اپنی گنواؤں بغرض آکھو دام بلا میں کیوں بھینساؤں بغرض کسلے پھر آپ کو رسوا بناؤں بغرض سرگزشت اپنی تھی کیوں سناؤں بغرض وہ نہیں مانگیں کیوں اونکو سناؤں بغرض جان شیریں کسلے اپنی گنواؤں بغرض کسلے پھر ایسے فتنہ کو جگاؤں بغرض </p>	<p> وہ نہیں آتے تو کیوں میں آپ جاؤں بغرض تیرہ ختی ہو اگر سووائے زلف یا رین تم اگر لیلیٰ منش ہو مثل مجنون میں نہیں عشق میں صدمے سے کیا کیا نہ مینے آپکے روٹھ جانے کی دلا عادت ہی اونکی مبدم آرزوئے وصل جانان میں مثال کو کہن وصل میں سوتے ہیں بیماری میں لڑتے ہیں ام </p>
--	--

بھول بیٹھے نہیں لکھتے ہر وہ خط کا جو آ سبزہ خط کے تصویر بن بھلا کیا دوستو بے بلا کے بزم میں آکر تری الشعلہ خو مندمل ہوئے نہیں تیا ہو قاتل زخم دل	منت قاصد میں اب کیونکر اٹھاؤں بغیر سبکدوشی اوٹا کر زہر کھاؤں بغیر شمع سان کیونکر میں اپنا سر کھاؤں بغیر مرحم زنگار پھر کیونکر لگاؤں بغیر
---	---

وصل میں اظہار فرقت اب نہیں لازم تمیز
یا دیون بھولی ہوئی او نکود لاؤں بغیر

ولہ

ہوئے زلف پریشان عارض سبزہ خط سے ترے او گلرو دیکھ آئینہ کو سکتا ہو جاے گرتی ہو رخسے حبیب پر افشان بوسہ لینا ہمیں واجب آیا کفر و اسلام ہو اک صورت میں	یعنی رکھتے ہیں وہ پنہان عارض ہو گیا رشک گلستان عارض دیکھ سکتے نہیں انسان عارض بن گیا سر و چراغان عارض ہو تر صورت قرآن عارض زلف ہند وہی مسلمان عارض
--	---

خواب میں دیکھو اب تمیز اسے
بتھا جو بیداری میں پنہان عارض

غزل اخلاص

یا آتھی دوسرے کیے کام آؤں بغیر جان تیری راہ میں یارب مٹاؤں بغیر تو اگر زردے تو کیا کیا کام دنیا کے کرو	عین احت ہو جو پنج و عم اوٹھاؤں بغیر مال و دولت ہو اگر ممکن لٹاؤں بغیر چاہ اور تالاب اور مسجد بناؤں بغیر
--	---

جا بجا ہر راہ پر جاری کروئیں سلسبیل ہو وین گوناگون مہیا کسے مطیع میں طعنام غمزدون کے دل کو دون تنگیوں پر راحت لہم حق نہ رکھوں میں کسی حقدار کا ای حق شناس	اور پیاسوں کو بھی مین پانی پلاؤں بغیرض ہر گدا و بینوا مہمان بناؤں بغیرض اور جو آشفہ خاطر ہو ہنسائوں بغیرض اور جو کچھ ہو سکے او سکود لاؤں بغیرض
--	---

ہوں اگر اخلاص میں فکر معیشت ہی بری
رات دن یاد خدا میں دل لگاؤں بغیرض

ولہ

نہیں بنے کا یہ پہنان عارض نہ دکھایا کبھی پردہ سے صنم مار ہو جائے نگلے کا تیرے آئینہ ہو دل صافی کے لئے رشتک یا قوت لب رنگین ہیں	ہی ترا ہر درخشان عارض پوچتے گبر و مسلمان عارض دیکھ لے گر گل خندان عارض بے کدورت ہی میری جان عارض غیرت لعل بخشان عارض
--	--

دل رنجور ہوا چھپا اخلاص
گرہ دکھا دے کبھی جانان عارض

غزل عیش

خوب ہو آپ کا ایجان عارض چشم بدور لگے گی نہ لطف نہ ہوں صفین زیر وزیر قمر سے گرہ ہو گئے دل میں ہزاروں سوراخ	صاف و شفاف و درخشان عارض کیجئے مہ سے نہ پہنان عارض پھیر دین وہ سوے میدان عارض اوٹکا دیکھا جو پریشان عارض
--	---

صورت یار نے دیو اندہ کیسا	لیچلا سوے بیابان عارض
فرحت افزا بہین تر خال زلف	رکھتا راحت کے ہر سامان عارض
سرخ ہو کر مین دلاؤن غصہ	ہر مرائع فرمان عارض

اونکا بے فیض ہی جو حسن ملیج	
علیش ہی خالی نکھدان عارض	

عزل عاشق	
----------	--

کیون نہ ہو دے مرا ایمان عارض	ہی ترا صورت مستر آن عارض
سبز خط سے مریمجان عارض	بن گیا رشک خیا بان عارض
ہی عبت آپ کو بوسہ کا ملال	دیکھو آئینہ میں ایجان عارض
روشنی ہی ترے رخی ہر سو	کیا بنا سرو چراغان عارض

دیکھ قدرت کے تماشے عاشق	
ہو گیا رشک گلستان عارض	

رولیت طار مہل	
---------------	--

عزل متود	
----------	--

کی دل نے لاکھ عشوہ دلبر سے احتیاط	ہر ہو سکی نہ چشم فسونگر سے احتیاط
کیا تازہ خون کیا ہی کسی بیگناہ کا	کیون بگلان ہی بادہ احمر سے احتیاط
اوس لبے گالیان جسے کھانیکا ذوق	لازم ہی او سکوفہ مکر سے احتیاط
ساتی بغیر تلخ ہی سب عیش بزم میں	ورنہ ہم اور شیشہ و ساغر سے احتیاط

اوس بزم ناز میں لئے جاتے تو ہونود
دیکھو نہ ہو گی اس دل مضطر سے احتیاط

ولم

کیونکر کون ہی قول بت سحر فن غلط
آیا نہ وہ بدل گئے سیارے برج سے
عالم خزان کا ہوتا ہی اوس گل کرد برو
بتلا میں نور کا پس تکفین بن گیا
نکلا کبھی زبان سے نہ اوسکی سخن غلط
کیا کیا نہ قول تیرے ہوئے برعین غلط
او بلبلو ہی وصف بہار چمن غلط
اب ہمدون ہی مجھپے گسان کفن غلط

ہر مدعا کی بات پہ یاد آتا ہی نمود
کننا کسید کا ناز سے ہی یہ سخن غلط

غزل عاقل

کی لاکھ دل نے عشوہ دلبر سے احتیاط
جز مئی کے چارہ ست خرابات کو نہیں
شرگانے چل کے تو سوے ابرو چلا ہوا
سو گئی ہی جب سے نکمت گیسو عنبرین
تاراج اوس کا سبے ہو نقد دل صنم
جو نقش پا ہو خاک نشین کوے یار میں
صحرا میں کیسا صورت دیوانہ پھر تا ہوں
عالم میں وہ بشر ہی جو مال لبشر نہ ہو
عاقل کہیں سے غیرت شمشاد باغ میں
مکمل نہیں ہی حرف مقدر سے احتیاط
صوفی کو ہووے بادہ وساغ سے احتیاط
شمشیر سر پہ لیتا ہی خنجر سے احتیاط
دل کو ہوئی شمیم گل تر سے احتیاط
طالب کو تیرے ہی زرو گوہر سے احتیاط
ہو خاک اب مرے دل مضطر سے احتیاط
جب ہی اوس پر ہی کو مرے گھر سے احتیاط
انسا کو چاہیے سخن شر سے احتیاط
تمر کو کیوں ہی سرو و صنوبر سے احتیاط

ولہ

اقرار تیرا کب نہوا جان من غلط ایدل کبھی نہ آئیو باتون میں شوغلی کرتا ہر است باز دہن سے ہر آن کج روی سہوڑا طریق تعشق نہیں کہیں ہوتا ہی میرے غیرت شمشاد سے ابھی	وعدہ غلط ہی قول غلط ہی سخن غلط اقرار وصل کرتا ہی پیمان شکن غلط چلنے لگا ہی چال بھی چرخ کہن غلط نکلا خیال وصل ترا کوہ کن غلط دعویٰ قد کشی ترا سرو چمن غلط
---	--

عاقل راوسی کے کوچہ میں ہنوز ندگی بسر
کیجیو نہ را عشق میں اپنا چسلن غلط

غزل عزیز

لو سیکھ جائے کوئی شکر سے احتیاط حفظ زبان ضرور ہی ہر حال قائلین عشق تباہ نکر دل نازک خدا کو مان آکر جلا دیا شب فرقت نے شعلہ رو ہم ہیں کہ تیری راہ میں نکھیں گے فریش لڑکے ہزار جھولیوں بھر کر پھر کرین	کرتے ہیں اپنے عاشق مضطر سے احتیاط انسان کو چاہیے سخن شر سے احتیاط شیشہ کی لوگ کرتے ہیں پتھر سے احتیاط جس دل کی کر رہا تھا میں دن بھر سے احتیاط اور ماسے اکپو ہی مرے گھر سے احتیاط دیوانہ کو نہ تیرے ہو پتھر سے احتیاط
---	--

مرد ہوش چشم مست سے کیوں ہو گئے عزیز
کرتے تھے آپ شیشہ و ساغر سے احتیاط

ولہ

کیوں نے رخ زے لب کیا ہی چمن غلط سبیل غلط ہی غنچہ غلط ہی سمن غلط
--

کوثر کو سببیل کو آب حیات کو	کرتی ہی یہ لطافت چاہ ذقن غلط
تھا پیچ و تاب الفت کیو میں رات بھر	کرتا ہوں بال بھر نہیں ایجان غلط
اللہ رے سیل اشکے وان تیر ازور شور	بھوپال تال کیا کہ ہیں گنگے جمن غلط
تاب کلاہ زرنے تری غیرت مستر	اگر دون پہ آفتاب کی کردی کرن غلط

کسو عزیز اپنی غزل ب سنائیے
املا غلط ہو آپ غلط ہیں سخن غلط

غزل تمیز

وہ میں نہیں کہ ہو مجھے دلبر سے احتیاط	کیا غم ہو اذ کو ہو دل مضطر سے احتیاط
اب تو جہان میں کر دے آہی غنی مجھے	معتوق میرا کرتا نہیں زر سے احتیاط
بزم پر یو شان میں وہ بیٹھے تو عیب کیا	کب ہو قمر کو چرخ پہ اختر سے احتیاط
عاشق تو ہو کے ڈرتا ہی قاتل کی صرب سے	اب رو کے عشق میں نہیں خنجر سے احتیاط
ساقی پیالہ دیتا ہی رک رک کے کیون مجھے	زاہد نہیں کہ ہو مجھے ساغر سے احتیاط
واعظ بتو سکے بوسہ کو کہتے ہیں کفر ہی	کرتے نہیں ہیں کعبہ میں پتھر سے احتیاط

جاتے ہیں سیر باغ کو وہ اس تمیز سے
تا ہو وے بلبون کو گل تر سے احتیاط

ولہ

وعدہ و نگو کہ رہا ہو وہ وعدہ شکن غلط	کرتا ہی حزن عیش یہ چرخ کمن غلط
اوس بت کا ہی قیام مری دجیم میں	پتھر کی پوچھا کرتا ہی وہ برہمن غلط
زلزلہ سبب کو دیکھ رخ رشک ماہ پر	اختر شناس کتا ہے سورج گمن غلط

وعدہ کیا ہی ملنے کا اوس گل نے باغین | ہوا خطر ابل سے نہ راہ گین غلط

زندون میں اور نہ مزد و نہیں قوت سی ہو تمیز
یہ جان میرا قول نہ ایچسان سن غلط

غزل اخلاص

مکمل نہیں ہی زلف معبر سے احتیاط | ایدل نہ ہوگی اوس بت خود سر سے احتیاط
کاہیدہ عشق ابرو سے جانان میں ہو تمیز | سر مانگے کوئی تو نہ ہو سر سے احتیاط
مجھ نہ تو ان کو آپ سے اغماض ناز ہو | لازم نہیں ہو عاشق مضطر سے احتیاط
ظالم نے اب تو نامہ بھی مسدود کر دیا | قاصد کجا اوس سے ہو کبوتر سے احتیاط
کیونکر بتوں کو کعبہ دل میں جگہ ندون | طوف حرم میں کب ہوئی پتھر سے احتیاط

مشہور ہو زمانے میں اخلاص آپکا
کیجئے نہ مجھ سے بے زرو بے پر سے احتیاط

ولہ

کرتے ہو میرے قول کو شیریں دہن غلط | میں وہ نہیں کہ منہ سے نکالوں سخن غلط
وعدہ وفا کیا نہ کبھی تینے آج تک | چلتے رہے وفا کے ہمیشہ چپلس غلط
کس کس کی آرزو نہیں کی بیٹے تجھے بغیر | یاں تک کہ ہو گیا ہی مرا جان تن غلط
جسے بسی ماغ میں خوشبو نے زلف یار | آتی ہی اوسے مشک خطا و سخن غلط
کہتا ہی اوسکے دل میں ابھی ہی ترا خیال | یارب نہ ہو وے یہ سخن برہمن غلط

کیا دست رن حیف محبت کے درمیان
اخلاص بول اوٹھے وہ ابھی سے سخن غلط

غزل عیش

<p>دست تہی کو میرے جو ہیز سے احتیاط بیچین و بیعت ار ہو یہ او کا ہی خوش دل کو ہی شق زلف تحیر کا ہی مقام عبرت کی جا ہی ٹھوکرین کھاتا زمین پہ ہی جانا ضرور سب کو ہی اگر وز قبر میں وہ لوگ آپ در پی آزار اپنے ہیں</p>	<p>ہی اوس سے بڑھ کے مج کو تو نگر سے احتیاط کی ہی جو تہنہ عاشق مضطر سے احتیاط مومن کو تو ضرور ہی کافر سے احتیاط جس سر کو ہی جہان میں اوس سر سے احتیاط دوزخ میں جائیں جن کو ہو اس گھر سے احتیاط کرتے ہیں جو ہمارے شکر سے احتیاط</p>
--	--

خاک اوس سے مج کو وصل کی ہدایت
 جس حیلہ جو کو ہو ترے بستر سے احتیاط

ولہ

<p>کس طرح چشم دیدہ کریں مگر فتن غلط عاشق کی تیرے نقش ہی زیر کفن غلط کرتی ہی یاد کیوں مجھے اہل وطن غلط فی الفور ہو و سے رنگ گل یا سمن غلط سچ کہتے ہوا اوٹھتا ہے یہ رخ و سخن غلط کرتے بتوں کو سجدہ ہیں کیوں بر سخن غلط سمجھے تھے آپ کس لیے دل کی جان غلط کسی مجال ہی جو کرے یہ چین غلط مشہور اوس کا ہو گیا دیوانہ پن غلط</p>	<p>کالوں سے جو سنا ہی وہ ہو جان غلط مردہ نہیں ہی زندہ بے حس ہی دکھیلے غربت میں ہوں عدم میں جیتے ہیں ہی دروغ دیکھے اگر صباحت رخسار صاف یار حاصل یہ جہ ندامت و افسوس کچھ ہوا اوس سنگ در کو چوین تو حاصل مراد ہوا سینہ پہ ہاتھ رکھ کے پھپھو لے اوٹھا چکے نیرنگیوں کی یار کے جو کھل رہے ہیں گل لاکھوں میں عیش سائین ملنے کا ہوشیار</p>
--	--

ردیف ظار مجہ

غزل نمود

رہیں گناہ سے دنیا میں تاکجا محفوظ
بلائے شرک و بدع سے رکھے خدا محفوظ
کسی کا چلنا قیامت بلا کی لائے گا
اگر میں فتنہ ہمشیر سے رہ گیا محفوظ
نہیں ہو صفحہ ہستی پہ مدعی کوئی
جو لوح دل پہ رکھوں حرف مدعا محفوظ
وہم اخیر ہو وہ آکے خون کھائیں گے
رہے اثر سے الٹی مری دعا محفوظ

یہ دردگی میں دعا ہی نمود خالق سے
عذاب قبر سے رکھیو پس فنا محفوظ

ولہ

لو ہوے پامال پھر دلمائے نالان الحفیظ
پھر ہوا وہ فتنہ ہمشیر خرامان الحفیظ
مائل گر یہ ہوئی ہر چشم گریان الحفیظ
پھراوٹھایا چاہتی ہی کوئی طوفان الحفیظ
کچھ دگر کون آج آتا ہی نظر رنگ چمن
کہہ رہی ہیں شاخ گل پر بند لیپان الحفیظ
پھر بہار آئی ہی کچھ کہنے لگے زخم جگر
پھر جنوں لیجا لیگا سوے بیابان الحفیظ

جی میں آتا ہو کہ او کو چھوڑ کر چلے نمود
ہی یہ جنت میں بھی عشق کوے جانان الحفیظ

غزل عاقل

رہے کوئی تری چتون سے کیا بھلا نمود
ترے کرتوت سے رکھے سدا خدا محفوظ
رکھیں گے آنکھوں پہ چوہین گے او کو ہم ہر دم
نہ کہہ تو نصیحت رخ عیسے دلربا محفوظ

خوشی سے خاکِ تن میں چلو پھر و آؤ گزین گے بارشِ گریہ سے اخترِ روشن نہ تڑپے گا دل شوریدہ وقتِ فرجِ کبھی اُسی اوکی کس رہو کہ بالِ ہر کوئی	رکھو نگاہِ پردہ دل میں بختیں سدا محفوظ جو ہو گا آنکھ سے سیری وہ ملے لقا محفوظ ریگی خوں سے میرے تری قبس محفوظ رہے یہ صدِ حنہ و حبش سے کب محفوظ
---	--

گناہگار ہوں عاقل نہیں میں غافل ہوں
عذابِ قبر سے رکھنا مجھے سدا محفوظ

ولہ

الحفیظ اے سوزِ غمماں ہجرانِ الحفیظ کر دیارِ نگاہِ شوق نے بیخود مجھے زورِ ق گردون کا عالم ہو گیا مثلِ جباب بالِ وپر باقی نہیں اور تنگ میدانِ نفس پاؤں وحشت نے کھالے پھر سوئے صحراب	جلگیا آہوں سے لوسارِ ابیا بانِ الحفیظ لٹ گئے صبر و خردِ احقرِ چشمِ فستانِ الحفیظ الحفیظ اے جوشِ سیلِ چشمِ گریانِ الحفیظ نغمہ زن ہیں لبلیں صیادِ ناوانِ الحفیظ پھر مرے تلوے ہیں اور خارِ مغیلاںِ الحفیظ
---	--

چین پہلو میں دلِ مضطرب کو اے عاقلِ نہیں
الحفیظ اے اشتیاق کو سہ جاناںِ الحفیظ

غزلِ غزیز

بلا سے زلف سے دل کو رکھے خدِ محفوظ کبھی نہ دولتِ وصلِ صنم نصیب ہوئی بوقتِ فرجِ تڑپنے کا ذکرِ کیا تمل ہر ہن ہین بھی تو کر تیر سے کسانِ ابرو	اُسی پیچ سے کاکل کے ہو گلا محفوظ اثر سے اپنے اُسی رہے دعا محفوظ ریگی خوں سے میرے تری قبس محفوظ نہ چھوڑا گوشہِ تن میں دلِ فدا محفوظ
---	---

کریم زندہ جاوید ہوتے ہیں منعم الہی خنجر ابرو سے کٹ پڑے وہ ہاتھ جگر کو بیٹھ کے روؤں کہ دل کو چپاؤں خدا کے واسطے گردوں نے سروٹھایا ہجوم حسرت و حیران ہی صورت فائز دہن وہ غنچہ ہی گل رخ ہی سروقامت اوڑا کے تا قدم یا ر او کو پہنچانا سرفدا ئی کو کب سے جھکائے بیٹھا ہوں	رہیگی دولت دنیا نہیں سدا محفوظ بلائیں لینے سے زلفونکے جو رہا محفوظ رکھیں گے کسکو ترانا دل ادا محفوظ رکھیں گی تا بہ کی اسی آہ شعلہ زما محفوظ رہیگی شمع کھد اپنی اسی صبا محفوظ خزان سے ہو چین یا را سدا محفوظ نہ رکھنا خاک پس مرگ اسی صبا محفوظ رکھو گے خنجر مرثگان سے تاکجا محفوظ
---	---

سو نہ تر ہم بھی غلام در محمد ہیں
رکھیں گے آتش و دوزخ سے کبریا محفوظ

ولہ

اٹھیں اسی شورش غما ہے ہجران الحفیظ پرزے پرزے دامن صحرا ہی ایدست جنوں ہو گیا جسپر اشارہ صاف دو ٹکڑے ہوا ہو کے پانی پہ چلیگا دل کو پہرہ کی چاہ آنکھ جیسے پھر گئی بے وجہ جیسے آپکی سراوٹھا ایسا نہ ہر دم جوش سیل اشک تو آنکھ سے مثل شریر اوڑنے لگے لغت جگر ہر غلش عشق مژو جانکے لئے کیسی مخمیز	پھونکے ہی دیتی ہی اتواہ سوزان الحفیظ چاک چاک اپنا ہوا جیٹ گریبان الحفیظ ابرو سے خمدارہا تیغ بران الحفیظ پھر جھکایگا کوئین چاہ زرخندان الحفیظ گردش قسمت نے دکھلایا بیا بان الحفیظ کیا ڈباو گیا جہان کو مثل طوفان الحفیظ خاک کر ڈالے گی اب کیا آہ سوزان الحفیظ ہو گیا دل صورت خار مغیلان الحفیظ
--	--

غزل تمیز

رہیگا عشق کی حالت میں کب لا محفوظ عزیز سر نہ نہیں ہی نہ میری آنکھوں میں وہ زار ہوں کہ دم نہج بھی نہ تڑپوں گا سپند ہی یہ نہیں حال آتشیں زخیر	بلا میں پڑ کے رہا کون ہی تبا محفوظ کہ جیسے رکھتا ہوں میں اونکی خاک پا محفوظ رہیگی غول سے میرے تری قب محفوظ نگاہ بد سے رہیگا تو دل رہ با محفوظ
--	--

رہے ہی صورت ناقوس ل مارا لان
تمیز عشق بتائے رکھے خدا محفوظ

ولہ

جوش پر پھر دل ہوا ہی چشم گریاں محفوظ خوف یہم ہر خرم جان پر نہ یاں کجی کرے زار کجولش کرم نے نہایت کر دیا آرزوئے قتل ہی کجکویاں خالی نہیں پھر بڑی میری غم دوری میں اب یونگی	پھر اوٹھا یا ہی مرے آنکھوں طوفان محفوظ اونکے ہنسنے میں ہی وال برق درختان محفوظ پھر دکھاتی ہیں اب آنکھیں فوج شرکان محفوظ نفسشے عاشقان کوے جانان محفوظ میں ہوں اور پائے جنون ہو اور بیا بان محفوظ
---	---

صدمہ غمہاے فرقت یاد کرتے ہو تمیز
بعد مدت اب ہوا ہی وصل جانان محفوظ

غزل اخلاص

ہوئی ہی اب سرگشت جو خا محفوظ ہوا ہوں ہجر میں اک گل کے خار کی مانند ہمارے روزنہل میں تمھاری صورت کا	اشارہ قتل کا رکھتے ہو دل رہا محفوظ رہیں کیون مر صحت سے آشنا محفوظ ملا ہی خوب ہی کیا ہکورا سنا محفوظ
--	---

نہ تو ریشہ دل کو تو میرے اری صبا د	فلک نہ ٹوٹ پڑے تجھے پر جہا محفوظ
ہو اجتناب او بھین بعد مرگ بھی اتک	کہ میری خاک سے نہ رکھتے ہیں اپنے پا محفوظ
وہ اپنے فضل سے چاہے جسے امان بخشنے	کہ دانہ رکھتی ہیں دانتوں میں آسیا محفوظ

نکر تو گردش دوران کا رخ ای اخلاص
کہ زیر چرخ ہیں لاکھوں شکستہ پا محفوظ

غزل عیش

ایک عرصہ میں ہونگا غم کا ہمان الحفیظ	خانہ تن روح کو میرے ہر زندان الحفیظ
آسمان کا فی زمین کا میں تو ہوں خدیں کا	ہیں عدو دانا مرے اورد وستان الحفیظ
کیا کمون گہرا گیا و سواس نفسانی سے میں	بی طرح او بچھے ہیں یہ خار نیلان الحفیظ
عشق کے بگڑے سنور سکتے نہیں تادیب سے	قیس کو تو وحشت افزا تھا وستان الحفیظ
ہو گیا ہی کیا ہمارا حال ابرگوش زد	بیشتر جو آجکل ہی ورد جانان الحفیظ
امن میں کیونکر نہ ہو وہ جس چمک کا گلو	جائے لغتہ پڑتے ہیں وہاں مرغ خوشنواں الحفیظ

راہرو کیونکر نہ مانگے عیش اونے اب پناہ
چلتے ہیں وہ تو شکل تیغ عریان الحفیظ

غزل عاشق

رہو گے صبر سے میرے نہ کوئی جا محفوظ	رکھیں گی تمکو مگر مان مری دہا محفوظ
ہو امین حیف نہ رفتار سے پا مال	قلق یہ ہے مجھے کیون اوس سے میں پا محفوظ
قصو کر گیا ہی جو ہم بھنس کے چھٹ گئے صبا	معاف کیجئے بس اب رکھے خدا محفوظ
ہم اپنے رخ و نصبت کو بھول تبا ہیں	جو دیکھتے ہیں بھتیں تم ہو مر جہا محفوظ

پنچھوڑا ناوک قاتل نہیاں بھی آخر کار	رہا تھا سینہ میں چھپ کر بہت دلا محفوظ
وہ قتل کر کے مرا خون چھپائے بیٹھے مین	یہ اونکا راز نہ ہفتہ رکھے حسد محفوظ
ہماری جان پہ اندھیر ہی بلا پہ بلا	تمھاری زلف دو تاسے رکھے خد محفوظ
ہزار شکر ہوا داغ خون گریبان گیر	رہیگا دامن قاتل بھی تاکجا محفوظ

دعا ئے بد سے جو عاشق کی خوار ہو کوئی
رہے وہ آفت دنیا سے کب بھلا محفوظ

ردیف عین مہملہ

غزل نمود

بزم میں مہل ہی یون اب پیش رو یا شمع	ردبر و خورشید کے جسطح ہو بیکار شمع
گر نہیں سوز دل پروا نہ اسکو بزم میں	اشکھائے آتشیں سے کیوں ہوا تباہ شمع
بات جب نکلی زبانی سے بھول سے جھڑنے لگے	بگلیا وہ شمع و گویا دم گفتار شمع
کیون چلے سوز نہاں سے رات بھر آغوش	اوس گل خسار پر کھائے نہ ہو گر خار شمع

صورت عشاق پروا نہ جانے جلو میں ہوں ام
گر نمود اوس شمع و کی سیکھے رفتار شمع

ولہ

اسکو ہوا ایسی شان معلم کی اطلاع	ابلیس کو ہوا ترسہ آدم کی اطلاع
ہر شب کسی سچ کی فرقت میں دی مجھے	پاس ادب نے روزہ مریم کی اطلاع
ہوا سخیاکا نام بخیلون سے دھیرن	کئی مغل نے سخاوت حسام کی اطلاع

روتا ہوں ایک غیرت گلشن کے سامنے گویا کہ گل کو کرتا ہوں شبنم کی اطلاع

کب ہی سچ کو خبر اتست کی ای نمود
ختم رسل کو ہوتی ہی ہر دم کی اطلاع

غزل عاقل

لوٹتا ہی کیوں نہیں آنسو کا میرے تار شمع
حسن آتش رنگ سے ساکت ہیں اہل انجمن
ہو گیا کس شعلہ کے عشق کا آزار شمع
بزم میں ہو خاک تجھے شمع و دو چار شمع
عارض و گیسو کو تیرے دیکھ شب کہتی تھی ہم
تیرے آگے بزم میں جل جل کے سوز رشک سے
جلتے جلتے تھر تھراتی تھی عجب ہر بار شمع
انجمن میں شب کو تھا عاقل و عکس رویار

دیکھ کر کہتے تھے جسکو دیکھ کر ہر بار - شمع

ولہ

قاصدا و خین بھی چاہیے ہر دم کی اطلاع
دے تو ہی ای صبا مجھے ہمد کی اطلاع
دیتی ہر چشم تر دل پر غم کی اطلاع
میں جان بلب ہوں چاہیے دم دم کی اطلاع
ہو خاک آفتاب کو شبنم کی اطلاع
دی کیا صبا نے کامل برہم کی اطلاع
دے کون او کو دیدہ پر غم کی اطلاع
تکو نہیں ہی ہمت حاکم کی اطلاع
کیونکر نہ چل دیں مردم آبی سے پتلیان
کیجے کبھی تو دولت مقدم سے کامیاب

عاقل پھڑک پھڑک کے نفس میں وہ مگر
ہو کیسے گل کو بیل ہمد کی اطلاع

غزل عزیز

<p>سوز پر دانہ چپکے کانپے ہو کیوں یا شمع اوٹھ گیا ہی اس کے رشتہ افشانے نقاب کس بت پر فن نے اگر نرم میں رکھا قدم منہ چھپالے دامن پروانہ میں غربت سے وہ شعلہ وحشت وہ بچو کے دیکھے اس بت کو اگر گرمی تقریر سے تیری کٹی اس کی زبان ہی بجای شعلہ رو تجھ کو کون گہر نرم میں</p>	<p>کیا زبان رکھتی نہیں ہی لائق گفتار شمع توڑتی پھر کیوں نہیں آنسو کا اپنے تار شمع تار ہائے اشک اپنے ہی جوڑتا رشتہ شمع دخل کیا ہی شعلہ رو سے میرے ہود و جان شمع چلے اے اک پاؤں سے سوئے کوچہ بازار شمع چھپکے چھپکے جلتی ہی رو رو کے کیا ہر بار شمع زلف مشکین تو دھوان ہی اور ہی زخار شمع</p>
---	--

نرم میں ہی تار اشکوں کا سلسلہ ای عزیز
 رکھتی ہی سوداے گیسو کا گہرا بازار شمع

ولہ

<p>ہی سب کو میرے دیدہ پر نرم کی اطلاع پر تو پڑے جو آئینہ دل میں یار کا آخر کو مر گیا ترا بسمل پلک کے سر پتھر سے سر کو بچوڑ لیں سب جشیان عشق دنیا سے جو گئے نہیں معلوم کیا ہوے</p>	<p>کس کو نہیں ہو اس دل پر غم کی اطلاع گھر بیٹھے ہو حقیقت عالم کی اطلاع تجھ کو ہی خاک عاشق بنے دم کی اطلاع ہو جائے گر کہیں بت اظلم کی اطلاع کس کو ہو ہی سکندر و حاتم کی اطلاع</p>
---	--

اشکوں کے ساتھ دل بھی مرا بہر کیا عزیز
 پہلو میں وہ کھٹک ہی نہ ہر دم کی اطلاع

غزل تیسرا

دیکھ لے تیرا جو روئے غیرت گلزار شمع لے گشتار ہو کب بے دہانی یا رکی صورت پروانہ دل جلتا ہو میرا شک سے بزم میں اوس شعلہ رو کی ہو سیکو کیا فروغ	پر دہ فانوس میں ہو جائے گل یار شمع گو زبان بکھتی ہو پر کرتی نہیں گشتار شمع رات کو کرتی ہو ایجان جو ترا دیدار شمع ایک پاؤں کھڑی تھی ہو ان لاچار شمع
---	---

شوق میں دیدار کے اوس ماہر کے ای تمیز
مثل اختر بزم میں تھی رات بھر بیدار شمع

ولہ

بتیابی اور یاس کی اور غم کی اطلاع درد جگر کا ذکر ہمارے کمان نہیں پڑا ہوا آسمان پہ شرم سے پانی دل سحاب غیرت سے ماہ لو کی پڑا ہو کمر میں بل	قاصد تو دیکھو مرے دم دم کی اطلاع کس کو نہیں ہو اس ل پر غم کی اطلاع گو ہمارے دیدہ پر غم کی اطلاع ہوا و سکو تیرے ابرو پر غم کی اطلاع
--	---

کرتے ہیں ضد سے شبن خوشی کا وہ ای تمیز
ہوتی ہو او کو جو بمرے ماتم کی اطلاع

غزل خلاص

یار کا منہ دیکھتی ہو بزم میں ہر بار شمع بے ادب ہو کر زبان بکھلے کمان ہمدرد یہ میرے بتیابی شب فرقت میں گرہیہ دیکھ لے ہو یقین ہو جائے بخود زار ہو کر بزم میں ہو جوم غم سے دل خلاص فانی خیال	واسے حسرت میں نہ کیوں اور کرے دیدار شمع کاٹ لے گلگیر جو بولے کبھی اکبار شمع غیر ممکن ہو کہ توڑے آنسوؤں کی تار شمع دیکھ لے گرا اوس صنم کی زکس بیمار شمع ہو رخ پر نور جانان کی مجھے درکار شمع
---	---

باد صبا تو دیو بخود دم دم کی اطلاع	ولم اوسکو نہیں مرے دل پر غم کی اطلاع
جنت سمجھ کے نور کیا محب کو یا رنے	کوچہ سے اپنے جب ہوئی آدم کی اطلاع
شبنم کے قطرے زنگیں بیمار میں جو ہوں	دے او کو میرے دیدہ پر غم کی اطلاع

بے ہری بتان سے اخلاص غمزہ
دیتی ہی چشم تر مجھے ہر دم کی اطلاع

غزل عیش

سبز ہو روشن کرے گر عکس رخسے یار شمع	تو بنا دے ساری محفل کو ابھی گلزار شمع
یہ مری ناز کی خیالی ہو غلط فہمی نہیں	کر مک شب تاب کو سمجھا ہوں میں پر دار شمع
خندہ دندان نما سے اونکے شریقتی رہی	کیا ہوا ہنس ہنس کے گر جلتی رہی ہر بار شمع
کم ہی کیا کچھ روشنی طبع کا میری فروغ	مجھ کو کیا حاجت بھلا ہو کسلے درکار شمع
ایک میں اور دوسرے تم تیسرا کوئی نہو	لطف ہو اگر آج شب بھر ہو دیون شجہا شمع
نور ایمان ظلمت عصیان جہان غالب ہوا	شکر ہی جو بھگتے بھگتے ہو گئی ہنسیا شمع
شک تھا جلتے پر پروا تو نیکے ہجر پار میں	اسلے رکھوادی اوٹھو اگر پس دیوار شمع

خاندہ بے کھٹکے اوشے ہی جو میں روشنی
دیکھ لو اے عیش دیتی ہی گل بیجار شمع

غزل عاشق

سر کٹا دے بزم میں گرا پنا سو سو بار شمع	کب مقابل ہو ترے پروانہ کے ای یا شمع
ہر گل تر باغ میں بن تیرے مجھ کو داغ ہی	ہی ہر اک محفل میں فرقت سے بزدل شمع
دفن دل کے ساتھ ہی اک سو روشن کا خیال	ہو سر مدفن مرے روشن نہ اب زنا شمع

روتے روتے صبح تک عاشق کیسے عشق میں
ہو گئی گھل گھل کے جو سیری طحسے زار شمع

ردیف غن مجمر

غزل نمود

کیون نہ ہو بالائے افلاک اپنے شیون کا دماغ
بیدماغی ہی یہ بازی گدین اوس مہ پاوکی
عش پر رہتا ہی اوس محبوب پر فن کا دماغ
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ
امی صبا نازک ہو کیا اوس شوخ پر فن کا دماغ
بیدماغی سے نسیم صبح بھی باد سموم
گرد آسا پھر نہیں ملتا ہی تو سن کا دماغ

کس سچانے سر بالین قدم رکھا نمود
چرخ چارم پر چڑھا ہی میرے فن کا دماغ

ول

اور کیا چاہیے اب اوبت بے پیروغ
داغ دل چمکا مرا اوکے رخ تابانے
رکھتی ہو سارے جہان میں تری تصویر فروغ
ماہ کو مہر کی دینے لگی تنویر مندروغ
ایسا رکھتا ہی مرا نالہ شکیں مندروغ
تیری تصویر کے آگے کوئی تصویر فروغ
ہو موقع بھی مقابل تو نپائیگی صنم

واصف اوس رشک سچا کا ہون پڑ گئی نمود
نطق عیسیٰ کی طرح اب مری تقریر مندروغ

عزل عاقل

آفتاب پہنچا ہوا تو اونکے جون کا دماغ لٹ گئی اقلیم دل سے جب متاع صبر رہا لائی ہو جسے شمیم گیسوئے مشکین یار جھولیاں بھر سحر کے لائی جیسا ڈبوئے زلف	گھٹ گیا جس کے کبیر ماہ روشن کا دماغ بڑھ گیا کیا کیا ہو ترک چشم پرفن کا دماغ ای صبا فرحت ہو وہ اپنا ہوا کہ سن کا دماغ جیب گل سے بڑھ گیا ہو اپنے دامن کا دماغ
---	--

دیکھنا عاقل زمانے کی بھی خوبی اندون

پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ

ولہ

بڑھ کے رکھتی تھی ماہ سے تنویر فروغ وصل دہر کے لئے فکر سا سیج ہوئی اونگھیاں اوٹھنے لگی ہیں جسم ابرو کی طرت شمع جل جل کے کٹا لگی زبان کو اپنی	اور کیا چاہیے اب ادب بے پیر فروغ سیج ہو رکھتی نہیں تقدیر پہ تدبیر فروغ لیگئی تیغ ہلالی پہ شمشیر فروغ جب دکھائے گا مہتار اب تیر فروغ
--	--

اونکی مرگان و خم ابرو سے عاقل بڑھ کر

تیغ چمکے گی پناہیگا کوئی تیر فروغ

غزل عزیز

آجکل ہو چرخ پر اوس ماہ روشن کا دماغ بوئے گل سے ہیں پریشان مثل سہل باغ میں کیون مانگے دل پناہ میں بگڑی ہتی غصہ سیر دیدار سے بھی ہونے نہیں دیتے کبھی	خاک ہو مجھ پر خاکسار چاک دامن کا دماغ ای صبا نازک ہو کیا اوس رشک گلشن کا دماغ زلف کی صورت ہو برہم چشم پرفن کا دماغ مجھ سے اب اوٹھتا نہیں وہ سینکڑوں مکن کا دماغ
---	--

مور و الزام ہیں کیا الفت گیسو سے یار

ہم سے کیوں بگڑا ہوا دوست و دشمن کا دماغ

کھب گیا ہوں دل میں اپنے کیا وہ حسن لہریں	جھوٹا ہی عرش میں اب تیرے جو بک دماغ
سخت بائیں اونکی کب تک تو سنے گا اے عزیز	
کیا بلا تیرا ہو کوئی سنگ آہن کا دماغ	

ولہ

مہر و سہ سے نہیں پاؤں فلک پر سر فروغ	رکھتی ہو ماہ سے بڑھ کر تری تصویر فروغ
ہو گئے سکتے میں کیا مافی و ہنراد وین	وہ خداداد رکھے ہی تری تصویر فروغ
کاٹے گوخبر گلگیر زبان تک اوسکی	شیخ رکھتی ہی بڑھ کر تری تقریر فروغ
چمکا آئینہ سادل عکس کے پڑتے اوسکے	وہ تری رکھتی ہی سہ چاند ہی تصویر فروغ
ککا چمکا ہی سخن مثل ضیائے خورشید	ہندین رکھتی ہی سب غول میر فروغ

وصف لکھے ہیں رخ رشک قمر کے جو عزیز	
رکھتی ہو ماہ سے افزون مری تحریر فروغ	

غزل تمیز

چڑھ گیا اب تو فلک پر شوخ بدظن کا دماغ	ہمسے اٹھتا ہی یہ جسکی چشم پر فن کا دماغ
گر مسی مالیدہ لب دیکھے ترا ای رشک گل	پھر نہ ہو گلزار میں تا حشر سوس کا دماغ
کشور دل لیگیا اپنا غنیمت ہی یہی بڑ	بڑھ گیا راہ محبت میں جو رہزن کا دماغ
آشنا ہوں بحر الفت میں کسی بیگانہ کا	دوست ہوں اوسکا میں جو رکھتا ہی درد کا دماغ
یاسدا ہوتے تھے اونکی بزم میں ہم باریاب	یا اٹھاتے ہیں ہمیں دیوار و روز کا دماغ

شبہ اوس کہہ کے مسی مالیدہ لب کا ہی تمیز	
کیون نہ بالاسے فلک چڑھ جائے سوس کا دماغ	

ولہ

نہر سان رکھتا ہو روے بت بی پر فروغ	پاؤے عالم میں کیوں عاشق دگیر فروغ
دیکھے جگنو جو کبھی تیرگی فرقت میں	میں یہ سمجھا ہوں ترانہ شبگیر فروغ
صید ہونے کی تمنا ہو مجھے صید سنگن	کہ ترے تیر سے پائے دل خچیر فروغ
سرخروئی تری قاتل مجھے منظور ہو اب	سر مرا کاٹ لے پائے تری شمشیر فروغ

باتیں کرنے کا تمیز آپ نے کیا کہ ہے
ہر حکم سے جو پانے لگی تقریر فروغ

غزل اخلاص

کیا ملے اوس شہسوار ناوک افکن کا دماغ	برق تابان بھی نہ پاوے جسکے تو سن کا دماغ
خارا تا ہو نظر ہر ایک گل اوس یار بن	درد و فرقت میں نہیں ہو سیر گلشن کا دماغ
سر جھکا دیتے ہیں اوسکے روبرو اہل ہنر	تب بھی تو ملتا نہیں اوس لطف پرنگ کا دماغ

صاف ہوتا ہو مکدر ہر گھڑی اخلاص سے
راستہ پر آئے یار بچرخ بدظن کا دماغ

ولہ

کیا زبان رکھتی ہو تیری دم تقریر فروغ	کہ نہیں رکھتے ہیں یوں جو ہر شمشیر فروغ
کیا عجب بام پہ توجہ سلوہ نما ہو تو صنم	ماہ دو ہفتہ کا کھودے تری تنویر فروغ
صفحہ دہر کے جتنے ہیں مرقع اون میں	سب رکھتی ہو زیادہ تری تصویر فروغ
قتل پر ہاتھ جو قاتل نے اوٹھایا اپنا	سر تسلیم نے پایا تہ شمشیر فروغ
اوٹکا بندہ ہو گنہگار خطا وار اخلاص	لطف سے رکھتی ہے جسکے مری تقصیر فروغ

غزل عاشق

<p>منشکر ہی ہمارے شوخ پر فک دماغ باغ میں تہنہ مسمی مالیدہ لب و کھلا دئے چہنئے کافر جانکر اوسکو جو سجدہ کر لیا وصل پر راضی وہ نادان اب تک ہوتا نہیں</p>	<p>لکھت گل بن گیا اوس ٹنگ گلشن کا دماغ آسمان پر چڑھ گیا نہی دیکھو سوسن کا دماغ اسلئے ملتا نہیں طفل برہمن کا دماغ اب کہا نئے ڈھونڈ لاؤن میں لڑکپن کا دماغ</p>
---	---

یار کم سن کیا ملا عاشق کو باز گیا ہین
 پیر گردون سا بننا ہر ایک کو دن کا دماغ

ردیف الفنا

غزل نمود

<p>آنا ہوا جو عالم ایجاد کی طرف وہ تشنہ کام ہوں کہ میں تکتا ہوں وقت ذبح نازک وہ اسقدر ہین جو چھولین جناب کو وحشت میں کتا ہوں میں ہر اک گرد باد کو کیا زمرہ سر افس تن میں ہی بیان پہلے ہی مجھے عشق نے اکڑلائے ہاتھ برق نگہ سے خاک وہ اکسیر کے بنے دیکھا کئے مدام وہ موجد کی شان کو وہ سخت جان ہوں کہ اسیری کی واسطے</p>	<p>دیکھا کیا میں حسن خدا داد کی طرف حسرت سے آب خنجر جلا د کی طرف جائے گمان بیضیہ فولاد کی طرف جاتے ہیں اپنے خانہ برباد کی طرف او مرغ روح جاتا ہی صیاد کی طرف رکھا قدم جو عالم ایجاد کی طرف دیکھے اگر وہ بیضیہ فولاد کی طرف بننا جو آئے عالم ایجاد کی طرف جلا داد اشارہ کرتا ہوا داد کی طرف</p>
--	--

علم اسکا باغبان حقیقی کو ہی ملو
کب سے ہم آہے عالم ایجا دکیطرت

ولہ

دل جیسے ہو گیا ہو مرا مبتلائے زلف
گرائینہ وہ سامنے رکھ کر بنائے زلف
اسلام کا ہو بندہ ہر اک شیخ و برہمن
گنگمین نہ ہو جو عشق میں ادسے فنا ہوا
مانند مہر تار شماعی بنین جو ہوں
طول اسکا کیا صنم ہو درازی حیات کی
قربان ہو نیکیو دل صد چاک ہے مرا
اختر شناس کو نہ گمان کسوف ہو
کا کل ہو شمع کی نگہ اہل بزم میں
ساتھ آہ کے نکلتا ہی ہر دم کہ ہاں زلف
اعجاز حسن اہل طب کو دکھائے زلف
کہتے ہیں بت جہان کے تجھ کو خدائے زلف
ای دل لحد میں حشر تلک ہی بقائے زلف
تار مقیش اب تر سے رخیز بجائے زلف
ڈھونڈے جو خضر بھی نہ ملے انتہائے زلف
لیتا ہی شانہ بن کے کیسی بلائے زلف
اور شک مہر جانے سے منہ پر نہ آئے زلف
وہ شعلہ رو جو ناز سے اوپر اٹھائے زلف

اسلام و کفر دونوں ہیں تو ام یہاں ملو
دل مبتلائے رخ تو جگر ہی فدائے زلف

غزل عاقل

دام انگنی ہی کیون دل ناشاد کی طرت
سارا جہان ہو گو ستم ایجا دکی طرت
کھٹے ہو قید طالع بیل کی باغبان
اللہ سے جذب عشق صنم بل بے وقوف
خود آپ کچھ رہا ہی تری یا دکیطرت
الطاف کبریا دل ناشاد کیطرت
گلچین اشارہ کرتا ہی صیاد کی طرت
جھکتا ہی خود جو سر مرا جلا دکی طرت

کھنچتی شبیہ یا کہ نقشہ جا دیا تقسیم کے لئے ہوا اک پاؤں سے کھڑا قریٰ مین گر قد رعنا کو دیکھ لے نشر بھی چھٹ کے ہاتھ سے اوگر اہن لہہ رشوق قتل کہ مقتل میں دیکھنا پابند زلف ہوں نہیں حاجت ہر طوق کی	سارا جہان ہوا ندون بہزاد کی طرف وہ سرو قد جو آگیش شمشاد کی طرف دیکھے نہ خستہ کبھی شمشاد کی طرف وحشی نے تیرے دیکھا جو فساد کی طرف جا آہوں دوڑ دوڑ کے جلا د کی طرف کیجئے اشارہ آپ نہ حداد کی طرف
--	---

عاقل کو خوے صبر نہ دے کسلے فلک مائل ہو او کی طبع جو بیداد کی طرف

ولہ

دل اپنا ہو گیا ہی غضب بتائے زلف شانو نیہ گروہ شوخی سے لشاک کے آئے زلف سرگوشی کر رہی ہوئی قتل عاشقان آنکھوں میں اپنی ہو گیا اندھیر جہان ابر و نے سینہ چاک تو پہلے ہی کر دیا پھانسی ملگی چین و خستہ میں ستارین پھانسا ہر دل کو دین کی ہر فکر میں لگی	نخلیر گاد م بھی کتا ہوا مائے ہائے زلف اترا کے لاکھ جلوہ پر ہی کے دکھ زلف بائیں بناتی آنکھوں میں ہو وہ بلا زلف آنظر نہیں مجھے کچھ بھی سوئے زلف کیا جانے دیکھے کہ ہو کیا مدعائے زلف بوسہ لیا ہی ہم نے یہ کی ہو خطا زلف کافر یہ بیچ سے نہ بلا سر بہ لائے زلف
--	---

عاقل جو تجکو آٹھ پہر اسکا ہو خیال سو ہاں وح جان حزن ہو نہ جا زلف

غزل عزیز

<p>آئی قضا ہو بلبل ناشاد کی طرف مقتل میں آگیا کہین ابرو چڑھا کے وہ صیاد جو شوق عشق دم بوج دیکھ لے دھڑپم بد سے کیا ہوا دھکا دھکا رخ بے اختیار بوسہ ابرو جو لیلیا بھولا ہوں دو جہان کو فقط تیرا دیہان ہو آتے ہی دلربا کے غضب کی ہوا چلی</p>	<p>کچھیں اشارے کرتا ہی صیاد کی طرف اٹھتی ہیں اونگیاں سر جلا دکی طرف قمری گھسٹ جا پڑے شمشاد کی طرف اللہ ہی تیرے حسن خدا داد کی طرف ہاتھ اونکا اوٹھا خنجر فولا دکی طرف بھولیسے اک نظر تو مری یاد کی طرف دل اوڑ گئے ہزاروں پرزاد کی طرف</p>
---	--

آفت میں پڑ گیا دل دشمن سے ای غریزہ
پہلو سے پھر چلا ستم ایجا دکی طرف

ولہ

<p>سودا زود ہوں کوئی بلا پھر نہ آ زلف پھنسنے کا بیج میں دل دیوانہ اب نہیں سر کیا چڑھی پھنسائی ہو عالم کو دام میں ابرو کا میں شہید نہ شہید ہوں خال کا اوڑ کر ہوا سے آئے نہ وہ چشم یار پر سنبل کے تار تار تو گلشن میں کر دیے دم بھر میں توڑ دوں ابھی الفت کا سلسلہ پائے جو کس اُمید پہ کالے کو ہاتھ میں ہر دائرہ ہو حلقہ زنجیر پائے حرف</p>	<p>دل کو نہ میرے بیٹھے بیٹھائے تار زلف بن بن کے لاکھ روز کے جو بن دکھا زلف اب آہ سے کیسی نہیں مار کھائے زلف زنجیر سے بند ہا ہوں کہ ہوں آشنا زلف بیجا اپنے پاس رکھی ہو عصائے زلف سودا یونکے دل پہ بھی نقشہ جائے زلف کھڑے اور اداؤں دیکھ جو ہو ہلاکت زلف افعی سے کم نہیں کبھی ایدل و غام زلف لکھوں جو خط شوق میں کچھ ماجرا زلف</p>
---	--

بو سہ لیا جو مینے تو بہم نہ ہو سہیے	طرہ ہو بگڑین آپ تو اور نہ بنائے زلف
مارا ہی مجھ کو دونوں نے سر کی قسم سے	میں واسے چشم کھتا ہوں دل مائی بالیہ

عالم ہو موج آہ میں زنجبیر کا عزیز
پوچھے تو کوئی دل سحرے ماہر آدھ

غزل تیسر

سارا جہان ہی اوس ستم ایجاد کی طرف	اک غم ہی بیان فقط دل ناشاد کی طرف
ای گلبدن ترا قدر عنا جو دیکھ لے	قمری نہ جائے باغ میں شمشاد کی طرف
اللہ کہ شوق قتل کہ قتل میں دمدم	خون دوڑتا ہی خنجر جلا د کی طرف
سودا ہی اور نہ خط نہ دیوانگی مجھے	ماکل یہ دل ہی ایک پریرا د کی طرف
رسوا کیا یہی الفت گیسو سے یار نے	خو دلچلا جنون مجھے حداد کی طرف
اس مرغ دل کا شوق اسیری تو دیکھنا	اوڑ کر چلا ہی خانہ صیتا د کی طرف

جب سے تیز بلبل بے خانان ہوئیں
گلچیں اشارہ کرتا اسیا د کی طرف

ولہ

تازہ بلا نہ کوئی مرے سر پہ لائے زلف	ہو جائے دل نہ اپنا کہیں متبلائے زلف
روشن شب محاق بھی ہو جائے صول میں	خسار سے وہ ماہ جوانی ہٹا ئی زلف
او بچا ہو آپ گیسوئے مشکین کے بچ میں	دل کا قصور ہی یہ نہیں ہو خطائے زلف
بعد فنا کو گے نہ پاؤ گے جب مجھے	وہ کیا ہو کہ تھا جو مرا آشنائے زلف
پتھر سے مارا مار کے سر چھوڑ دون بھی	مجھ کو شب فراں میں جو یاد آئی زلف

سودائی اوکے گئیونے عالم کو کر دیا
وشت میں کہہ رہا ہوں طلاطم کو دیکھ کر
آہو کی طرح مجھ کو نہ وحشی بنائے زلف
دریائے حسن میں نہ کہیں ڈوب جائے زلف

کاکل کا بل نہ جائیگا تجھے کبھی تمیز
گو عمر بھر کرے گا تو دل سے تنائے زلف

غزل اخلاص

خاطر کو راہ دیتے ہو بیدار کی طرف
جوش جنون نے ساتھ دیا میرا بعد قتل
دلکھو کبھی تو اس دل ناشاد کی طرف
اوڑتی ہو خاک کو کچھ بسلا د کی طرف
اٹھتی ہیں اونگلیاں اسی بنیاد کی طرف
نگہیں اٹھائے آنکھ نہ شمتنا کی طرف
سب سرکھٹ پڑیں ستم ایجا د کی طرف
اجباب لے چلے مجھے حدا کی طرف
خط بھیجتا ہوں مافی وہزاد کی طرف
مائل ہو جب سے ایک پر یاد کی طرف
اٹھانہ ہاتھ نہ شتر فضا کی طرف
گردن جھکی ہو خنجر جلا د کی طرف
آو کبھی تو حسنا نہ برباد کی طرف
اچھا تو ہی خدا ہی اس آزاد کی طرف

رکھتا ہوں پاؤں خاک پہ اخلاص شرم سے
جب دیکھتا ہوں اپنی مین بنیاد کی طرف

ولہ

خون جگر پیو جو ہوے مبتلائے زلف بستی کو چھوڑو ادنیٰ وحشت میں گھر کیا اوس رخ کا وصف گر میں لکھوں صبح ہنود کھائے وہ پتیا ب تصور میں رات بھر پھانسی لگائے شوق سے اپنی گھیریں آپ منہ کو چھپائے شرم سے بدلی میں آفتاب	اس ماجرا کو غم کو سننے ہی بلائے زلف کیا دل کو ملگنی ہو مرے کیسے زلف ہو جائے رات میں جو کہوں ماجرا زلف دیکھے جو ایک بار ترے پچھائے زلف عاشق کو ناز ہی جو کبھی تو دکھائے زلف رخسار سے ہوا اپنے کبھی تو ہٹائے زلف
--	---

چھوڑا تو کیا سو گھائی نہ اوسنے شیم زلف
اخلاص سے ملے وہ کہیں پار سے زلف

عزل عیش

پھر جاتے ہیں جو داد سے بیداد کی طرف کیا کام ہی جو کو چہ جانان کو چھوڑ کر کھل جائے قلعی آئینہ لایا ہوا تھیں مضمون طبع زاد بیخہ ہر دل عزیز ہیں	جاتے ہیں سر کٹانے وہ جلا د کی طرف کافر ہوں جاؤں گلشن شاد کی طرف منہ اپنا پھیر دیجیے بہزاد کی طرف رغبت ہی سب کو اس مری اولاد کی طرف
---	---

مونس ہوں اسکا عیش میں اور یہ ہر نگار
ہوں میں بھی اپنے اس دل ناشاد کی طرف

ولہ

چھو لوں مگر یہ ڈر ہی غضب میں آنزلف اوس رشک گل کے بال ہیں نیر نشان تمام	مچکونہ اس قصور میں چاہک لگائے زلف پھو لوں میں کیا غرض اوسے وہ بکائے زلف
---	--

ایسا نہ ہوتھیں ہی ہمتھاری پھنسائے زلف	بیوجہ آج بی طرح کبھری ہوئی ہو یہ
پھانسی ملے بلا سے کہوں ماجر آ زلف	یوں ہی قحطاشی سے مرا گھٹ رہا ہوں دم
پہچان اونکی یہ ہے جو ہیں مبتلائے زلف	دیکھا ہی سمنے زہراو گلتے ہیں عمر بھر
لیکن ہوئے رہا نہ اسیر بلائے زلف	شانہ نے بال بال یہ کین شوگافیاں
گر حکم ہو تو اونکو ابھی باندہ لائے زلف	آزاد دو جہاں سے جو ہیں جشیونکی طرح

بنجائے کلک ہاتھ میں سنبل کی شاخ جھیش

ہو یہ یقین مجھے جو کھون میں ثنائی زلف

غزل عاشق

شیرین کی طرح لاشہ فرما دی طرف	کس دن وہ آئین خستہ و ناشاد کی طرف
ای مرغ روح خانہ صیاد کی طرف	ایز آفس کی دل سے جو منظور ہو تو چل
ہوش اوڑ چلے ہیں نکمت برباد کی طرف	دیوانہ کر گئی مجھے کس گل کی بوسیم
مائل ہوں گر میں نالہ و فریاد کی طرف	طوفان بپا زمین پہ ہو گردش میں آسمان

عاشق کو اپنے ایک حسین پر ہی ناز ہو

دیکھو تو اس کے حسن خداداد کی طرف

غزل حافظ

کالی بلانہ سر پہ مرے کوئی لائے زلف	آتی ہی جھومتی ہوئی باد صبا کے زلف
شام و سحر خدا سے ہی ہو دعا زلف	لینا صنم کے بوسہ رخسار ہوں نصیب
چھوڑے جو چشم یار تو پھنڈی میں آ زلف	کیونکہ بچپکا دام سے صیاد مرغ دل
وہ رشک گل جو آن کے انہی سونگھا زلف	شک ختن کی بوجی جو سونگھوں تو ہو خطا

اوکے بکھرنے کا مجھے شک وصال میں	دہڑکا یہی رما کہ کہیں چھو نہ جا زلف
قبر وں سے اپنی مردہ صد سالہ جی اٹھیں	پہنچے اگر دماغ میں اوکے ہوئے زلف
اسلام کے ہوں پھندے میں پر محکوم ہی خون	کوڑا نہ مار کر کہیں کا فر بنائے زلف

میری نظیریں کیوں نہ ہوتا ریک سب جہاں
حافظ اگر وہ اپنی دکھا کر چھپائے زلف

ردیف القاف

غزل منو

نہ فقط ہو خرام یار سے عشق	بلکہ ہی او کے رہنما سے عشق
ہوتی ہی کیوں اوڑا کے ہم آنسو	گر ہو ا کو نہیں غبار سے عشق
کنج مرقد ہو حسان کرمان	جیتے جی ہی مجھے مزار سے عشق
ساتھ ہی دفن میرے شہر کے دن	دیکھنا اوٹھیکا مزار سے عشق
ہاے وحشت کہ ہو چلا ہی مجھے	دشت سے انس کو ہمارے عشق
ماہل زلف ہی دل پر داغ	گویا طاوس کو ہمارے عشق
اوکے نشو و نما سے ہی ثابت	مثل بلبل ہی گل کو ہمارے عشق
گر دبا د و نیپہ اوڑا کے ٹپکے گا	بعد مردن مرے غبار سے عشق
جو کہ نفس شقی کا موش ہے	ہو او سے آستین کے مارے عشق
ہر گلی کو سمجھتا ہوں ہو وہی	جیسے محکوم ہی کو سے یار سے عشق

دوست خستہ رسل کے ہیں ہنود
کیوں نہ ہو دل کو چار یار سے عشق

ولہ

<p>ہو گیا جیسے کہ دل میرا گرفتار فراق لاغراک طفل بے رہن کی جدائی سے نہیں خواب میں بھی وصل کی صورت نظر آتی نہیں روئے روشن دیکھ کر آیا خیال روزِ ہجر کہتے ہیں مجھ کو طباً دیکھ کر درکار ہے یار کی دولت میں دو تو کو صحرے رکھا ہوں ہو جدا اس رشک گلشن سے بزمِ غنیمت وصل جانان صبح روزِ شہر پر موقوف ہے</p>	<p>روح نکلی جاتی ہی یہ ہر گرانِ بارِ فراق کیسے اب رہ گئے محسوسہ کو زنا و فراق ہوتا ہی صبح و سہا ہکو تو دیدارِ فراق زلفِ شب گونسنے ہوئی یادِ شبِ ہمارِ فراق شربتِ وصل اب پی در مان بیمارِ فراق وصل کا ہنس بنا ہوں اور غمخوارِ فراق جانتا ہوں باغِ عالم کو میں جگوارِ فراق تیرگی گور ہی مجھ کو شبِ تارِ فراق</p>
--	---

روح و قالب کو جو دیکھا کھل گیا ہکو نمود
 مستحق وصل جانان ہیں سزاوارِ فراق

غزلِ عاقل

<p>پھر ہوا دل کو زلفِ یار سے عشق آہ سوزان کو تیری فرقت میں کیسے مرغوب ہیں گلِ زرِ گس قد جانان کے دہیان میں ہکو سکے منصور تیرے افسانے</p>	<p>کر تا مودی ہی دیکھو مارے عشق برق سے اور ہی شرارے عشق ہی مجھے چشم انتظار سے عشق ہو گیا سہر و جو بارے عشق خود بخود ہو گیا ہی مارے عشق</p>
--	--

دیکھو عاقل ہمیشہ رکھنا تم
 اپنے حضرت کے چار یارے عشق

دلہ

اٹھ نہیں سکتا ہی مجھے ضعف سی بار فراق کوئی نہ مجھ پر فن کی اورائی ہی چال مجھ کو رسوا تو نکر بہر خدا جوش جنون صبر عقل و ہوش کب کے چلے لیے بیگانہ وا جانکوتن کی نہیں سر کو نہیں پاکی خبر لے مبارک ہو لو پینا تری شمشیر کو	کاٹے دو تو ایذا میری شب تار فراق ہی خرام یار سے آنکھوں میں قنار فراق ہی سر سو دا پہ طرہ اپنی دستار فراق ایک جان ہدم تھی وہ بھی گئی بار فراق ہو گیا ہی جیسے دل میرا گرفتار فراق آج کل حاضر ہیں قتل میں گنہگار فراق
--	--

کستی ہی و ارستگی عاقل نہ ہو کر چل یار
روز و شب پڑھتے پھر و صحرا میں اشعار فراق

غزل عزیز

جاے دم بھرنے جان زار عشق مثل ماہی چھپا کے رکھتے ہیں ہو جو گردش نصیب میں ہر دم حور و غلمان یہ میں نہیں مروتا میرے گل کو جو دیکھیں گنجین داغ رکھتا ہوں عشق گلو کا حلقہ زلف یوں ہی عارض پر بوے گل سا نہان رکھوں ہر دم لکڑی ہو گیا مرادیران	خاک چھنوائے ماکسار سے عشق کف پا کو ہوا وہ خار سے عشق جاے کیونکر دل فگار سے عشق مجھ کو واعظ ہوا اپنے یار سے عشق سیکھیں نسبت سریان ہزار سے عشق کیون نہ دل ہوا لہ زار سے عشق جیسے باہم ہو گنج و مار سے عشق دل میں بیٹھے جو کچھ فرار سے عشق کو بچ کر جاے اس دیا سے عشق
---	--

چھوڑ دنیا عزیز کہہ کر لے
کسی محبوب کو دگار سے عشق

ولہ

یار اپنا ہی فراق یار میں بار فراق جانے جاتا ہی تیرا آج بیا فراق کیون نہ ہوں میں جان و دل سے زبیرا وصل گل بیل کو ہوں طلبگار فراق بیلو نکو خار ہو خندان ہو گلزار فراق دل ہی پہلو میں کہ ہو کبخت اک خار فراق جان ہی لی جس لپٹا دیو خوشنوار فراق اجکل رہتا ہی اپنا گرم بازار فراق	یار نے جسے دیا ہو محب کو آزار فراق دشمنی ہو دم آخر تو اگر دیکھ لے ہو لگاے یار کو سینہ سے آغوش خیال داغ عشق یا سریان دل چھپین باغ لالہ و گل انما سے دل سے اپنے گردین بیکلی اسکی غلش سے ہو غضب گروہ میں زور رسد کو چھاڑیں کھاتے ہمنے دیکھا حسرت و سوز و الم درد و فغان سب اٹھیا
--	--

سحر میں تاثیر ایسی تو نہ دیکھی تھی عزیز
ہٹ گیا دل ہی سے جس نے یہ شعار فراق

غزل تیز

کیا غرض جو کروں ہزار عشق ہی مجھے چشم انتظار سے عشق مار کھائے کرے جو مار سے عشق دل بیل کو ہی بہار سے عشق ہو خطا جو نہ ہو تیار سے عشق	ہو فقط محب کو ایک یار سے عشق وعدہ وصل پر بھی آئے نہیں پیچ کا کل میں آئیوں نہ دلا کر دے صیاد اب تو محب کو رما ہوں میں سودائی زلف مشکین کا
---	--

اب تو بچو لائین سما آ تمیز
اندون ہی جو گلزار سے عشق

ولہ

پہر ہوا میرے دل نگین کو آزار فراق
خواب و خور کا ہوش ہی جگنو کچھ رسوائیکا
چیں گے گزرائے ہین کیا ہم نے آیامصال
رند بے خود ہوں نہ ہیکش ہوں کسنی خنکا کا
سر جدا کر دے سبکہ شہی مجھے قاتل اب
پھر کہیں گے مجھ کو سب عالم میں بیمار فراق
ہو گیا ہی جب دل میرا گرفتار فراق
عین صلیت میں ہوا پھر مے دیدار فراق
لشہ الفت سے ساتی کے ہو کی شاد فراق
میں ترے قربان سر سے دور کر بار فراق

وصل میں شکوہ ہزاروں کرتے ہیں ہا تمیز
بھول جائیں گے کرونگا گر میں اظہار فراق

غزل عیش

غیر سے کیا غرض ہو یا رہ عشق
سمجھے آغاز کو نہ یہ انجام
دخت رز بھی خم سے شیشہ میں
زمرس قلب ہو گیا ادھکا
ہجر اور وصل ہی ہمیں کیساں
گل کے عاشق کو کب ہو غار عشق
بڑھ گیا حد اختیار سے عشق
واہ اسکو ہونگ عار سے عشق
ہو جنھیں مجھ سے خاکسار عشق
غم خزان کا کچھ بہار سے عشق

عیش ہی خاک آپ کی برباد
کیا ہو اس شوخ شہسوار سے عشق

ولہ

خوب کھیا پر نہیں اب اپنا غمخوار فراق ای فلک قدرت اسی پر ہی تجھے تو کہ نہیں کوئی جاسکتا نہیں اب ان بجز کی خیال جو کہ عاقل ہیں نہیں موزیکو زندہ چھوڑ حضرت منصور بکر ہم چڑہیں گے بیخطر	گوشہ صحرایہ ہم ہیں اور ہو خار فراق پہلے مرجائیں ہم آئے پھر شب تار فراق میرے اونکے دریاں جا مل ہی دیوار فراق مار ڈالیں ہکومل جا بے اگر مار فراق استحسان کر ہو تو قایم کیجئے دار فراق
---	---

ناوک اندازی کے عالم سکود کھلائیگی عیش
پھینک دیں گے جب کبھی او بچھے ہو خار فراق

غزل حافظ

ہو مجھے اوس ستم شعار سے عشق حسن خوبی کو اپنے دیکھ اوسے دشت غربت میں ٹوٹے پڑتے ہیں کس کے دندان کے اب تصور میں اونکی زلفون پہ ہو گیا مفتون عشوہ و غمزہ و کرشمہ و ناز مغ دل لائیں دام گیسو میں مثل منصور گو قصور نہیں اوس گل اندام کے سوا اہکو	نکرو نہ کسی نگار سے عشق ہو گیا بی طرح سنگار سے عشق آبلوں کو ہو میرے خار سے عشق ہو مجھے درآباد سے عشق کسیلے میں کروں نہ یار سے عشق اہکو تو ہو انھیں دو چار سے عشق اسلئے ہو انھیں شرکار سے عشق کسیلئے پھر مجھے ہر دار سے عشق ایک سے ہو نہ اب ہزار سے عشق
---	--

شہر بھوپال کے سوا حافظ
نکرو تم کسی دیار سے عشق

ردیف کا متنازی

غزل نمود

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک	بلکہ ہو دامن بیابان چاک
جیسے مہ سے کتان ہوا ٹینہ کو	کرتا ہو عکس روئے جانان چاک
تار گھائے گل سے کیجے رفو	ہو دل ببل خوش الحان چاک
جامہ زہی تری قیاست ہے	صبح محشر سا ہر گریبان چاک

ڈھل کے آنسو گل رہے ہین نمود
کیا بنی اپنی چشم گریبان چاک

ولہ

گئی دل سے نکل کر لامکان تک	کہو آہ رسا پہنچی کمان تک
ہوا یہ دوست اک خورشید رولہ	کہ دشمن ہو گیا ہوا آسمان تک
بیان ضعف کو سنہ لاؤن کسکا	تکلم میں نہیں چلتی زبان تک
بھرا یہ دم کسی جان بہان کا	گری تھک کر مری ج روان تک

گنہ کرنے سے دنیا میں نمود آپ
کرد پر ہیز ہو ممکن جہان تک

غزل عاقل

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک	بلکہ ہو دامن بیابان چاک
کون گل پیر ہین چمن سے چلا	ہو قبائے گل گلستان چاک

پھٹ گیا بکڑے ہو کے دل میرا	تمنے نامہ کیا جو ایجان چاک
جلوہ مس نہا ہی بام پر مہر و	ہو ر داسے نہ ماہ تابان چاک
دست مائل جو ہے گریبان گیر	دامن دل مرا ہی ایجان چاک

حرف مطلب پڑہا نہ عاقل کا

ورق دل ہوا مرچبان چاک

ولہ

نہ آئے وصل میں گرم یہاں تک	نکل جائیگی لب سے میری جانتک
بہار و باغ ہو ساقی پلا دے	خدا جانے کہ کیا گذرے خزاں تک
خدا جانے کہ دل کس پر فدا ہے	پہنچتا و ان بنیں وہم و گمان تک

بس اب عاقل بھولا د و عشق خوابان

بھٹیں اجاب سمجھا میں کمان تک

غزل عزیز

دہجیان پیر ہن ہو دامن چاک	نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
زخم سینہ کا میرے گریبان کا	دامن دل ہوا د چندان چاک
کون گل پیر ہن ہو گلشن میں	ہو گئے ہیں جو گل گریبان چاک
تیرے حوشی کی جب کبھی تصویر	پہنچی ہو کے سوے بیابان چاک
الف زلف کیا و بال ہوی	مثل شانے کے دل ہو ایجان چاک
عکس خسے ہو تیرے مثل کتان	چادر ماہ چرخ گردان چاک
کسکو دنیا میں ہی ثبات عزیز	ایک دن ہو گا چرخ گردان چاک

ولہ

<p>بڑھیکی ناتوانی اب کہاں تک کیا ہو عشق نے لاغریاں تک بھلا کیا سوز دل آئے زبان تک بیان سوز دل ہو تیسے کیونکر قدم رنجہ کرے گر آج دلبر اداسے دیکھ لو اکدم شبیل خدا را مثل دل پہلو میں بیٹھو کھلا عقدہ نکچہ موے میان کا</p>	<p>کہ آہ دل نہیں آتی زبان تک اجل پہنچی نہ تیرے ناتوان تک نہیں باقی اس اگلے میں دھواں تک جلے لب کیا کھل آئی زبان تک بچھاؤں فرش آنکھوں سے مکان تک کروں صدقہ جگر سے لیکے جان تک اوٹھاؤں صدمہ فرقت کہاں تک گئی بھی نامے اوں کھن میں جان تک</p>
---	---

غریز اپنا نہیں قابو ہو دلبر
 میں اس وحشی کو سمجھاؤں کہاں تک

غزل ملتیز

<p>کیا فقط ہو مرا گریبان چاک ذکر بتیابی کا ہو جس خط میں عشق بھل کا ہو اثر جو ترا مائے وحشت تو دوائے دشتوں</p>	<p>پر زے پر زے ہو جریبان چاک ہول فافہ وہ ایڑ سجان چاک پیر ہن ہو گل گستان چاک مثل جامہ ہو جسم عریان چاک</p>
--	---

اب وہ تاثیر آہ میں ہر ملتیز
 دم میں ہو جائے چرخ گردان چاک

ولہ

رقیبوں نے سکھایا اونکو بیان تک اگر تشریف وہ تائیں یہاں تک جلایا آتش فرقت نے یاں تک وہ بلبل ہوں کہ عشق مگر خانہ میں زمانہ پھر گیا پھرنے سے تیرے پس مروں ہزاروں نامیوں کے نہیں آتا نظر مطلوب اپنا کیا سینے جو ذکر دشت گردی	کہ وہ رہنے لگے مجھے نہاں تک کروں آنکھوں کو فرش اونکے کان تک نکلتا اب نہیں دل سے دھواں تک لٹا بیٹھا میں اپنا خانہاں تک کہ ہر گزشتہ مجھے آسمان تک رہے باقی نہ مرقد کے نشان تک بہت ڈھونڈا زمین سے آسمان تک پڑے ہیں آبدلے لب زبان تک
---	---

نہیں چھپنے کا ہرگز راز الفت
تمیرا کو چھپاؤ گے کہاں تک

غزل اخلاص

جسکے غم میں ہو اگر بیان چاک اوسکی صورت ہو جلوہ گردل میں بسل ہجر تیغ و سائل ہوں دہن یار دیکھ کر ہو جائے تیغ بران کے زخم کی صورت خنجر ناز سے بہستان فرنگ کسی پردہ نشین کا عاشق ہوں وصل کی شب نہ آیا وہ اخلاص	اوسکے ہاتھوں سے ہو بیہ لہان چاک کہ ہو جس سے ماہ تابان چاک دل میں لاکھوں ہیں خیم خندان چاک سینہ غنچہ گلستان چاک کرتے ہیں دیکھو تیر مرگان چاک کرتے ہیں اب دل سلیمان چاک ہو نہ جائے جنوں گریبان چاک صبح کا ہو گیا گریبان چاک
---	--

دل

کہوں میں سرگزشت اپنی کمان تک	کہ ہل سکتی نہیں میری زبان تک
نہایت ناتوان ہوں غم میں سیر	تو آہر خد اچھس نہا تو ان تک
ستا اتنا نہ میرے دل کو ظالم	کہ ہنچی آہ میری آسمان تک

وفا داری ہوئی معلوم اخلاص
گئی وہ بات جو تھی استحسان تک

غزل عیش

جہاں وہ ہیں مجھے پہنچا دو وائے	نہیں تو او کو لے آؤ یہاں تک
کلی اسپر بھی تھے قدر میں سپر	پنچا وڑل کیا دی پیٹھی جان تک
ہوے آباد گھر برباد ایسے	کہ باقی بھی نہیں اونکا نشان تک
تلافی کیوں نہ چاہیں آدمی ہیں	اوٹھائیں ظلم بیجا ہم کمان تک
یہی کہتی ہوا بتو بقیہ راری	تڑپ کر جا زمین سے آسمان تک

کسی کی جستجو میں ہو کے بیخود
گیا ہوں عیش میں تو لا سکان تک

غزل حافظ

مجھے وہ دوست بھولا ہی ہاں تک	کبھی آتا نہیں میرے گمان تک
سناؤں حال فرقت میں کمان تک	کہ غم لانے نہیں دیتا زبان تک
نہیں باقی ہی ہکو تاب و طاقت	سہینگے جو رتیرے ہم کمان تک
نہ نکلے حد حیوانی سے باہر	اگرچہ پڑھ لے بلبل بوستان تک

لکھون اوصاف جواوہر کو	زمین شعر پہنچے آسمان تک
تسلزل زلف کا اوس مست کو دیکھ	ہی بیچ و تاب میں پر خانہ تک
خمید دیکھ اوسکے تیغ ابرو	کہ ہر حکم میں اب سنگ فسان تک

تری تقدیر برکتہ ہی حافظ	
کہ رخ پھیرے ہو وہ ابرو کمان تک	

ردیف اللام	
------------	--

غزل نمود	
----------	--

ضبط لازم ہی نہ آواز نکالے بلبل	بات بگڑی ہوئی گلشن میں بنالے بلبل
دیکھے اوس گل کی جو نازک کر کیا عالم	ہر رگ گل میں نی شاخ نکالے بلبل
اب بہار آئی نہ پڑ جائے نظر گلچین کی	پردہ چشم میں ہر گل کو چھپا لے بلبل
جھگڑے گلشن میں کئے باخضر اُنے پیدا	روٹھی جاتی ہو بہار آکے منالے بلبل
سو زنا لہو ہیانت تک کہ چمن میں گل پر	قطرے شبنم کے ہوئے جاتے ہیں لے بلبل
بانج عالم میں بھی ہرگز یہ سہما نیکی نہیں	دلکے ارمان چمن میں نہ نکالے بلبل

زندگی روکے کٹی عشق میں اوس گل نمود	
چار آنسو تو غم گل میں بہا لے بلبل	

ولہ	
-----	--

اہل نظارہ ہوئے جاتے ہیں قاتل	دیکھنا بن گیا عارض پہ ترے قاتل
بہر گلشت چمن جاتا ہوں بے یار مجھے	ہو نہ جائے کہیں آواز عنایتل

روح کے ساتھ چلا شور سلاسل قاتل	شیفتہ زلف کی زنجیر کے کتے ہیں اسے
گہاٹ شمشیر کا ذریعہ کا ہوا سلاسل قاتل	ہو و فور آپ کا اس طرح کہ آتا ہو نظر
سینہ منتقل ہو مرا اور مرادال قاتل	خنجر یاس سے یہ سترین کرتا ہو شہید
دیکھ اوشیم کہ ہو دید کے تباہ قاتل	کافی عبرت کو تری دیدہ قربانی ہے

ہوں وہ ہیجو دک مجھے خون ہو منتقل میں نمود
ہو بجائے اثر خون سے عنافل قاتل

غزل عاقل

فرقت گل میں نکر سوز کے نالے ببل	پڑ نہ جائیں تری منقار میں چھا ببل
سرخرو آتش الفت سے ہیں ہر چند مگر	شب ہر انکی سیاہی سے ہیں کالے ببل
فصل گل آتے ہی ہو گیا قفس تج کو نصیب	گلکش عیش کی کچھ خاک اوڑالے ببل
حسن گل کا تو بیان تو نے سنا لیکن	سیرے مگر و سے ذرا آنکھ ملا لے ببل
غنیچے کھلتے ہیں نسیم سحری چلتی ہو	تو بھی آ جمع ہیں سب دیکھنے والے ببل
کس روش سے روش باغ پہ پھرتا ہو گل	فرش آنکھوں کا لب جو تو بچھا لے ببل
جا چکی فصل بھاری بھی خزان آئی ہے	آشیان باغ سے اب اپنا اوٹھا لے ببل

عشق طفلی سے ہی عاقل کو بقول استاد
طارون کا جو ہوا شوق تو پالے ببل

ولہ

رخ پر نور پہ آیا نہ ترے تل قاتل	جہشی ملک حلب کا ہوا عامل قاتل
چھوڑ کر ہکو چلا کسلیے بسمل قاتل	اپنے کشتون میں تو کر ہکو بھی مل قاتل

وصل کا لطف نہ ہوگا ہمیں حاصل قاتل حاجت تیغ و تبر پہ نہ ہی ناوک درکار حشر میں پیش خدا دیکھنا کشتے تیرے	بسبب تانہ ملے دل سے دل قاتل ہو چکا تیر نظر کا ترے بسبب قاتل قبر سے کہتے اوٹھیں گے یہی قاتل قاتل
---	---

تیرے عشقوں نے غضب مایا ہو ایک عالم میں شیفتہ تجھ پہ نہ تنہا ہوا عاقل قاتل
--

غزل عزیز

باغبان غار نہ آنکھوں میں چھپالے بلبل شاخ گل پر کبھی گلچین جو بٹھالے بلبل سر نہ مگراتی پھرے کج قفس میں کیونکر موسم گل ہی میں کی ہائے کھالے اسیر پیش گل خوب سے مالے او سے کر لینے دے پھر کہاں گل پر کہاں باغ کہاں باد بہار دید گل کے لئے کانٹوں میں پھنسی ہو جا کر جذب صیاد کو اتنا تو قفس میں دکھلا پتا پتا ترے نالوں سے سچو نکا جاتا ہے موسم گل نے لگائی ہی چمن میں آتش	توڑ لو پھول ذرا باغ سے جالے بلبل پھولے ایسے کہ چمن سر پہ اوٹھالے بلبل قید میں خاک پر وبال سنبھالے بلبل بد نصیاد سے تیرا بھی حسد الے بلبل باغبان آج تو ارمان نکالے بلبل اس قفس سے تجھے اللہ بچالے بلبل پھوٹ جائیں ترے چھیل چھیل کے نہ چھالے بلبل شاخ گل کہیں گے آہوں سے جھکالے بلبل کستی سوسن ہوزبان اپنی نکالے بلبل اپنے دوست کے نشیمن سے اوٹھالے بلبل
--	---

پھونکدے موسم گل میں جو قفس کو وہ عزیز پھر تو صیاد بھی آنکھوں میں بٹھالے بلبل

<p>ایک ہی ماتھہ کا ہو ابو یہ بہل فتا تل خون میں کس کشتہ کے ڈوبے ہیں انا قاتل دہن گور سے چلائیں گے قاتل قاتل گھاٹ تلوار کا تیرے ہو اس اقل قاتل چشم بدور ہو کتنا مرا عاقل قاتل قتل گاہ شہدا ہو تری محفل قاتل ہو گیا چشم متن کا مری تل قاتل سیرے پہلو میں ہو میرا دل بسمل قاتل آبِ خنجر ہو گلو میں مرے داخل قاتل شوق دل ہو مرے مکتوب کا حامل قاتل کون کتنا ہو کہ طفلی سے ہو قاتل قاتل</p>	<p>پاؤں پڑوانے سے کیا ہو تجھے حاصل قاتل یاس حسرت جو پگھلتی ہو لہو کی صورت چل دیے شوق شہادت میں جو ہم دنیا سے بحر ہستی سے لگایا ہو کنارے دم میں قتل کر کے پی بوسہ رکھی لب پر شمشیر منع بسمل کی طرح ہوتا ہو رقص عشاق آکے پیکان یہ تاب ترے ناوک کا گردیا ہو بگر و سینہ کو پارہ پارہ منہ سے بلوانے کی تدبیر دم نزع یہ ہی داخل ہو پیک صبا گر دکو ادکے پیچھے قتل کر کے پی تشہیر بھی کی ہو تاکید</p>
--	---

نا تو ان ہجرت میں ایسا ہو غریبے دل
قطرہ اشک ہو اسینہ کا ہو قاتل قاتل

غزل متیز

<p>آنکھ سے اشک کا دریا تو بہا لے بلبل آشیانِ باغ سے تو اپنا اوٹھا لے بلبل کدے گلرو پہ مرے آنکھ ڈالے بلبل کبھی ارمان بھلا اپنا نکالے بلبل دل خود رفتہ کو اب اپنے سنبھالے بلبل</p>	<p>کرتی ہو میری طرح باغ میں نالے بلبل ظلم پر باندھی ہو صیاد نے اب کسکے کمر سیر گلزار کو جاتا ہو وہ اسی باد صبا زندگی تھوڑی ہی اور عشق کا قصہ ہی بہت نکست گل سی ہوئی ہی جو چمن میں بہیشت</p>
--	---

پچھنے فصل بہا یں جو چاہے کرے ہوگا آخر تو خزانے کے ہی حوالے بل

شاہ گل کو تب غوث میں پائیکے تمیز
اپنی ہستی کے نشان کو جو مٹا لے بل

ولہ

کاٹ لے سر تو مرا چھوڑ نہ بسمل قاتل
جبکہ ہوں ابرو کے خمدار پہ مایل قاتل
آب شمشیر ملا دے تو دم ذبح مجھے
قتل مقتل میں کئے تیغ نگہ سے لاکھوں
دہن زخم سے آتی ہو یہ بسمل کے صدا
آئی کیسی یہ تیناے شہادت دل میں
کوئے قاتل میں قتل لیے جاتا ہے
کر شہید وں میں خدا را مجھے داخل قاتل
ہو چکا تیر نظر کا تری بسمل قاتل
رہ بجائے کہیں پیاسا تر بسمل قاتل
میں ہی کیا ایک نتھا قتل کے قابل قاتل
لب شمشیر کے بوسون کا ہوں سا نال قاتل
سر کھنچ پھرتا ہوں کتا ہوا قاتل قاتل
اب مرے حق میں ہوا یہ مرا دل قاتل

تیغ ابرو کی طرح کتا ہو ہر دم یہ تمیز
کون اس تیر نگہ کا نہیں گھایا قاتل

غزل اخلاص

شب فرقت کے سنے میرے جونا لے بل
اب کوئی دم میں خزان کا بھی گزر ہوتا ہو
بچ کے رہنا تو ذرا آتش گل سے ورنہ
کمد و ساقی سے چمن میں کہ پیٹیں گے چھپ کر
موسل گل کا نہیں ہوتا ہو میرا خلاص
ایک نالہ کہی دل سے نہ نکالے بل
ایک دم گل کو تو چھاتی سے لگائے بل
پڑ بنائیں تری منقار میں چھالے بل
گل کے دھوکے میں نہ ساغر کو اٹھائے بل
الفت گل میں جو دل کو نہ جلا لے بل

ولہ

کیا کر گیا تو بھلا کیے مراد ل قاتل	کہ تھیں زخم سے خالی کہیں اک تل قاتل
کر لیا جب سے مجھے زلف کا مایل قاتل	پڑ گئیں پاؤں میں اوسلے سلاسل قاتل
زخم دل پر مرے مرہم نہ لگایا تو نے	اور تڑپتا ہی رہا تیرا یہہ بسمل قاتل
بارماتیز کیا شجرہ بران تو نے	کیا سمجھ بیٹھا ہی سینہ کو مرے تل قاتل

خوب اخلاص کی مٹی کا بنایا تو وہ
کیا نشانوں ہی کے سمجھا اسے قابل قاتل

غزل عیش

الاماں اب تو ہی مقتل تری محل قاتل	یا نسے وائیک بہن بہت زخمی و بسمل قاتل
عید قربان ہو گئے سے میرے آمل قاتل	ملکے تو مار کہیں تا تجھے عاقل قاتل
جائینگے معرکہ عشق میں بے خوف و خطر	بے کلیجے بہن بہنیں رکھتے ہیں ہم دل قاتل
سہل بھی ہو کو تو دشوار نظر آتا تھا	تیری امداد سے آسان ہوئی کل قاتل
یوں قدم اوٹھتے تھے جسطرح چلے ہی قمر خاں	جب وہ کرتا تھا کبھی قطع منازل قاتل
جائے بے سردیے سودا شہادت کیونکر	جن چڑھا ہو تو اوتارے کوئی عامل قاتل
طبع نازک مری اسکی متحمل نہیں اب	سایہ تنخ دو دھم بھم پہ ہو سمل قاتل
بوسے مٹہ دیکھ کے آئینہ شبیر میں وہ	کوئی دنیا میں نہیں میرا مقابل قاتل

عیش کو ہجر میں بجاتی نہیں سیر متاب
بے رخ یار ہوا و سکا مسہ کامل قاتل

غزل عاشق

گل کی صورت تو مرے گل سے ملائے بلبل	طعنہ زن مجھ پر عیب ہیں کج چالے بلبل
ورنہ پڑ جائیں گے دل میں ترے چپا بلبل	آتشیں رخ کو چمن میں مگر گرو کے ندیکہ
وہ یہ کہتے ہیں بہت ہنسنے ہیں پالے بلبل	میں جو کھتا ہوں کہ بلبل ہوں ترا ای گرو
کس طرح الفت گل دل سے اوٹھائے بلبل	ناصحایار سے ملنے کو مجھے منع نہ کر
دیکھے اے گل جو ترے کانکے بالے بلبل	طوق قمری کی طرح چھوڑ پھا کر گل کو

وصل کہتے ہیں اسے باغ جہان میں عاشق
بس میں بلبل کے ہو گل گل کے حوالے بلبل

ولہ

غم تو دل میں ہو یہ سینہ ہو مرسل قاتل	سخت جانو نکو نہیں وصل عاصی قاتل
نہیں نظروں میں سہا تا نہ کامل قاتل	جیسے یہ دل ہو تری شکل یہ مایل قاتل
جو مر بجان کے حق میں یہ مرا د قاتل	رکھتا ہو آٹھ پھر پنج برابر و کا خیال
مرتے دم بہر خدا مجھے گلے مل قاتل	ہر رنگ تن تری تلوار کا دم بھرتی ہے

چھد گیا ناوک مرگان سے جگر عاشق کا
جب ہوا میں تری آنکھوں کے مقابل قاتل

ردیف المیس

غزل منوود

ہیں ہجوم آرزو سے ہو ردیداد ہم	آگیا پیہنیں گے تنکھو او دل ناشاد ہم
گل کو خندان دیکھ کر کرنے لگے فریاد ہم	ہائے فرقت میں ستم کرنے لگی فصل بہا

چاک داسن ہو تو ہو مگر سے گریبان جنوں	ہاتھ چتیار ہو وحشت میں تجھے کام سے کام
چیر کر زلف کو نکلا تو پھنسا زلف میں جا	طار دل کو پڑا اوڑتے ہی کیا دام سے کام
را دین تیری کرین گے سر شوریدہ فدا	اکھو آغاز سے ہو عشق میں انجام سے کام
یا دین تیری شب و روز بچھڑا کر تانوں	چین سے کچھ نہ سرو کار نہ آرام سے کام

اوسکے او بچھے کبھی سلجھے نہیں دیکھے ہیں عزیز
یا آہی نہ پڑے زلف سیہ نام سے کام

نخل متیز

شاد رہوین وہ بلا سے گورہین ناشاد ہم	بھول بیٹھے وہ ہمیں کرتے ہیں نکو یا دم
فصل گل میں بھی رہائی دی نہ جب صیاد	گل کو خندان دیکھ کر گئے فریاد ہم
قتل کرنا ہو تو کر تاخیر اب لازم نہیں	سرکھن قتل میں کب سے بیٹھے ہیں جلا دم
قد گلہ و سے کرے گلزار میں گر ہسری	سینکڑوں شاخیں نکالیں تجھے میں اسی شمشاد ہم
بعد مردن کیا اوڑائیگی ہماری خاک تو	اسی صبا دست فلک سے ہو چکے بر باد ہم
عالم گر یہ میں ہچکی آئی تو کہنے لگے	مرحبا یا دش بخیر او نکو ہوے اب یا دم
خط کے آتے ہی ہوے طالب غلامی کر وہ	ہی یقین اب تو نہ ہو گئے عمر بھر آزاد ہم
ظلم چوچا ہو کر وہ ہمیں مانع کوئی	آخرش پائیں گے محشر میں خدائے داد ہم
تم نہ بولو گے تو کیا ہو گا کسی گلہ و سہل	کر ہی لینگے اس دل ناشاد کو اب شاد ہم
رفتہ رفتہ ہو گئے شاق ایسے عشق میں	پہلے تھے شاگرد اس فن کے ہیں اب تباہ ہم

اوسکے پرتے ہی زمانہ بچھڑا اب بے متیز
بکیسی میں کس سے چاہیں ایخدا امداد ہم

ولہ

کون بیل کو نہیں عارض گلفام سے کام دل مخمور کو ہر باد گلفام سے کام بے ترے سوئی ہوئی نوشو کی مھل ساقی نالہ دل کو سمجھتے ہیں وہ متقل کی صدا زلزل و عارض کے تصور میں ہوں خود دانتک بخت برگشتہ کو تو دیکھ بخومی میرے فصل گل دیکھ کے گلشن میں بجا اسی بیل	کوئی دل کو نہیں اپنے دلا رام سے کام یہ وہ شیشہ ہو کہ رکھتا ہی سدا جام کام ہوش شیشہ کا کسی کو نہ کچھ جام سے کام بزم ساقی میں جو رکھتے ہیں سدا جام کام کچھ مجھے صبح سے مطلب ہو نہ ہوشام کام کب تک رہو گی اس گردش آیا کام کام کسین پڑ جائے نہ صیاد کے اپنے ام سے کام
---	---

جنسے دزات کی صحبت تھی تمیز ان کے
نکلا اپنا نہ کبھی نامہ و پیغام سے کام

غزل اخلاص

ظلم کی تیرے کمان لیجانے فریاد ہم نشہ عشق بتان میں اسقدر مخمور ہم یہ گلا حاضر ہو تو تیغ ستم سے کاٹ لے ساقیا عشرتکدہ سی اپنی جو کچھ ہو سولا اسقدر دلپروٹھائی ہیں جنائیں ہجر میں	بس ترا دامن پکڑ کر لینے قاتل داد ہم شربت غم پی کے رہتے ہیں ہمیشہ شاد ہم شوق سے گردن جھکائے دیتے ہیں جلا ہم کنج مرقدین تجھے سچ کیا کریں گے یاد ہم سہتے سہتے بن گئے ہیں آہن و فولاد ہم
---	--

حسرتیں دنیا کی اسی اخلاص ٹٹنا ہیں حال
قید ہستی سے نہ ہولین جب تملک آزاد ہم

ولہ

کر تا ہو غلام نے انداز سے جو رو جفا	اب وفا کا بھی کوئی عالم کرین ایسا دہم
آمد و شد پر نفس کی مصلو کا ہو گمان	کیون نہ سمجھیں ان کو آب آئینہ فولا دہم

وہ مال اندیش ہیں آغوش مادرین بنو
یاد آغوشِ لحد سے کرتے تھے فریاد دہم

ولہ

یون زبا گو مری اللہ کے ہی نام سے کام	بسطر حوت کو ہو کا غذا رقام سے کام
ہی مجھے کو چہ محبوب دلا رام سے کام	اور ہی صحبت زندان می آشام سے کام
جلوہ صورت کا نظر آئے جو عقبتی کھین	اب تو دنیا میں پڑا ہمو ترے نام سے کام
ہر قدم منزل مقصود دکھاتا ہی مجھے	جادہ عشق میں لیتا ہوں یہ ہر گام سے کام

یاد کرتا ہوں لحد کے جو مضائب میں بنو
یون کوئی کستا ہی تھکو تو ہی آرام سے کام

غزل عاقل

کس طرح ہوں رنجِ فرقت سے بہلا آزاد دہم	اونکو بھولے سے کبھی آتے نہیں جب یاد دہم
کوہ و صحرا میں بھٹکتے پھرتے ہیں گرا دہم	بگئے فرقت میں تیری قیس ہم فرما دہم
شمع سان ہم جگمگے پردہ سے دکھلائی دہم	جا کے محفل سے ستھاری کیا کرین گے یاد دہم
قریان کہتی ہیں یون اوس سرقدی غمیں	ٹھو کروں میں اب اوڑا دیگے شرمشا دہم
پر جو لوچے ہی ہوا پر سوے گلشن چھوڑ دہم	آرزو رکستے ہیں اتنی دل میں ہی صبا دہم
اوڑ کے پھینکے ہوئے شوق میں ان مثل کاہ	چاہتے تھے نہیں باد صبا آمد دہم
ضبط نالہ ہی فقط تیرے مزاج تند سے	شل خس و رقیس تک پہنچدین صبا دہم

ایکدم جاتا نہیں جز یا دابر و سنے صنم	سوتے ہیں سینہ پر رکھ کر خنجر فولاد ہم
دومین عالم کو تہ و بالا کرین عاقل مگر	تا بہ لب آنے نہیں دیتے کبھی فریاد ہم
ولہ	
یا الہی نہ پڑے قاتل خود کام سے کام روز و شب سوزشِ فرقت میں بسر کرتی ہیں اشک پیتے ہیں غم دیدہ ہیگن میں ترے کشتہ ناز و ادا میں ترے اور شک پری	حسبِ جز قتل نہیں اور کسی کام سے کام دن سے طلب نہیں کچھ ہو کچھ شام سے کام شیشہ تل سے سروکار کچھ جام سے کام سرکھٹ سیٹھے ہیں در پر نہیں کچھ نام کام
دیکھ عاقل نہ کہیں زلفِ صنم کو چھونا	طائر دل کا خدا ڈالے نہ اس نام سے کام
غزلِ غریزہ	
کچھ تو آخر جانتے ہیں عشق کی بنیاد ہم شا دہم ناشاد ہم پابند ہم آداب ہم چیر کر پہلو کو جب سے چل دیا سوئے صنم ہو کے عاشق سبز خط کے منگے ہیں بیکلم	اسی لئے کرتے نہیں ایدل کبھی فریاد ہم گل بھی ہم غنچہ بھی ہم گلچین بھی ہم صیاد ہم دسبدم ای دل تجھے کرتے ہیں کیا کیا یاد ہم ہو گئے کیا تھوئے شوق ستم ایجا د ہم
باغ میں کہتا ہوں کہ سرو قد وہ ای غریزہ	ٹھوکر و ن میں لو اڑاتے ہیں سر شمشاد ہم
ولہ	
دل سے چلتا ہی مرے جسم کا آرام سے کام	کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہیں جام سے کام

رات دن او سکوتو ہو کو بے دلا رام کام	رند شرب کو نہیں تنگ سی اور نام کئے کام
پڑ گیا آہ مجھے گردش آیام سے کام	ہو گئیں جیسے مری اور تری چار آنکھیں
ساتی ماہ و ش و سا غوغام سے کام	دسترس ہو تو دلا لون میں تری خاطر سے
خاک نکلے گا بھلا او سکے پھر انجام سے کام	جسکے آغاز میں پیدا ہو نہ امت ایدل

دیکھے دل کیا ہی شپیان ہوا ہی اخلاص
حق نہ ڈالے کبھی ایسے بت خود کام سے کام

غزل عیش

تہمتیں باندہ کے اب لیتے ہوا رام کام	واہ کیا خوب جو نکلا نہیں دشنام سے کام
کچھ غرض ہو کو نشانے نہیں ہی نام سے کام	غم نہیں عشق میں گرٹ گئے مشہور ہو
یوں جو ٹھیرے تو نہیں اپنے ہی نام کئے کام	اور کے ماتھے بکین ہفت ملیں ہم تسکو
ضد یہ آجائیں جو لین گردش آیام سے کام	پہر وہی عیش گذشتہ کے ہوں لان ہی ہم
مصلحت یہ تھی لیا ہم نے نہ پیغام سے کام	ہو بخائے کہیں راز اپنا کسی پر ظاہر
صبح سے شام تک تو رہا حمام سے کام	ہوں وہ کب تک بے بن ٹھن کے سنور کفرغ
در پہ سر ہی تو نگاہوں کو ہی او سن نام کئے کام	گر چہ افتادہ ہوں پر جو صلہ عالی ہو مرا

سایہ یار سے اور زلف معبر سے ہوا ش
عیش حیران کو نہیں اور کسی شام کام

غزل عاشق

نیشتر سے اور بھل ہو گئے ای فساد ہم	کھائے بیٹھے ہیں بگرہ پنجر جلا دہم
آجکل گویا ہین رشک مانی و ہزار دہم	کھینچتے ہیں رات دن اک حور پیکر کی شبیہ

گر یہ بلبل پہنستے تھے اب ایسا گل کھلا | گل کو خندان لیکھ کرنے لگے فریا دہم

جب سے مجھ عاشق کو وہ بھولا ہوا ہی ہو وفا
اُسکے ہر وقت کرتے ہیں خدا کو یاد ہمس

غزل حافظ

دوستو جب پڑا اوس بت خود کم کئے کم | دل کو کچھ عیش سے طلب ہے نہ آرام کئے کم
تیرے ابرو کا اشارہ تو فقط کافی ہے | خواہش خنجر بران ہی نہ مصمّم کام
قصہ عشق بتان ہم نہ سنیں گے ہرگز | اسکے آغاز سے طلب ہی نہ انجام کئے کم
ہجرتِ یمن ہر دن رات برابر ہم کو | صبح ہونے کی تمنا ہی نہ کچھ شام سے کام
رشتہ زلف کا پابند ہوا طائرِ دل | پھر بھلا کیا راضیا دتر سے دام سے کام
اوسیت بھی کوئی شے ہی بھلا سوچو تو | ہم دعا دیتے ہیں اور تمکو ہی دشنام کام
چشمِ سیگون کی محبت نے کیا یہ مدہوش | جسکے باعث نہ ہا مجھ کو می و جام سے کام
زلف و رخسار کا اوس بت کے تصور جو نہ | رات دن ہکھو رہا صدقہ الام سے کام

بعد مدت کے ہوا طالع حافظ بیدار
یا خدا پھر نہ پڑے گردشِ ایام سے کام

ردیف النون

غزل بنود

وہ ساقی ہیں رند قدحِ خوار میں ہوں | خراباتِ عالم میں ہشیار میں ہوں
اشارہ نہیں لکھ اوسکی کمتی ہی مجھ سے | کہ دگر کی مانند بیمار میں ہوں

محب و شفیق و انیس آپ ٹھیرے	ستمگار میں ہوں دل آزار میں ہوں
مداوات سے تنگ آئے معالج	شفا جو نپائے وہ ہمیں رمین ہوں

منو داب زبان تسلیم کتنی ہی یوں
کہ مانند نیسان گہر بار میں ہوں

ولہ

وہ بت خدا کا مظهر قدرت اگر نہیں	کیون اوسکے جسم صاف میں ہوئے کمین
جس گل کو خط لکھوں ہوں وہ نازک مزاج ہے	قاصد جہان بغیر نسیم سحر نہیں
مرتا ہوں مائے عشق بتان فرنگ میں	جز حضرت مسیح کوئی چارہ گر نہیں
یاں داغ مائے دل میں شگفتہ برگ گل	ہی وہ چمن کہ دخل نسیم سحر نہیں

ہو ایسا انبیاء میں شفیع الاعم منود
کوئی بھی غیر حضرت خیر البشر نہیں

عزل عاقل

وہ ساتی ہیں رند قدح خوار میں ہوں	مسیحا ہیں گروہ تو بیمار میں ہوں
بہار و خندان چمن ہیں بہم	بجا ہو کہ تم گل ہو اور خار میں ہوں
چھوٹا ہی جو سودا میں گسیو کو مینے	نہ شانے سے ادب کچھو خطا وار میں ہوں
زمانہ میں مشہور ہوں کیون نہ ہم تم	جفا کا رتم ہو و فادار میں ہوں

ہی عاقل کی ہر دم دعا تجھے یارب
تو غفار ہی اور گنہگار میں ہوں

ولہ

بزمِ عدوئین جب کہ ہمارا گذر نہیں سینہ پہ ہاتھ رکھ کے ذرا دیکھ قاتلا سیدانِ معرکہ میں دمِ قتل قاتلا چھلون کا داغ کھائے نہ بوسہ لے کبھی	سن لہوِ فسد و نکے تنویر بھی سر نہیں پہلو میں ل نہیں جو کہ برین جگر نہیں جنبش میں مثل شمع کے ہونیکا نہیں شاید مرے نصیب میں گل ہیں تر نہیں
--	---

ہر دمِ خفا ہی رہتے ہیں بھرمِ سبب
اگلی سی اونکی عاقلا جتہ نظر نہیں

غزلِ عزیز

بدلِ عشقِ قد کا حسدِ یار میں ہوں کیا او سکوا یسا رقیبوں نے براہم جفا و ستم ہیں نہ کیا کیا اوٹھائے کسی دن تو ظالم دکھا دے وہ صورت سبکہ وشی کیجو تو اپنے کرم سے کبھی تو ادھر بھی نگاہِ ملطف	وہ آزاد ہو تو گرفتار میں ہوں وہ آزاد ہو تو گرفتار میں ہوں وفا کا بھی تیرے سزاوار میں ہوں کہ راتوں ترے غم سے بیدار میں ہوں گناہوں سے یارب گرا بنا رہا ہوں خدا دل سے میں ہوں طلبگار میں ہوں
--	--

عزیزِ آب نہ آئیگا دم میں بھارے
جو پیمانِ شکن تم تو ہشیار میں ہوں

ولہ

میں داغِ دل پہ کھاتا ہوں تھکوا نہیں خوبی کو تیری کون بھلا پائے خلق میں پر یان پرے جمائے ہیں حوریں بھی گرد ہیں	شاید مرے نصیب میں گل ہیں تر نہیں ہم رتبہ آفتاب نہیں ہوتے سر نہیں عالم میں کوئی متا بھی ایجانِ شہر نہیں
---	--

کوچہ میں اسکے پہونچون میں کس طرح اسی صبا کرتا ہی بیگنا ہوں کو ظالم جو روز قتل اشکون میں سخت دل بھی ہم ملے آئین	ضعف فراق یا زمین جان و بکریں بیکو ذرا تو ماسے خدا کا بھی ڈر نہیں تھمتی جو ایک دم بھی مری چشم تر نہیں
--	--

پہونچو گے کیسے منزل مقصود پر غزیر
کچھ بھی بھٹارے پاس تو زاد سفر نہیں

غزل تمیز

وہ کہتے ہیں خوبون میں سردار میں ہیں شفا اونکے دیدار پر منحصر ہی وہ آتے نہیں گر تو آئی اجل ہے گرا نبار ہوں باعث ضعف یا تنک وہ مالک ہی میرا میں ہوں اوسکا بندہ	شہ عاشقان کہ سزاوار میں ہوں وہ عیسیٰ نفس ہیں تو بیمار میں ہوں کہ اب ایسے جینے سے بیزار میں ہوں کہ نظروں میں اونکی سزاوار میں ہوں وہ غفار ہوا ور گنہگار میں ہوں
--	--

تمیز آج سرور ہو اونسے ملکر
جو کہتا تھا کل تک کہ غمخوار میں ہوں

ولہ

کیون غم اونکا آج ہمارے ادھر نہیں بلبل کی طرح کہتا ہوں گلشن میں دستو عرشہ فلک کو نالہ سے میرے ہوا تنک ایسی تو چشم پوشی نہ لازم تھی آپکو قاصد زبانی کہیو کہ مجھ پر آپ کا	باعث ہی کیا کہ ماہر و اب جلوہ گر نہیں شاید مرے نصیب میں گل ہیں مرنہیں مشہور تھا کہ آہ میں سیری اثر نہیں مدت سے اب تو آپکی مجھ پر نظر نہیں مرتا ہی لیکن آپکو اوسکی خبر نہیں
--	--

پر کیا کروں کہ آج کوئی نامہ بر نہیں	وحشت میں نامہ لکھا ہو دل تھام تھام
ثانی جہان میں آپکے کوئی بشر نہیں	انداز دلبری کے نزاکت میں جن میں

دیکھے ہو اونکے عارض و کاکل کو جو تمیز
اوسکی نگہ میں وقت شام و سحر نہیں

غزل خلاص

تو غفار ہی او خطاوار میں ہوں	تو ستار ہی اور گنہگار میں ہوں
میں عاجز ہوں ناچیز ناچار میں ہوں	تو خالق ہو میرا میں بندہ ہوں تیرا
زمانہ کی الفت سے بیزار میں ہوں	عطا کر دے مجھ کو تو اپنی محبت
تو سراپا دینے کو تیار میں ہوں	خدا کے لئے گر کوئی مانگ بیٹھے

مجھہ اخلاص کو بخش دیجو انہی
ہوا و ہوس میں گرفتار میں ہوں

ولہ

کس دل میں تیر عشق کا تیرے اثر نہیں	وہ کون شی ہو جس میں کہ تو جلوہ گر نہیں
وانتک اگر چہ باد صبا کا گزر نہیں	کھینچے گی میری آہ رسا و سکویاں تلک
ہو کیا ضرور بادہ و ساغر اگر نہیں	میں مست چشم ناز ہوں تیرا ہی ساقیا
میں فتنہ گر نہیں ہوں میں ایسا بشر نہیں	بیزار کسلے ہو صنم مجھ سے بے سبب

اخلاص شکریہ جو گذرتی ہو اندون
ای آہ جبے بر میں وہ رشک تو نہیں

غزل علش

<p>شکوہ نہیں جو وہ مری لیتے خبر نہیں ایسے کمان ہیں ہم کہ بھرا ہم میں شرنین آگے ہیں بخود دی میں عدم جو ہم بیان غور بہت ہی او کو جو ہیں صاحب کمال اندھیر ہی جہان نہیں معلوم ہوں کمان کہتے ہو تم کہ ہر تری باتوں کا دلکش رکھتی ہی سیر محکو قناعت جو مجھ میں ہی بھرتا نہیں ہر جو دل پر داغ آہ سرد گھر میں ہمارے رنگ ارم خانہ باغ ہی گستاخ ہو کے ہو گئے پیاک ایسے آپ</p>	<p>سودا نہیں جنوں نہیں کچھ درد نہیں لیکن کسی کو ہم سے پہنچتا ضرر نہیں ہو لے ہوئے ہیں یا وہ میں اہل گھر نہیں میں اس سے ہوں بری کہ کچھ آنا نظر نہیں اسکا سبب یہ کہ وہ پیش نظر نہیں رکھیں گے یا د قول مرا بے اثر نہیں سفل ہوں کپری سے میں خواہاں نہیں چلتی مرے چمن میں نسیم سحر نہیں ہی اسکا داغ یا رکے قد کا شجر نہیں ہم کیا ہیں اب تو تم کو خدا کا بھی دشمن</p>
---	--

بچا ہا کیا ہی خشم کے انگوڑے جدا
اسی عیش بھول توڑ لیا ہی شرنین

غزل عاشق

<p>وہ کون شی ہو جس میں کہ تو جلوہ گر نہیں محکو بہا کے اشک نے پہنچا یا یا رنگ نا سو رتیر عشق کا رکھتے ہیں دل میں ہم وہ جان بلب ہوں میں کب قاتل کے ہرین</p>	<p>کس دل میں تیرے عشق کا ایجاں شرنین باقی رہا جو نالہ دل میں اثر نہیں وہ گھر ہی بے نشان ہی حسین کہ دشمن سینہ میں دم تو پہلو میں دل او جگر نہیں</p>
---	--

عاشق جہان آنکھوں میں اندھیر ہو گیا
جسدن سے میرے پاس نہ رنگ تر نہیں

غزل حافظ

اوس پیچہ کو حیف ہماری خبر نہیں
میں بھی وہی ہوں تو بھی ہی لیک کسلے
مرغ خیال زلف پریشان کی شکرتیں
ست ایسی پھیر دی ہی مٹناے دیدنے
ہر ضرب کی ہر روک زمانہ میں کچھ نکمہ
آمادہ فساد میں محفل میں اونکی غیر
ہو جائے جیسے اونکی عنایت زلفے نصیب
آمد ہی اسی صبا کسی گلہ کی باغ میں
ہم ڈھونڈتے ہیں اونکو جہان میں ادھر

فریاد و نالہ کرتے ہیں لیکن اثر نہیں
پہلی سی تیری مہر کی مجھ پر نظر نہیں
پروا کر کھڑے کرے بال پر نہیں
ہم اونکو دیکھتے ہیں او دھروہ جد نہیں
لیکن بختاری تیغ نگہ کی سپر نہیں
یہ خیر ہو کہ یار کو منظور شر نہیں
دشمن کی دشمنی سے پھر اونکو خطر نہیں
عشاق کے ہجوم سے جو رہگذر نہیں
مٹا نشان یا ریشا لک نہیں

کیا کیا نہ ہوتے جو ہر طبع رسایان
حافظ مگر زمانہ میں قدر ہنر نہیں

ردیف الو او

غزل منو

عرق میں ہو یہ تن یار با وفا کی بو
وہ گلبدن جو ہنا یا ہی آ کے دریا میں
ہو ادا مرغ پریشان پڑ پا جو خط او سنے
میں ایسے رشک چمن پر برگ بل ہوں

کہ بوے گل سے بھی خوشبو ہو ی قبا کی بو
تو ساتھ آب روان کے وہاں سہا کی بو
کئی منام میں کیا حرف مدعا کی بو
ہی بوے گل کی طرح جسکے نقش پا کی بو

وہ محو زہد و تقا ہوں نمود عالم میں
کہ فاسقین میں پاتا ہوں اتقا کی بو

ولہ

جوش جنون جو ہوتا ہو مجھ بھیرار کو
ہو یہ بھی ایک کھیل بت نر سوار کو
پہنچ گیا بالیقین کسی کو چہ میں بعد مرگ
و کھلاؤں ج شرمین او خنین گھما دغ دل
کرتا ہوں چاک دامن ابر بہار کو
تو وہ بنا رکھا ہو ہمارے مزار کو
صرصر اوڑا رہی بھی جو ہمارے غبار کو
اوٹھوں بغل میں اب کے فصل بہار کو

چل دین گے دفن ہو کے کمین اور ہی نمود
بہر نشان چھوڑ چلین گے مزار کو

غزل عاقل

ہزار بڑہ کے گلوں سے ہو جب قبا کی بو
صبا جو آیا براہ و فدا گل خوبی
روان تھی بزم میں موج شمیم شکیا کیا
گل مراد کھلین بلبلوں کی بن آئے
صبا اوڑا لگی کیا یار با و فدا کی بو
لیگی باغ جہان میں نہ پھر جفا کی بو
لگتی رنج پر رہی زلف اور اوڑا کی بو
نسیم صبح جو لیجائے دلربا کی بو

جدانہ ہوتے ہیں عاقل جو کو سے جانے
صبا کو لگاتی ہو اوس یار با و فدا کی بو

ولہ

کھٹکا میں بعد مرگ بھی اوس شہسوار کو
چشمون کو آرزو ہو کہ آوین وہ ایک پل
روند واکے صاف اوسنے اوڑا یا غبار کو
پتلی کی سیر آج دکھا دین گے یار کو

زلف رساے یار نے ستخیر کر لیے	چین و ختن کو او خطا کوتا رکو
قاصد خدا کی واسطے او کی خبر تو لا	ہو آرزو سے وصل دل بقیہ رکو

حسرت میں خوش قد و کی جو بچا نسی ہو نصیب
معراج سمجھے عشق میں عاقل بھی دار کو

غزل عزیز

سو گھٹا اب چین میں اپنا کوئی گل کھلا کو بو	پائیگی کیا صبا تو کسی باوٹا کی بو
نافہ کو شک چین کے ملا تا ہوں خاک میں	زلف صنم سے آج اوڑھی ہی بلا کی بو
اپنے ہی نالہ میں دل نالاں کچھ ہی اثر	ظالم میں اندون نہیں جو روحبا کی بو

باغ و بہار ہکو نہ کیوں خار خار ہو
پائے نہ جب عزیز گل مدعا کی بو

ولہ

دیکھا صبا نے جب گل رخسار یا رکو	کاٹھون میں گل چھڑا کے رولا یا ہزار کو
دیکھا ہی جسے ابرو سے خمدار یا رکو	آنکھوں پہ رکھا خنجر قاتل کی دھار کو
سو سن بسی منگلے حنا خون دل ملے	گلشن میں امی صبا وہ چلا ہی سنگار کو
یہاں دم لبون پہ آتا ہی قاصد او سے تو لا	کہیو کہ پھر نہ پاؤ گے اس جان نثار کو
بھولے گل چین کو صبا ایسا خار کھائے	دیکھے جو عنایب دل داغدار کو پڑ
بو سہ جو دین تو نقشہ دل مجاں کر دینا	سمجھوں ہوں زندگی ترے لب کے پیار کو

نکلی نہ بعد مرگ بھی حسرت یہ امی عزیز
ٹھکرایا یار نے نہ ہمارے مزار کو

غزلِ تمیز

جو کوئی اوس گل رعنا کی لے قبا کی بو	نہ آئے خوش او سے عطر گل حنا کی بو
یہ کسکے نور تجلی کا ہوا اثر دل میں	جو میرے سینہ میں آنے لگی صفا کی بو
مریض دوری و صلت کو تیرے رشک سیج	پیشانی میں آتی ہے خوش دوا کی بو
نہا کے کون گیا ہی یہ آج دریا سے	شال عطر جو پہرون تلک ہسا کی بو
دماغ بس گیا یاں بوے رشک و عنبر سے	صبا جو لائی ترے گیسوے دوتا کی بو
ہزار شکر سلمان ہوا میں کافر سے	بتوں میں پائی نہ یارب جو مدعا کی بو

فقط حیرت و روزہ کا ہی اثر ہی تمیز
نہیں ہو اوس گل خوبی میں جو وفا کی بو

ولہ

پھر کر رہا ہوں یاد رخ گلزار کو	پھر ڈھونڈنے لگا ہی یہ بلبل بہار کو
واجب ہیں اونکو سجدہ پیہم نماز	محراب کیلئے قاست دجوسے یا رکو
بعد فنا کہیں سے بھی گر ہو گیا نصیب	گل کر دیا صبا نے چراغ بہار کو
ہاتھوں سے ناتوانی کے ہوں زار ہقدر	کم دار سے نہ سمجھوں ہوں میں نیک غار کو
طفلی کا لطف پیری میں آتا ہے تب مجھے	دیکھوں ہوں جب کبھی میں کسی نے سوار کو

اوس گلبدن کی یاد میں کھاتا ہوں گل تمیز
تا دیکھے اس بھانہ سے وہ داغدار کو

غزلِ خلاص

نگاہ یار سے پاتا ہوں میں صفا کی بو	اشارہ دیتا ہی کچھ چہرہ عا کی بو
------------------------------------	---------------------------------

خوش آئے مشک ختن کی نہ پھر خطا کی ہو
بے دماغ مین گزلف دلربا کی ہو
پڑا کمانسے بہ بل ابروان جانان مین
کہ دل کو آنے لگی خنجر حفا کی ہو

عجب ہی رنگ طلائی حسینو کی اخلاص
گدا کے دل سے اوڑھتے ہیں کیمیا کی ہو

ولہ

باد نسیم دیجو مشردہ بہار کو
آیا ہوں لیکے ساتی عشرت شکار کو
اغللب جو جی اوٹھوں جلیں مرگ یا راکھ
اکبار بہر فاتحہ میرے مزار کو
ناصح فراق یا مین روؤں نہ کیا کروں
قابوسین جب نہ پاؤں دل بقرار کو

اخلاص چند وزہ ہیں دنیا کے عیش و رنج
کب ہی قیام گر دشمن لیل و نهار کو

غزل عیش

بے بس ہوں میری شرم ہی پروردگار کو
دیوانہ کر کے یا رہنے لے ننگ عار کو
مین قدم سے پار کے ہو جائے باغ و بہشت
ہاستھوں مین لیکے پھول بنا دو وہ خار کو
جبر و عصیت ہوا نہ جوانی سے کچھ حصول
بس اب سلام ہی گئی گزری بہار کو
ظالم کی نسل بڑھتی نہیں ہی جہان مین
بھولا پھلانہ دیکھا کبھی نخل دار کو
گوند ہا گیا ہی تار نظریں ہمارے وہ
پہچان لینے آپ کے پھولوں کے ہار کو
چاہا اگر خدا نے تو ایمان کے نور سے
روشن کرینگے مر کے ہم اپنے مزار کو
آنکھوں مین اوٹھیں کی کھٹکتا ہوں کھٹکتا
کانٹا سمجھتے ہیں جو مرے جسم زار کو
اوس گل کا منتظر مجھے جسے کیا عیش
نرس کی آنکھ مین بھی وہ دے تظار کو

غزل عاشق

نہیں نسیم کی صرصر کی اور صبا کی بو	ہر ایک گل میں ہر اوس یار باوفا کی بو
چمن میں جا کے دلاکسی یا داتی ہو	حناسے آتی ہر کس گل کے دست و پا کی بو
بیان عشق مجازی کی کیا حقیقت ہو	گناہگار سے آتی ہو پار ساسا کی بو
پسند دل کو بھارتے جو سیر گلشن ہے	گلون میں آتی ہو کچھ پان دنونج فاک کی بو

ندیکھے غیظ سے عاشق کو پھر کوئی دے عطا
بے دماغ میں گر چشم فتنہ زاک کی بو

غزل حافظ

لے آئی کوئی بہر خدا اوس نگار کو	تسکین ہو گونہ تاکہ دل بمقار کو
جون شمع داغ دل مگر روشن ہیں بیکہ	حاجت نہیں چراغ کی میرے مزار کو
دلبر کی طرح پہلو سے نکلا ہی جاسی ہو	تھاموں میں کس طرح دل بے اختیار کو
ہم صید گاہ عشق میں صید اسلئے بنے	شاید وہ آوے صید فغن یاں شکار کو
لائی ہو کسکے چہر گیسو کی بوسبسا	شرمندہ جنے کر دیا مشک تار کو
اللہ رے درازی دست جنوں کہ یا	چھوڑا نہ ایک جیب گریبان کے تار کو

وصل اونکا حافظ ابو میسر ہوا تھیں
جنگلے کہ تم ترستے تھے بوس کنا ر کو

ردیف بارہوز

غزل نمود

سب بین حیرانی سے رشک پری آئینہ دیکھے ایک لحظہ جو وہ رشک پری آئینہ حیرت انگیز ہوا جلوہ خوبان فرنگ روے روشن بین تر عکس بھی آتا ہی خود نمائی نے کیا جامہ سے گل کو باہر	ہی جہان میں تری نازک کمری آئینہ سیکھ لے شیوہ بیدادگری آئینہ ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ ہی بجا گر کہیں رخ کو ستیری آئینہ لائی کیا ساتھ نسیم سحری آئینہ
---	---

میری حیرانی ملو د اوسکو صبا دکھلاتی
کاش رکھتا صفت ہسم سفری آئینہ

غزل عاقل

دیکھ سکتا ہی نہ وہ جلوہ گری آئینہ دست نازک میں لیا جب پر پر پونے مرے سبزہ خط کا ترے عکس پڑا ہی اوسمیں	ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ ناز کرنے لگا کیشل پری آئینہ کیسے دکھلائے کیون اپنی ہری آئینہ
---	---

دیکھ لے اوسکا رخ صاف جو اکدم عاقل
شکل دکھلائے نہ پہ رنگ بھری آئینہ

غزل عزیز

رخ سے بھولا ہی تری جلوہ گری آئینہ جب سے عکس رخ پر نور پڑا ہی تیرا آب و تاب رخ انور کا صنم فیض ہی یہ ہو کے حیران عجب سکتے میں اس رخسار ہوا عکس بھیلے ہی جو و ہنجر ابرو کا عزیز	ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ جا چھپا گھر میں وہیں بنکے پری آئینہ دونوں رکھتا ہی جو خشکی و تری آئینہ رکھتا عاشق سا جو ہی بھنبہری آئینہ مثل عاشق کے ہوا ابو جبرہری آئینہ
---	--

غزل تمیز

دیکھے گرنار سے وہ رشک پری آئینہ	بھول جائے وہیں سب جلوہ گری آئینہ
دوبدو یار کے رہتا ہے پے آرائش	مجھپہ کرتا ہی یہ بیداد گری آئینہ
صورت صاف جو دیکھی تری ای رشک قمر	ہاتھ میں لے نہ کبھی حور و پری آئینہ
آئینہ سازی سے ہرگز نہ ہوا او سکوفرخ	ہی سکندر سبب ناموری آئینہ

سبزہ خط رخ پر نور سے کہتا ہی تمیز
ایسی دکھلا کے کہیں دوب ہری آئینہ

غزل اخلاص

دل مرا عشق سے تیرے ہی پری آئینہ	کیا ہی دکھلاتا ہے اب جلوہ گری آئینہ
دولت عشق نے جو ہر وہ دیکھے ہیں مجھ کو	بن گیا ہوں میں سراپا ہنرمی آئینہ
اس طرح لیکے بتوں نے یہ مراد ل توڑا	گر کے ہو جاتا ہی جیسے نظم سحری آئینہ
بوسہ لیتا تو میں در پردہ لب جانان کے	لیک کر دیتا ہی یہ پردہ دری آئینہ

ہی عجب حسن خرد سوز بتوں کا اخلاص
جنگے آگے نکرے جلوہ گری آئینہ

ردیف یا رتھانی

غزل منود

کرتے ہو باطن میں اشار مجھے	حضرت دل غم ہی تھا را مجھے
غنجہ چٹکنے کی صدا آئی جب	سمجھا میں اوس گل نے پکار مجھے

شادی نہ یوں ہوگی کسی کو عزیز	آپ کا غم ہی جو پیا را مجھے
ہی جو پس مرگِ فلک پر دماغ	قبر میں اوس مہ نے اوتا را مجھے
دل میں ہی وہ برقی تجلی مگر	ماتے نہیں تابا نطن را مجھے
چاہوں ہیں طرح مرا ہو عروج	کہیے مرے بخت کا تارا مجھے

ہو گیا خورشید قیامت نمود
وصل کی شب صبح کا تارا مجھے

دل

کسے دلمیں یہ مرے جلوہ گری دکھلائی	دیتا ہی مثل رخ عرو پری دکھلائی
جبے نظروں میں سما یا ہو وہ شگ گشن	آنکھ دینے لگی پھو لون سے بھری دکھلائی
نالہ وہ کرتے ہوئے ساتھ جنازہ کے چلے	نوحہ کرنے یہ مری نوحہ گری دکھلائی
پہنچی تدبیر سے تاباں قبول اپنی دعا	دی مقدر سے مگر بے اثری دکھلائی
سبزو خط کا ہوا عارض جانا نہ ہجوم	مقدم خضر نے یہ دوبہری دکھلائی
غیر محسوس بھی جلو سے میں مری نظروں میں	مچو دیتی ہو نسیم حسری دکھلائی

ساتھ قالب بھی مری وح کے چلے گا نمود
ضعف نے گر صفت ہمسفری دکھلائی

غزلِ عاقل

ایسا غم بھرنے مارا مجھے	جینا نہیں اب تو گوارا مجھے
دیتا نہیں شوخ صنم گالیان	غصہ کے پردہ میں پکارا مجھے
ڈو باغضب عشق کے دریا میں	مٹا نہیں جس کا کنا را مجھے

عرض یہ عاقل کی بھی ہوسنجا
جلوہ دکھا دے تو خدا را سمجھے۔

ولہ

کستے دل میں یہ مرے جلوہ گری دکھلائی
آئین گے وہ سر بالین بھی گھبرا کے مرے
طاثر روح مرا جب قفس تن سے اوڑا
خالی جاتا نہیں ایک تیر کا انداز ترا
سبز خط یہ نہیں گرد لب نازک تر
خط مرا اوڑ کے دریا پر پہنچا اکدم
آج شیشہ میں مجھے غم نے پری دکھلائی
زنگ لگی یہ مری بے خبری دکھلائی
پھر نہ دینگے یہ کوئی ہم سفری دکھلائی
کسے مقتل میں یہ سپری دکھلائی
خضر نے آکے عجب دوب ہری دکھلائی
خوب ای باد صبا ناسہ بری دکھلائی

تسے عاقل نہ ملا گاہ بت پردہ نشین
کیسی تاثیر دعائے سحری دکھلائی

غزل عزیز

کب تری فرقت ہو گوارا مجھے
سکھ بچھا دو ہوا اشارا مجھے
او سکی گلی سے جو صبا آتی ہو
عشق تہا نہ نکرا ای شیخ منہ
قیس تھا دیوانہ مگر تھا ضرور
است احمد میں مجھے کر کے خلق
ہیں لب جانان عجب آب حیات
کب ہو جب نزول کے چارا مجھے
پردہ سے اسنے جو پکارا مجھے
زندگی ہوتی ہو دوبارا مجھے
کفر ہی کرنے دے خدا را مجھے
میرا اسے او سکا سہارا مجھے
کیا مرے خالق نے سنوارا مجھے
زندہ کی خاطر کو مارا مجھے

کچھ نہ ملا عشق کے بازار میں	جان کا ہوا مفت خسار مجھے
وہ نہیں ابرو کو ہلاتا عزم نہ	نکرتا ہی خنجر سے دو پارا مجھے
ولہ	
کیا تصور سے دلا جلوہ گری دکھلائی بخدا رات ہو اسب کو گمان خورشید مردے نکراتے ہیں سر زندہ پر ہاں درگو قیس بھی دیکھتے ہی بن گیا مجنون بین	دی ہو شیشہ میں کوئی رشک پر پی کھلائی تو نے ہتھابی چجب جلوہ گری دکھلائی فتنہ حشر نے کیا فتنہ گری دکھلائی وحشت دل نے وہ شوریدہ سرمی کھلائی
دل میں ہو گردالم اشک ہیں انکھوں میں غم نہ	
خوب فرقت نے یہ خشکی و تری دکھلائی	
غزل مینر	
ناز سے کر کے اشار مجھے جانکتے ہو بغیر کو غرق سے تم خال صنم پر ہوں فدا جسے میں آیا جنازہ پہ وہ عیسیٰ نفس بڑ حال پریشان جو کوئی دیکھ لے کہنا یہ قاصد بت مغرور سے مرگ کا احسان رہا حشر تک جیتا رہوں حشر تک امی صنم	کر لیا بس تنے تمھارا مجھے خوش نہیں آتا یہ نظار مجھے کہتے ہیں سب اکٹھے کا مارا مجھے جینا پڑا مر کے دوبارہ مجھے کہتے لگے زلف کا مارا مجھے اب تو نہ ترسا تو خدا را مجھے قبر میں جواو سنے اوتا را مجھے ہو جو عیادت کا سہارا مجھے

چلے بنم سے کھوای تمیز
جلد بتا واصل کا تارا مجھ

ولہ

آہ نے نکل سر پہ الاثر می کھلائی
نشہ عشق کا سودا ہی بیاتک سرین
خط یہ گرد رخ جان بخش نہیں ہوئے
ہو گئے تسخیر بھی حور و پری جن و لشکر
حال دکھیا تو مرا غیر وصال جانان
نالہائے غم فرقت سے ہلا دوں گا فلک
دبدم دیتا ہی وہ رشک پری کھلائی
ہر جگہ دیتی ہی شیشہ میں پری کھلائی
خضر نے چشمہ حیوان پہ ہری کھلائی
تمنے چلن سے جو جادو نظری کھلائی
چارہ کرنے نہ کوئی چارہ گری کھلائی
آہ نے میری اگر بے اثری کھلائی

مہر و شرم نہ اپنا چھپالین گے تمیز
اوس نشہ حسن نے گر جلوہ گری کھلائی

غزل اخلاص

نکھ یار نے جادو نظری کھلائی
اوس پری سے نہ لیا وصل کا وعدہ فوس
ہر لب زخم سے آتی ہی صد اہم اللہ
وادئی ملک عدم میں مجھے پھینکا ہوتا
مجبو بیاختہ شیشہ میں پری کھلائی
اور تممت نے یہ بے بال و پری کھلائی
تیغ قاتل نے عجب جلوہ گری کھلائی
تو نے اسی عمر یہ کیا رہ گزری کھلائی

عمر بھر وصف کیا حسن تباں کا اخلاص
حیف ہی تو نے یہ کیا بے ہنری کھلائی

غزل عاشق

عشق کے آزار نے مارا مجھے	ہجر ستاتا ہو تمہارا مجھے
نزع میں جلیبے سنے پکارا مجھے	ہو گیا جینے کا سہارا مجھے
ہو کے تصدق میں قدم چوم لو	گر کہیں بلجائے وہ پیارا مجھے
سُکے ہو ادا دل جو مرثادشا د	کسے بتاؤ یہ پکارا مجھے

پوچھتے ہیں لیکے وہ عاشق ہنر	نام تو بتلاؤ تمہارا مجھے
-----------------------------	--------------------------

ولہ

سوزن عقل نے گوبینہ گری کھلائی	دشت وحشت نے مگر جامہ درمی کھلائی
دل تو پا مال تھا نازک بدنی کا تیری	اور رفقار نے نازک کمری کھلائی

نالہ سنکر وہ چلے آتے ہیں عاشق اپنا	آہ نے آج مگر بے اثری دکھلائی
------------------------------------	------------------------------

غزل حافظ

عیسیٰ جان بخش نے مارا مجھے	غیر رضا کچھ نہیں چارا مجھے
کہتے تھے جو آنکھ کا تارا مجھے	اب وہ سمجھتے ہیں شرارا مجھے
زندہ جاوید ہوا بعد مرگ	گور میں دلبر نے اوتا را مجھے
کرتے ہیں وہ غیر سے جب گفتگو	میں یہ سمجھتا ہوں پکارا مجھے
خون جو دم قتل اوڑا علق سے	رنگ کا سمجھو وہ ہزارا مجھے
تن کو اوڑاتا ہو دھواں آہ کا	حیف بنایا ہی غبارا مجھے
غیر پر مرنے لگا وہ بے وفا	اب نہیں جینا بھی گوارا مجھے

پانی جو مانگا تو ستر گارنے غیروں کی آپس میں لڑائی	گھاٹ سے خنجر کے اوتار مجھے اوسنے کیا جبکہ اشار مجھے
حسن دل آرام کی جاگیر کا کوئی نظریں نہیں چمٹا حسین	کاشکے بجائے ابارا مجھے کیون نہ تصور ہو تمھارا مجھے
شوق سے چوما جو ترے خال کو	مل گیا قسمت کا ستارا مجھے

مصحف خسار کا حافظ ذرا
پاس سے کرنے دے نظار مجھے



فضل تخیل پر غریبا و اشعار تفرق مصنف مع خاتمہ الطبع قطعات

تالیف منظوم

راہ میں جو تری مرجائیں گے جینا ہوگا سارا عالم جو سحر تری نظر و نسے ہوا	زندگانی دوامی کا تسر نیا ہوگا آنکھ میں مہر سلیمان کا نگینا ہوگا
---	--

ولہ

باعث سجدہ ہمیں جس مہ کا نظار ہوا افغی گئیو ٹر مایا تک کہ وہ غور شید و	داغ پشانی کا اپنی عیش کا تارا ہوا آسمان حسن کے تنین کا تارا ہوا
--	--

ولہ

جو دوست تو بھی نہیں ہوگا تو پھر عدو بھی نہیں ہوگا	جو غور بھی نہیں ہوگا تو زشت خو بھی نہیں ہوگا
---	--

یہ کتا ہی وہ سچ نہم اوٹھیکاجب تیرا نخل ماتم چلا ہو گشت کو وہ قاتل نخل لے آواز گر خا دل	پیادہ گرد و قدم چلے ہم سوار تو بھی نہیں رہیگا تو دیکھنا مثل مرغ بسل ترا گلو بھی نہیں رہیگا ہو آج گوزیب دوش مادر سوار تو بھی نہیں رہیگا لحدین کیو گے رو دشمن کہ قہر رو بھی نہیں رہیگا
---	---

ولہ

حال پوچھیں گے عدم کے لوگ مجھ تیا بکا جلوہ دکھلایا جو اوسنے روئے عالم تاب کا دیکھ کر اوس روئے تابان کو عرق آجایگا کس حسین کی یاد میں تیا ب ہوں لہجہ مرگ کیا پسچے دل بتوں کا گو میں و و ن لست بہر سنگھنی کیا طاق ابرو کی محبت سے ہونین ہی یہ نفرت جیتے جی نباش کو دید و ن کشن جلوہ دکھلایگی مجکو روز محشر کا نمود	ساتھ لیجا ناڑا ہی برق اور سیاب کا ہو گیا موسیٰ کی صورت حال مجھ تیا ب کا کاسہ خورشید بن جائے گا ساغراب کا ہو گمان مقدرہ میری معدن سیاب کا غیر ممکن ہو کہ پتھر میں اثر ہو آب کا ہو گمان اہل حرم کو کعبہ کی محراب کا دھیان آوے قبر میں گر عالم اسباب کا ہو قیامت ہجر میں آنا شب ہمتاب کا
--	--

ولہ

نہیں کچھ خوف مجکو روشنی ماہ کامل کا نشانہ زندگانی میں رہا میں تیر قاتل کا پس مردن ہی مجکو عشق اک زہر شہا مل کا کوئی مضمون جو لکھوں خنجر ابرو قاتل کا کسی لیلیٰ ادا کے عشق میں مجکو کی صورتائز	میں زخمی ہوں کی شوخی رنگ انامل کا اکی بعد مردن بھی بنے تو وہ مری گل کا رہیگا حشر تک عالم الحد میں چاہ بابل کا دکھائے طائر معنی ترا پنا مرغ بسمل کا ہمارا پردہ دل کیا ہوا کہ پردہ ہی محل کا
---	--

<p>نہیں تل بھر جگہ باقی زمین میں ابو مردوسے ہوئی نارنجہم آتش گل ہجر جانان سے دورنگی اس خرابات کمن کی تب نظر آئی تری آنکھوں کے عاشق گھورتے ہیں چشم آہو کو آنکھیں طائر کا کاؤنکی کیسا ٹھکانا ہے طلب کرتا ہواوسنوں گلن سے خون عاشق کا قیامت تک جسے ساتی نہوتا گریہ عالم میں نہیں انجم یہ میری آہ سوزاں کس شراریہ میں تصور ہی مجھے دارلقا کا دارفانی میں غضب یہ ہو کہ دشمن بھی کلیجہ تھام لیتے ہیں</p>	<p>جسے دیکھو تو کشتہ ہو ترے رخسار کے تل کا پھین میں شور شرعہ ہی بجو عنادل کا جو دکھیا رنگ آنکھوں میں شراب شیشہ دل کا اسیر زلف پیچا شوق رکھتے ہیں سلاسل کا سنیں گے حال وہ کس طرح مجھ غمیدہ دل کا لب سو فار پر سایہ پڑا لبھائے سائل کا تو جام زندگی دیتا مزار ہر ہلا ہل کا جسے کہتے ہیں خورشید فلک اک داغ ہزل کا مسافر ہونے جبکو سوچ ہو منزل پنزل کا کون کیا دوستوں سے ای منو دایا جرادل کا</p>
---	--

ولہ

<p>گر یوہین قافلہ اشک روانا ہوگا ہوں وہ بخود جو وہ ساتی چین آرا ہوگا جوش وحشت جو یہی ہو تو گریبان کی طرح خط لکھا اک بت گم گشتہ کو قاصد میرا مرتے ہیں طول اہل پر جو جہان میں ترسا بن کے ہوئی وہ دکھائینگے خدا کی قدرت</p>	<p>پتلیوں کا مری آنکھوں میں تماشا ہوگا گل میں شبنم پہ مجھے شبہ صہبا ہوگا چاک اسی دست جنوں دامن صحرا ہوگا رہ غلط کردہ کہیں ڈھونڈتا پھرتا ہوگا رشتہ درکار پے سوزن عیسیٰ ہوگا ماتھے ہندی سے برنگ یہ بیضا ہوگا</p>
---	---

خط منو د آج ہواوس حور کو لکھائیں
 سو سے فردوس کیو تر مرا اوڑتا ہوگا

	ولہ	
<p>دریا ہی موج زن مری چشم پر آب کا اوس بحر حسن کے لئے ساغر حجاب کا اندازا ایک پردہ نشین کے حجاب کا شاخ سمن میں پھول لگا ہی گلاب کا ڈراس حساب نہیں روز حساب کا ہو جاوے ست نام سنے گر شراب کا کیا منہ ہوا نقاب کا اور ماہتاب کا یہ رتبہ ہی حجاب رسالت مآب کا</p>		<p>کیون ہونہ دو دآہ میں عالم سحاب کا دریا ہی نرم می ہی نزاکت سے چاہیے نہ اعلیٰ سپہرنے دکھلا دیا مجھے عارض کو اپنے وہ یہ صباحت کتنے مین افزون حساب ہیں دلا اوسکی رحمتیں اللہ رے دماغ یہ ساقی کی نازکی چمکے تو آپ کے رخ تابان کے روبرو آئی اوسکی شان میں لولاک اری ملود</p>
	ولہ	
<p>روزن ہو رہو مزار اپنا دل چلا چشم انتظار اپنا بند شیشہ میں ہی غبار اپنا ساکن دشت تھا مسترار اپنا</p>		<p>کھل گیا ہی یہ جسم زار اپنا منتظر تو جدھر ہو دیکھ اودھر کھل گیا زیر چرخ مینائی بیقراری ملود تھی گھر میں</p>
	ولہ	
<p>ساغر گل ہو کیا ایغ اپنا صبح دم گل ہوا چراغ اپنا</p>		<p>نشہ میں دل ہو باغ باغ اپنا شگیا داغ عشقی پیری میں</p>
	ولہ	
<p>پر بچا دل ہی بال بال اپنا</p>		<p>زلزل نے گو کیا یہ حال اپنا</p>

دل ہی پہلو میں سوز سے اٹھ کر	منقل افتادہ ہوز گال اپنا
ولہ	ولہ
نزع میں آپ اگر آئیگا برق و بارانکے تماشے کیلئے یون جو ہی عزم سفر حضرت دل	ملک الموت سے لڑو آئیگا آپ منسے مجھے لڑو آئیگا سہ تو کہئے کہ کمان جا بیگا
ولہ	ولہ
عاشق اپنے قذاب وہ سرو بالا ہو گیا	داغ عشق خال رخ بھی رشک لا ہو گیا
ولہ	ولہ
ہون گور جھکانے سے یہ مجھ جو بین عاصی	ای واسے کفن منہ سے ہٹانے نہیں بتا
ولہ	ولہ
دیکھ سکتا تھا کمان رو پیہر آفتاب گر زمین پر دیکھے تیرا روئے نور آفتاب وہ سپہ حسن ہوسا قی جو زیب انجمن دیکھ کر ہر روز تیرا روئے تابان بے نقاب روز ہی شب کستہ خاطر کہتی ہی صبح فراق شرم آتی ہوتی سر کو رو روشن سے تر کب لگایا منہ سے اوس مہر و ہیہ چشم ترا شام سے تا صبح اوس نہ لکھا خط کا بڑا جب سے دیکھا جلوہ آنکھوں نے کس کا ای نمود	ابر کی منہ پر چھپا لیتا تھا چادر آفتاب صورت آئینہ گرد و نیر ہو شند آفتاب سیکشی کے واسطے بنجائے ساغر آفتاب پردہ شب میں نکلتا تھا چھپ کر آفتاب شدیدہ دل کے لیے بنتا ہی پتھر آفتاب منفعل ہوتے ہوئے دیکھا ہی اکثر آفتاب جلوہ گر ہی ماہ تابان کی برابر آفتاب آشیانہ تھا مگر مشرق کو تر آفتاب سیری نظر و نمین ہو ذرہ سے بھی کمتر آفتاب

دلہ	
ہر روز و بڑو بتوں کے عجز و نیاز جو ہے دکھیں جو روئے نگین تیرا تو ہو چمن اسرار عشق کیونکر ہشیار میں کھیلنے آنکھوں میں دم ہی سیرا کھیلوں ہو فتح جان کافر ہر زلف پہچان مصحف ہی رو جانان	والدہ مومنہ پر جیسے مست از واجب بہل کو ناز واجب گل پر نیاز واجب مستی میں بھی ہے ہمہرا خفا کے راز واجب ترک آنکھ کو قاتل ہی ترک تاز واجب مومن نمود ہو تم ہی امتیاز واجب

دلہ	
کیا ہو زمین سے ہے اگر آسمان بلند اوتنے ہی گڑے جاتے ہیں غم سے چمن بزم ہو گلشن جہان میں ہر اک طالبِ وج کانپسین کے میرے نالوں سے گراماں نام خدا فرشتوں سے نسبت ہی کیا نمود	فرش مکان سے ہوتی ہو سقف مکان بلند ہوتا ہی جقدر وہ قد لو جوان بلند کیونکر نہ رکھیں مرغ چمن آشیان بلند تا چرخ دوداہ سے ہو گا دھواں بلند ہو عرش سے بھی قدر شہ انس جان بلند

دلہ	
تمہارا کت سے جو درکار نظر کا تعویذ شکل دیکھے تو مقابل کو نہ میت نصیب وہ نہیں آتے تو دھڑکا نہیں جاتا دلکا ہو گیا پڑہ کے سوئے منزل مقصود و دل	نقطہ خال بنا موئے کمر کا تعویذ ہر مرا خطہ جبین فتح و ظفر کا تعویذ نقش پاؤں کا ہو ایرے جگر کا تعویذ ناسہ یار ہو امجد و سفر کا تعویذ

دور کرتی ہی بلائے سیہ شب کو نمود کیون نہ فرقت میں رکھوں نام سحر کا تعویذ	
---	--



ولہ

ہو گیا عاشق خط خسار جانان دیکھ کر
 گر پڑ ہوں واثمیں وکار و تابان دیکھ کر
 ہی بجائیں زرد رو گر ہوں محل ابتسام
 ہیں جنوں آوارہ ایسے داؤی وحشت میں ہم
 ہی یہ عالم سبزہ خط کالب جان بخش سے
 نقش بر آب ایسی ملک کو بھی جانا چاہیے
 سایہ اپنا جنکو دکھلائیگا وہ رشک پری
 دم دیے ایسے تو کلی تن سے وح اللہ عشق

باب پنجم یاد آیا ہی گلستان دیکھ کر
 یاد آئے مصحف خسارت سران دیکھ کر
 زعفران کے کھیت کو منستے ہیں انسان دیکھ کر
 بھاگے مجھوں ایسا وحشت زابیا بان دیکھ کر
 جم گئے ہوں خضر حبیبے آب حیوان دیکھ کر
 نقش یہ دلبر ہوا مرسلیمان دیکھ کر
 بھاگنا اونکو پڑ گیا شکل انسان دیکھ کر
 کو سے جانان کو چلیں گے باغ ضوان دیکھ کر

سکریں اوس مظہر انوار حق کے ای نمود
 شہری گویا بنے خورشید تابان دیکھ کر

ہوں دلاحد فرائض سے میں کیونکر باہر
 آتے دیکھیں جو اونھیں گھر کے پہنچ نہ رہا
 وہ کہیں ہیں کہ ہم آباد کریں گے اوکو
 گھر میں حیران مجھے چھوڑ چلا وہ شہ حسن
 کچھ نظر آئے نہ جز فوج الم دنیا میں
 محو نظارہ وہ ہوں گھر سے جو جاوہ مر

موت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر
 فرش رہ کے لیے انھیں ہوں ٹھکرا باہر
 مل گیا کون و کان سے جو کوئی گھر باہر
 دیکھنا آئینہ اندر ہی سکندر باہر
 دل سے غم کا جو مرے ہو کوئی لشکر باہر
 ساتھ انھیں بھی ہوں حلقوں سے ٹھکرا باہر

سبزہ خط یہ نہیں عارض جانان نمود

طار حسن کے اوڑنے کو ہوسے پر باہر

ولہ		
مقتل میں غیر پھرتے ہیں قاتل کے آس پاس ایسا ہی تو کریم کہ سب اغنیاء دہر اوس شمع کی بزم میں تپنچوں میں کس طرح بیٹھی ہے کیسی مری مرقد کو گھیر کر	غلطان میں حسرتیں لہلہا کے آس پاس محتاج بیٹھے ہیں ترسے لال کے آس پاس پروانے اڑتے پھرتے ہیں مغل کے آس پاس گو یا کہ روح حق میں ہو محل کے آس پاس	
طوف حرم کے واسطے جاتے ہوا می نمود کعبہ سمجھ کے پھریے مرے دل کے آس پاس		
دی مینے جو داغ دل گم گشتیہ تشبیہ	چلتا نہیں عالم میں سراغ پر طاوس	
ولہ		
ہی چراغان خانہ نعم میں لیکن بعد مرگ	کون رکھیا میان گنبد مدفن چراغ	
ولہ		
جو کہ خود میں ہیں ہر جز سنج کبھی شاد نہیں کون دشمن ہے دلا اونکا جو حق پر ہیں مدام ورزش دست جنائی سے ہوا غیرت شمع ہاے اوس لعل رسا تک تو پہنچتا اکبار جان شیریں سحر وصل سے پہلے نکلی خاک تک ہو گئی برباد گولوں سے مری	قابل دیدارم دیدہ شداد نہیں طار قبلہ نما کا کوئی صیاد نہیں پنج شاخہ ترانچہ فو لا دھسین دل صد چاک عبث شائہ شمشاد نہیں جو سے شیر آئی بھلی سدم ہے کہ فرما د نہیں خانہ گوز بھی ویران ہو آباد نہیں	
مہر گم کردہ سلیمان بنا ہوں میں نمود پاس جسد نئے وہ محبوب پر یزاد نہیں		

<p>کنج غلت میں دلایا د خدا کرتے ہیں لب جان بخش کے بوسے جو دیا کرتے ہیں نالہ فرقت میں پہنچتے ہیں سر عرش برین جام جم کی نہیں وقت جو دلا تیرے حضور گھر سے میرے جو بھی رکھتے ہیں باہر وہ قدم محبوب نہیں ڈرہو مگر اودا ہ تیرے کشتوں کا یہ اعجاز ہی ای رشک کیج پاس اوس غیرت گلشن کے ہو جانا ہکو مہر وہ جبکہ گن میں ہوئے سمجھائیں ہی</p>	<p>اور بتوں کو بھی کبھی گھو ریا کرتے ہیں وہ مجھے زندہ جاوید قضا کرتے ہیں ہمسی تیری یہ اب آہ رسا کرتے ہیں یہ تو دکھلا مجھے اس دم کہ وہ کیا کرتے ہیں کام اوٹھ اوٹھ کے مرے دست دعا کرتے ہیں خون تحریص سی جو چپ کے پیا کرتے ہیں دم میں مرجاتے ہیں اور دم جیا کرتے ہیں ہم سفر اپنا تجھے باد صبا کرتے ہیں منہ ذرا سا وہ نکالے ہوئے تا کرتے ہیں</p>
---	--

اونکی مانند یہ ہیں زاہد سالوس ملود
جو کہ پر ہیز نہیں کرتے دوا کرتے ہیں

<p>چشم کو سمجھا ہوں میں وحشی خطر خار پر سنبستان طوق اور زنجیر پامون نسیم چشم پوشی ہکو بھری گوہنماں ہوشکل دوست لکھتا ہوں وصف رخ نگین تو بلبل کی طرح کھمکت گل بھی جو سایہ کی طرح معدوم ہر</p>	<p>سبزہ چرتے ہیں یہ آہوئے بیابان غمین مجھے اسیر زلف بیجاں کو ہی زندان غمین بوئے گل بھی ہوتی ہو نظروں سے پنہان غمین خط مرا ہر گل کو دیتا ہی کبوتر باغ میں مکھو یا آتے ہیں اوصاف پیغمبر انجمن</p>
---	---

ولہ

<p>تسینم ہیں شرک جو میں آبدیدہ ہوں اوڑتا ہوں میں ہوا سے ہوا ہوں نیا توں</p>	<p>اوس در پہ ہوں تو بردر جنت رسیدہ ہوں ایک صغیر ہمسر مرغ پریدہ ہوں</p>
---	--

گودوستون کا تارنگہ ہون میں ناتوان	سوزن کی طرح چشم عدو میں خلیدہ ہون
محسوس ہون جو بات ہی کچھ جسم ناتوان	معدوم ہون جو صورت رنگ پر مینہ ہون
ولہ	ولہ
منظر حق وہ بہت ہی لات نہیں	چاند سامنے ہی سوننا نہیں
ولہ	ولہ
قضا یاس لاکھوں امیدیں کٹتے ہوتی ہیں	مراد ان بیٹا رہتا ہی ہر دم میرے پہلو میں
ولہ	ولہ
بیٹھو بیٹھو تو سہی رد و بدل جانے دو	سنو سنو کہ بس اب آج سے کل جانے دو
فتنہ برپا یہ کر گیا تو نہ پچھتا ئیے گا	چھٹیر و چھٹیر و دل نادان کو محل جانے دو
کیجئے ساتھ نہ غیر و نکلے عیادت دم نزع	روح کے ساتھ یہ حسرت بھی نکل جانے دو
ٹھہیر و ٹھہیر و کسے دیتا ہوں جو گداری بھیر	وار لو آپ ذرا دل کو سنبھل جانے دو
مانو مانو تو سہی داؤدِ محشر کے حضور	دوستو شکوہ تقدیر ازل جانے دو
سب سب شت کو گھبرا ئے ہو ڈھونڈ گئے	ذکرِ حشت کا مری حسرت میں حل جانے دو
نیچھی نظر کے اشارے وہ قیامت میں ملو	دیکھو دیکھو مجھے آنکھوں ہی کے بل جانے دو
ولہ	ولہ
نہیں چشم بت بے پیر دیکھو	یہی ہی صیادِ مردم گیر دیکھو
لیا کس فتنہ محشر کا دامن	قیامت کا ہون دانگیر دیکھو
لکھوں تالا بھر کاری کا کیا ل	پس تاج محل کشمیر دیکھو
نہیں ملتا ہی زلف کو وہ بت دستِ خدائی سے	کمالی سنبلستان میں خدائی شاخ مر جا نکو

<p>بزم عالم میں یہ میری مرگ کا افسوس ہی کان ہی اپنا کہ شاہ عشق کا جاسوس ہی جام جم سے کم یہاں کا سہ گدا کی کانین کیون بچھا تا ہی زمین پر روزِ ضو آفتاب ہی یہ سوزِ غم پس مردن کہ بزمِ دہرین ہو جا کر خلق میں پہنان ہو وہ جانِ جان قیدِ وحشت سے کبھی عاشق رہا ہوتا نہیں سرِ مقاتل کے قدموں سے جدا ہونا نہیں تیرے گانے سے شب بگنے گیا حیران ہوں زندگی ہوتی عدو کی اور موت آتی مجھے</p>	<p>زندگانی سے چراغ گور تک مایوس ہی سینہ کو بی ہی یہ اپنی یا صد گوس ہی بوریا بھی فقر میں اور رنگ کی کاوس ہی آسمان کو شاید اس کی حسرت پا بوس ہی شمع ہون میں گنبدِ مدفن مرافاوس ہی قالبِ خاکی عیان ہو روح کب محسوس ہی ہی زلیخا کو جنون یوسف اگر محسوس ہی ہو چکا میں قتل باقی حسرت پا بوس ہی کھال ہی تن کی کہ زنبوری مرابوس ہی دایِ فرقت مرگ دشمن کا مجھے افسوس ہی</p>
---	---

ہجر کی شب میں بھی روشن ہے یہ خانہ نمود
 شمع و وہ ہی تصور اپنا اک فانوس ہی

<p>کب مجھ کو فکر آمد روزِ جزا کی ہے دارِ فنا میں نہ کر جو دارِ بستا کی ہے اس دارِ غم میں جینا تو اک دم محال ہی معمور ہی خیال صنم سے حریمِ دل فوطِ قلق سے مرنا پڑے سامعین کو باہر پڑے قدم نہ رہے ستیم سے کمدون حضور داوِ محشر یہی نمود</p>	<p>واللہ خدائی دان بھی تو میری خدا کی ہی تشویش مبتدائیں مجھے منتہا کی ہی پھر سہل اس طرح ہی جو ہمت فنا کی ہی اک بت خدا کے گھر میں ہی قدرت خدا کی ہی اپنا بیان مرگ حقیقتِ قضا کی ہی شرم اس محیب کو مرے دست دعا کی ہی مارا غم بتان نے دہائی خدا کی ہی</p>
---	--

جہان میں نبی تاثیر و عا کا پچھن کیا ہی اوسے کو علم ہی دار فنا دار بقا کیا ہے	اجابت آکے خود کستی ہی تیری التجا کیا ہی ازل سے ابتدا کی ہی او کی انتہا کیا ہی
کلام اللہ میں جسکے محامد کے ضمائر ہوں نزاکت سے ہوں او کی محو حیرت اہل نظارہ	بشر سمجھے کیونکر شان ختم اٹھایا کیا ہی کس میں ہو کر کو دیکھ کر یہ بال سا کیا ہی
لیا ہی سادگی نے ایسے نادان کی مرے دلو غضب سے جہل میں کنا کس کا یون شرارت سے	جو اتنا بھی نہ سمجھے نا د کیا ہی اور ادا کیا ہی ذرا فرما کیے کچھ آپ دل کا مدعا کیا ہی
کیا شکستہ خاطر گریہ عشق رلف جانان نے ادب مانع رہا ہکو بیان حرف طلب میں	تو پھر یہ شیشہ دل میں ہمارا کیا کیا ہی کما کو او سنے ہر دم کیسے حرف مدعا کیا ہی
پی گلشت وہ رشک چین آتا ہی گلشن میں	منو داب دیکھے بیل کا طوطی بولتا ہی

ولہ

نہ پایا او کو دمان بھی تو جا کر دوزخ عیان ہی مرتبہ رہروان ملک عدم	بہشت چھوڑ کے ہم سمت کو سے یار چلے پیادہ آئے ادھر اور او دھر سوار چلے
--	---

ولہ

چپکے چپکے مسکرانا اذکا ایک انداز ہی بنالعل بخشان یا دل میں جو گرا آنسو	بے چسپ ہی برق خندان عد بے آواز ہی تماشا ہی کہ ہم نے لعل کو سانچے میں ڈال دیا ہی
گمان چرخ ہوتا ہی زمین پر چولچا ناہن عدم میں دل کے بھلانے کا کوئی شغلہ نکلے	سچسپ نہ آغوش میرے نہ کا مالا ہی جو نکلون حسرتوں کا ساتھ یا نسے قافلہ نکلے
بیان گرم رشتہ ابراق احمدی کیا ہو	جو نا پے دو جہاں گواک قدم کا فاصلہ نکلے

تیرا کھنکھ

قطعه تاریخ طبع از ذہن لقا و میان عاقل محمد خان صاحب

بیا عاقل منو د فیض گستر نویسم یگل باغ مسانی د فیض رنگ و بولیش درجانی بہار نظم رنگینش بہ بیند رجشش خاطر عشاق عالم عروسان ہستی را پیش دلگفتا پی تاریخ ختمش	عجب ترتیب کردہ باب جنت کہ گویم گو ہر نایاب جنت شگفتہ گلشن شاداب جنت نزدہ ہر کہ آب و تاب جنت منزہ چون دل ارباب جنت نہ بیند ز گس بہجواب جنت گو عاقل کہ خورم باب جنت
--	---

قطعات تاریخ از طبع قدوہ ارباب سخن زبہ کلامی ز من اصح الفصحا خلاہ و دوان
ترجمہ و کونین حکیم حافظ مولوی سید اعظم حسین صاحب زبناظم ضلع مغرب بل پھول

طبع ہو کر یہ نگارین تذکرہ خامہ ندرت رقم نے سال طبع	جب ہوا مطبوع طبع کائنات لکھد یاز سیاہستان نکات
---	---

دیگر

اس نو آئین کتاب کو کیسے سال فصلی اگر پڑنا چاہے	رشد تصویر خانہ مانی دیکھ گلدستہ سخندان
---	---

تقریب قطعہ تاریخ از طبع گوہر نشان روضہ منطوق حقیقت شناس منطوق مفہوم بانی
بنام سنوری گلشن پیرایہ حق پروری مولانا محمد عباس صاحب المتخلص رفعت

سلسلہ العرب الغزت نزل بھوپال

تقریظ

اگر سخوران دہلی و لکھنؤ ویدہ اضافات سے شہستان عالمگیری دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ مالوہ میں نشو و نما پا کر ایسا لکھنا کیسا کام ہے اور یہ بے بدل کتاب تذکرۃ الاحباب مشحون مضامین نایاب اول سے آخر تک انتخاب و دلکش کلام ہے تذکرہ نویسی کچھ نیا کام نہیں بلکہ اسکے موجد فصحاے یونان ہین اوونکی تقلید اہل عرب ایران نے کی اوونکی دیکھا دیکھی اردو نویسون نے کتابین لکھیں مگر اس تذکرہ میں دو باتیں نئی ہیں جو اور تذکروں میں دیکھی نہیں گئیں اول یہ کہ حروف تہجی کی ترتیب سے غزلیات لکھی گئی ہیں دوسرے یہ کہ ترجمہ کے واسطے ایسے الفاظ تلاش کیے ہیں جو سخوری کی واقعی حقیقت اور رنگ طبیعت کا سچا فوٹو بتاتے ہیں ہر قسیقہ سچ کلمہ رس نظم دلکش اور ترجمے سے سمجھ سکتا ہے کہ مولف نے دو نوونکی تطبیق میں کیا کمال کیا ہے اور کیسا طلسم دیکھا یا ہے۔ ہر چند محکوم عربی فارسی جو کچھ رطب یا بس لکھنا یا دھتھا و کثرت و مزا و ملت نوشت و خواند روزمرہ کچری کے کام سے فراموش ہو گیا مگر مولف والا مرتبہ کیتاے زمان میان عالمگیر محمد خان صاحب بنو سلسلہ الملک الودود کی بادہ حلال بذلہ سنجی سے ایسا مدہوش ہو گیا کہ فی البدیہہ قطعہ تاریخ تہ دل سے زبان پر آیا مینے صاحب صوف و ہر عروق کو بے تکلف سنایا

قطعہ

جس طرح عشوہ بت شگول

شاعرون کا مرقع معقول

۱۳۰ھ

دل کو یوں چھینتا ہے یہ نسخہ

دیکھ مرآت سال میں فصاحت

قطعہ تاج از محمد عزیز اللہ خان عزیز شریک الجمن شاعر

مرتب عجب تذکرہ یہ ہوا ہے	بھرا جبین ہر ساز و سامان جنت
بنائے صفائے چمکا ہوا ایسا	کہ تابندہ ہو جیسے ایوان جنت
بیان رکیمان بھوپال پہلے	جو عازم ہوئے سوئے نشان جنت
رقم پھرین اوصاف شاہ جہانی	ہو بھوپال جس سے گلستان جنت
کسین ذکر اضلاع و اقلع و صحرا	نظر جس سے آتا ہر میدان جنت
کسین وصف شہر و عمارات و دریا	تر و تازہ جس سے ہو خواہان جنت
گشفتہ گشفتہ وہ باغوں کے مضمون	پھڑک جائے دیکھے جو رضوان جنت
کسین گلستان وصف اشعار گل	پھلے پھولے جیسے خیابان جنت
کسین حال تاریخ و حسن شاعر	خدا ہوں جو دیکھیں عروسان جنت
کلام سخن پروران پھر رقم ہیں	پڑھیں جس کو دل سے غزل جنت
عجب نظم بزم سخن تیز و تر ہے	ردان جیسے انہارستان جنت
بہار گل خامتہ پھر وہ رنگین	ہو خواہ ہیں جسکی جو ران جنت
عزیز سخنور نے تاج اسکی	کھلی یوں والا شہستان جنت

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاج از طبع رسالہ نہال حلقہ رشد و سعادت بہار آرا بوستان

فہم و فراست محمد حبیب اللہ خان بن عزیز اللہ خان عزیز بھوپالی

چون با فضل خداوند کریم ذو المنن	ختم شد این نظم نور افزا جسے ہم جان تن
غیرت از رنگ چین و شمع بزم عاشقان	گشتن رنگین بیانی ببل باغ سخن

<p>شدر بهار تازه اور خوشنریب چمن و آنکه عالمگیران هستند صدرا نجمن مثل شیدا عاشقش گشتند با جیدن حافظ عالم نگه دارد ز حساد زین شدر برین گلدسته ترش بلبل نه زین بار دل طول سخن دانند دانا یان گفت با صد بار مالت پایه شعر و سخن ۱۳۰۴</p>	<p>مثل این گلدسته زنگین نواز دباغ یافت در عالم نمود و هر و سه این تذکره شاعران آسوخ و عاقل عزیز و عیش هم مایه اخلاص و عشق و هم نشاط طالبان نظم پر و عسکری و هم تمیز با تمیز ختم کن بر مصرع تاریخ اکنون بدل سال ختمش چون طلب کرد حبیب کترین</p>
--	--

قطعه تاتخ از افکار که بار حلقه طراز مضامین سلیقه شاعرانیک مین
 مقبول قلوب ناو پیر شیخ نذیر احمد بن محب سول فاروقی حنفی صابری
 ساکن تھانه بھون نزل بھوپال کامدار دیوڑھی نامہ نگار

<p>ز درستم نسخه بهین سلوب دلر با همچو عشوه محبوب و رمد او اسکے گریه یعقوب گفت مالت کہ مایه مرغوب ۱۳۰۴</p>	<p>اسجناب نمود عالیجاہ ناز و انداز شاہ معنی این و آن رشک کفایت فکر تاریخ کرد چون احمد</p>
---	--

قطعه تاتخ از افکار پر بہار ناز ہمیشہ نازک خیال منشی محمد
 عبد المجید خان بن محمد یوسف خان جمعدار مرحوم منشی و بکاری نامہ نگار

کیسی نادر کتاب لکھی ہے
ہر ورق پر بھی سخن کی بساط
لکھی عبد المجید نے تاریخ
گو ہر دلفروز عیش و نشاط

قطعہ تاریخ از شیخ محمد بنیر الدین شریک انجمن شاعرہ مخافظ کتب رو بکاری المتخلص متمیز

<p>حمد پہلے ہو رستم رحمان کی وصف آل اطروا اصحاب میں اب قلم کچھ مذکرہ کی کر صفت واہ واہ کیا تذکرہ لکھا گیا تذکرہ ہی یا کہ ہی چہ بامجم تذکرہ کیا محسن اشعار ہی اسکے ناظم ہیں امیر ابن امیر کون وہ تو اب عالمگیر خان ہیں سخی ایسے عطا سب کو کیے اونکے چھوٹے بھائی بھی فکی طرح ہیں شجاعت اور دلیری میں فیر ہی قرآن شمس و قمر کا بیگان حال اونکی بارگہ کا مختصر فیل و اشتر اسپ گجھی پا لکی</p>	<p>بعد لغت احمد والا تبار ہو روان خاصہ ہی جتکے رنگا پیش عالی ہمت و ذی اقتدار جسکے ہیں شتاق مردم پشمار جس سے روشن ہی جہانکا کار و بار ناظم و ناشر ہیں جس سے یادگار شہ سوار و نامدار و کامگار جسکی دولت سے ہی میر افتخار سے مندیل اکیدن میں ایک ہزار ہو مرا جی جان اونپر سے نثار علم و دانش میں ہیں فخر و زگار دیکھ لے کوئی نہ ہو گر اعتبار اس طرح لکھتا ہو کلک زر و بھار رات دن حاضر ہیں سب باندہ و قطار</p>
---	---

<p> چچیدہ چچیدہ ہیں ملازم اوکے سب ہیں تبرا عذر اور انکار سے دست بستہ تمام طفل و کینز کیا کروں میں اوکے سرنگوں کا جسکے سرافسر ہیں طرہ بازخان ہو مقابل اوکے جو سیدان میں افسران کا رخانہ کا رکن منتظم کبے ہیں منیفض اللہ خان سیکڑوں مارے ہیں جسے شیرز انتظام اوکا ہو ایسا دلپذیر اور سکندر خان ہیں صاحب تمام اسلمہ خانہ کے توشک خانہ پر ہیں مدیر صطبل کے صاحب نظیر فرد ہیں عالی نسب ہیں بہر خیم گرچہ ہوتے چھوڑتے میدان کو چھوڑے صاحب کے مصاحب چچین دو قدرت اللہ خان قائم دادخان نیرشی اوکے ہیں عبد المجید خوش نویس و خوش سلیقہ خوش بیان </p>	<p> جان نثاری سے سدا رکھتے ہیں کار استعداد ہیں جسکے ذمہ ہی جو کار ایستادہ صف نصف ہیں چوہدار ہمت و مردی میں ہر اک نامدار ہیں تنگ انداز اور دشمن شکا ہو کے پسپا لے وہیں راہ فرار با وفا ذی ہوش اور ذی اعتبار صفت سکن ہیں جو بروں کا رزار ہمت مردانہ سے وقت شکا شیر بکری ہمدگر پائیں تزار جان نثار و عیلمند و ہوشیار رکھتے ہیں یا صد امانت اختیار بے نظیر و بے بدل با اعتبار منشی ہیں اور پہلوان زور دار دیکھ انکو رستم و ہفندیار اپنے اپنے کام میں ہیں ہوشیار ہیں دلیر و سیف زن اور پختہ کار خان والا شان اور عالی وقار انہی ہی نظم و نسق کا سب مدار </p>
--	---

اونکے دیوانگی بیان ہو کیا صفت	ہیں نذیر احمد جہانکے کا مدار
اونکی بس تحریر کیا تسخیر ہے	جن والشانکے ہر حق میں بحر کار
لالہ بٹوال صاحب فی سیاق	ہیں ہیہ نائب بالیافت باوقار
وہ محاسب ہیں اونکا حوصلہ	دیکھے ٹوڈر مل بھی تو ہوش سار
ہیں جلال الدین جتنا ہوشمند	اوس امارت خانہ میں سرشتہ دار
بیکران ہیں وصف اتباع امیر	کیجئے سال خاتمہ پر اخقار
بے سرائیشہ تاج ای مہتر	کر رقم۔ ہر انتخاب یادگار

۴۰۰ ہجری

قطعہ تاج رخینہ کلک جواہر سلک منشی جادو رقم عطار دستم
سید محمد نجف حسین اظہار نگار محکمہ سائر کل نزیل بھوپال

مرتب شد عجب گلستہ تر	بجھد اللہ کہ یا قوت و کبر سفت
برائے سال طبعش باسرت	نجف تاج نظم سلک و کفیت

قطعہ تاج از تاج افکار خوش مزاج نیک اخلاق خوب روی مشہور تاج
صاحب ہیں قویم و طبع ستقیم منشی محمد عبد العظیم رو بکار نویس محکمہ سائر
نزیل بھوپال

واہ کیا تذکرہ ہوا ترتیب	ہر ورق پر بہار جگے شمار
کھنکی عبد العظیم نے تاریخ	عاشقانہ سفینہ اشعار

تاریخ طبع از افکار تازه جوان خوش و جاہست لطیف مزاج طبعیت
میر معصوم علی روزنامچه نویس محکمہ سائر کل نزل بھوپال

کتابیت یا آنکہ کان سخن	در حبس معنی کہ جان سخن
چو معصوم پدید سالش دل	بلقفا عجب بوستان سخن

قطعه تاریخ از تاریخ افکار قدوہ صاحب تقیم الوضع اسوار باب سلیم الطبع بیان
ثابت محمد خان صاحب متخلص بہ ثابت بن بیان کرم محمد خان صاحب مرحوم
کہ از رؤسا بھوپال اند

لہ احمد درین عہد نمود ذبیحہ	دستہ گل عجب راستہ طریق سخن
ثابت نکتہ سرا کرد چو سکر تاریخ	ہا نقش گفت کہ دیکھت شگفتہ گلشن

قطعه تاریخ از افکار گہر بار سخنور شیرین زبان شاعر رنگین بیان
ملا مظفر حسین صاحب مظفر تخلص خلف ملا عنایت حسین صاحب
ساکن سروج کہ منمضات یار است نکست

این کتاب عجیب را گفتم	در شبستان دھرباغ نمود
گفت ہاقت مگر بی تاریخ	کہ مظفر بگو - چہ راغ نمود

صحت نامہ کتاب شہستان عالمگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	عالمگیر خان	عالمگیر محمد خان
۴	۵	آبادی	آبائی
۵	۴	مملکت	ملکت
۱۴	۲	ویدنت	ویدانت
۱۴	۱۸	تین سوگز	تین سوچہ گز
۱۹	۱۷	حیات نشان	جنت نشان
۳۶	۱۵ شعر	اونکا	اونکو
۴۶	۲ شعر	سپرک	سپرکو
۵۰	۹ شعر	مچکو	خودکو
۵۵	۳ شعر	زوالکا	زوالکو
۵۸	۱۰ شعر	یون اوٹھاتی	بول اوٹھا ہے
۹۴	۱۳ شعر	داغ مشق	داغ عشق
۹۶	۵ شعر	پہرون تک	پہرون تن
۱۴۳	۱۵ شعر	کس ساتی بدست کا ہر مہی تصو	ہی فرقت ساتی مین یہ مہور کی آواز
۱۹۷	۱۲ شعر	اور یہی	اور مین ہی
۲۲۴	۷ شعر	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہوں	خطا ہو سکی گنگا مین ہوں



CALL No. { *ASIR 211* } ACC. No. *22.40*
 AUTHOR..... *U. S. L. K.*
 TITLE..... *U. S. L. K.*

URDU SECTION

MAULANA
AZAD
LIBRARY



-: RULES :-

ALIGARH
MUSLIM
UNIVERSITY

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.

